

وَاللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ

مستدلی علی

فی الذکر فی حقہ

تحریرات الفاضل علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
سے مرکی تفسیر علیہ الحدیث نبوی کو جمع کیا

مشکوٰۃ المصابیح فی صحاح و صحیحہ و صحیح

عبداللہ
بکرم اللہ وجہہ

مقدمہ
شیخ الحدیث جناب مولانا عبدالرشید نعمانی

محمد سعید انیسٹریٹ ستر ماہجران کتب خانے کی مولیٰ کراچی

مُسند حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ

مؤلفہ: جمیل نقوی لکھنوی

مقدمہ: الحمد ث کبیر علامہ عبدالرشید نعمانی

مع مقالہ: علیؑ ابن طالب، از: ڈاکٹر حمید اللہ

مع اضافہ: حضرت علیؑ کے فیصلے و فتاویٰ

از: ڈاکٹر محمد میاں صدیقی

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت علیؓ
مستد علیؓ

مَعَ الْفُرُجِ جَمِيعًا

تَبَّ اللَّهُ الْعَالِبَ إِلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
سَ مَرُومِي مُتَّفِقٍ عَلَيْهِ أَحَادِيثُ نَبَوِي كَامُجْمُوعَةٍ

مَشْكُوتُ الْمَصْنُوحِ وَصَحَّاحُ شَيْخِ الْإِسْلَامِ

مُؤَلَّفِ

جَمِيلِ نَمَقُوتِ

مَقْدَمُهُ
شَيْخُ الْحَدِيثِ جَنَابُ مَوْلَانَا عَبْدِ الرَّشِيدِ نَعْمَانِي

نُحْمَدُ اللَّهَ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَفْتِقَهُ إِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيمٌ ذَكِيرٌ

بھائی ظہور احمد مرزا کی یاد میں

”غنی تھے صورت عثمان، فقیر مثل علی“
جلیل نقوی

جلد حقوق محفوظ
بھی سید طاہر جلیل نقوی ملکہ و ناشر

مؤلف
کتابت
ناشر
طابع
باجہام
تاریخ اشاعت جولائی ۱۹۸۵ء
ہر جلد

عرض ناشر

حدیث کی کتابوں میں صحاح ستہ یعنی حدیث کی چھ کتابیں بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد کو جو اہمیت حاصل ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں، لیکن ان سے استفادہ کو آسان بنانے کے لیے اہم صحیحین بن مسعود و ابویہ نے ان صحاح اور دوسری مستند کتابوں سے حدیثیں لے کر مصابیح کے نام سے ان کو جمع کیا تھا۔ اس کے بعد شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب عمری نے مصابیح کی مزید صحت کر کے "مشکوٰۃ المصابیح" کے نام سے پیش کیا جسے مع ترجمہ شائع کرنے کی ہمیں سعادت حاصل ہے۔

بقول مولانا محمد عبدالرشید نعمانی "ہمارے محترم دوست سید جمیل احمد نقوی (جنفی) صاحب کی بڑی سعادت ہے کہ جنی تعلقہ نے اُن کو یہ توفیق بخشی کہ حضرت علی رضی کرم اللہ وجہہ کی حنفی روایت کردہ احادیث کی سنہ و مستند اول کتاب "مشکوٰۃ المصابیح" میں موجود ہیں دیگر کتب احادیث سے معتدل کر کے ان سب کو انھوں نے مستند حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عنوان سے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ یہ کام علما کے کرنے کا تھا۔ سید صاحب عالم نہیں مگر توفیق حق ہے جس کو ارزانی ہو جائے۔

امید ہے کہ جناب جمیل نقوی صاحب کی اور ہماری اس کوشش کو بھی نظر استحسان و کھیں گے اور اس کے کما حقہ مستفید ہوں گے۔

المذنب عبد الاحد

فہرست مضامین

۵۹	شمار	۹	دریباچہ : از مولف جمیل نقوی
۶۳	فضیلت درود شریف	۲۱	مقدمہ : از شیخ احمد ریش
۶۳	سجدہ کی فضیلت		مولانا عبدالرشید نعمانی
۶۴	وعاد بعد از نماز	۴۷	خطبہ کتاب
۶۴	امامت امام کا اقتدی	۴۹	ایمان
۶۵	سنت نمازیں	۴۹	تقدیر پر ایمان
۶۵	وتر	۵۱	علم
۶۶	رمضان کی عبادت	۵۲	طہارت و پاکیزگی
	نماز نفل	۵۲	موجبات وضو
۶۷	مریض کی عیادت	۵۵	بیت الخلاء کے آداب
۶۷	میت اور جنازہ	۵۶	غسل
۶۷	بیت کو کفن دینا	۵۷	موزوں برقع
۶۸	جنازہ کے ساتھ جانا	۵۷	نماز
۶۸	میت پر رونما	۵۷	جلدی نماز پڑھنا
۶۹	زکوٰۃ اور صدقہ	۵۸	نماز کے فضائل
۷۱	صدقہ کی فضیلت	۵۸	رات کی نماز

۴۲	قرآن کے فضائل	۴۱	قصاص
۴۵	استغفار و توبہ	۴۱	قتل کا بدلہ
۴۶	وعائیں	۴۲	قتل کا سواضہ
۴۶	صبح و شام کی دعائیں	۴۳	مفسدون اور دین سے
۴۸	مختلف اوقات کی دعائیں		پھرنے والوں کا قتل
۸۰	جج	۴۵	شرعی نماز
۸۰	افعال جج	۴۵	شرعی نماز اور بددعا نہ کرنا
۸۱	قرانی کا جانور	۴۶	حکومت
۸۶	سرمنڈانا		حکومت
۸۳	قرابی کی کھالوں کو غیرت کرنا	۴۶	حکمرانی کرنا اور حکمرانی
۵۴	قصاب کو قرابی کرنا کچھ نہ دینا		سے ڈرنا
۸۵	حرم مدینہ	۴۷	جماد
۸۶	بیع		جماد
۸۶	سود	۴۸	سامان جماد
۸۶	جن بیچوں سے ضمانت کی گئی	۴۹	جماد میں اڑنے کا بیان
۸۷	لفظ	۱۰۰	قیدیوں کے احکام
۸۸	فرائض	۱۰۱	کھانے پینے کی چیزیں
۸۹	نکاح	۱۰۱	کھانے کی چیزیں
۸۹	جن عورتوں سے نکاح حرام ہے	۱۰۲	پینے کی چیزیں
۹۰	فیل و طلاق	۱۰۲	لباس
۹۱	غلاموں اور لونڈیوں		لباس
	کے حقوق	۱۰۳	عورتوں کا سر منڈانا

۱۱۸	اسماء مبارک و صفات	۱۰۴	انگوٹھی اور منہ
	اشراق و عادات	۱۰۵	نصایر
۱۲۰	معجزات	۱۰۶	طب اور منتر
۱۲۰	مصافات	۱۰۶	آداب
			سلام
۱۲۳	مناقب و فضائل صحابہ	۱۰۶	اندھرانے کی اجازت
	رضوان علیہم اجمعین وغیرہ	۱۰۸	حاصل کرنا
۱۲۲	فضائل حضرت ابو بکر		چھپانے والے اعضاء
۱۲۳	فضائل حضرت علی رضی	۱۰۹	اچھے اور بُرے نام
	کرم اللہ وجہہ	۱۰۹	ظلم (حق تلفی)
	من قت و فضائل	۱۰۹	تقر و تبدل
۱۲۶	عشرہ مبشرہ رضوان اللہ	۱۱۱	دل کو نرم کرنے والی شے
	علیہم	۱۱۱	فقر کی تخیل
۱۲۶	بعض مشہور صحابہ کے	۱۱۱	ہمان کا حق
	مناقب و فضائل	۱۱۲	علامات قیامت
۱۳۰	مناقب ازواج النبی	۱۱۳	جنت اور جہنم کی صفات
	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		فضائل سید المرسلین صلی اللہ
۱۳۱	فضائل اہلبیت	۱۱۵	علیہ وآلہ وسلم

۹
دیباچہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ احادیث نبوی کے آئینے میں جمیل نقوی مؤلف

بعض ہستیاں اس قدر جلیل القدر اور مہتمم بالشان ہوتی ہیں کہ امتداد زمانہ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ان کی شخصیت گہنا نہیں سکتی، ولما ورسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ بن ابی طالب کا نام ہی کا شمار بھی انہی افراد گرامی میں ہے۔ انھیں یہ شرف حاصل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امین علی حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب کے فرزند تھے۔ آپ دنیا سے اسلام کا مایہ ناز مہینوں میں سے میں جنھوں نے انتہائی شاندار کارنامہ انجام دیئے۔ وہ محض میدان علم و عمل ہی کے شہسوار تھے تھے تلوار کے معنی بھی تھے۔ انھیں قدرت نے تیغ و قلم دونوں کی بہترین صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا تھا۔ اور ہم ان کے متعلق یہ طے کر چکے ہیں کہ اسے داشتہ در سایہ ہم تیغ و قلم را

وہ علم و حکمت میں بھی دیئے ہی فر دتھے جیسے جنگی معرکہ آریوں میں۔ وہ عالموں کے عالم اور معرکہ آراؤں کے معرکہ آرا تھے۔ نہایت اعلیٰ حکماء۔ بے مثال منتظم اور سب سے زیادہ یہ کہ مردوں کا صاحب نفوذی ایمان و طرفان کے مظہر جلیل۔

۱	۱	۱	۱
۲	۲	۲	۲
۳	۳	۳	۳
۴	۴	۴	۴
۵	۵	۵	۵
۶	۶	۶	۶
۷	۷	۷	۷
۸	۸	۸	۸
۹	۹	۹	۹
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۲۱	۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۳۲	۳۲	۳۲	۳۲
۳۳	۳۳	۳۳	۳۳
۳۴	۳۴	۳۴	۳۴
۳۵	۳۵	۳۵	۳۵
۳۶	۳۶	۳۶	۳۶
۳۷	۳۷	۳۷	۳۷
۳۸	۳۸	۳۸	۳۸
۳۹	۳۹	۳۹	۳۹
۴۰	۴۰	۴۰	۴۰
۴۱	۴۱	۴۱	۴۱
۴۲	۴۲	۴۲	۴۲
۴۳	۴۳	۴۳	۴۳
۴۴	۴۴	۴۴	۴۴
۴۵	۴۵	۴۵	۴۵
۴۶	۴۶	۴۶	۴۶
۴۷	۴۷	۴۷	۴۷
۴۸	۴۸	۴۸	۴۸
۴۹	۴۹	۴۹	۴۹
۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۵۱	۵۱	۵۱	۵۱
۵۲	۵۲	۵۲	۵۲
۵۳	۵۳	۵۳	۵۳
۵۴	۵۴	۵۴	۵۴
۵۵	۵۵	۵۵	۵۵
۵۶	۵۶	۵۶	۵۶
۵۷	۵۷	۵۷	۵۷
۵۸	۵۸	۵۸	۵۸
۵۹	۵۹	۵۹	۵۹
۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
۶۱	۶۱	۶۱	۶۱
۶۲	۶۲	۶۲	۶۲
۶۳	۶۳	۶۳	۶۳
۶۴	۶۴	۶۴	۶۴
۶۵	۶۵	۶۵	۶۵
۶۶	۶۶	۶۶	۶۶
۶۷	۶۷	۶۷	۶۷
۶۸	۶۸	۶۸	۶۸
۶۹	۶۹	۶۹	۶۹
۷۰	۷۰	۷۰	۷۰
۷۱	۷۱	۷۱	۷۱
۷۲	۷۲	۷۲	۷۲
۷۳	۷۳	۷۳	۷۳
۷۴	۷۴	۷۴	۷۴
۷۵	۷۵	۷۵	۷۵
۷۶	۷۶	۷۶	۷۶
۷۷	۷۷	۷۷	۷۷
۷۸	۷۸	۷۸	۷۸
۷۹	۷۹	۷۹	۷۹
۸۰	۸۰	۸۰	۸۰
۸۱	۸۱	۸۱	۸۱
۸۲	۸۲	۸۲	۸۲
۸۳	۸۳	۸۳	۸۳
۸۴	۸۴	۸۴	۸۴
۸۵	۸۵	۸۵	۸۵
۸۶	۸۶	۸۶	۸۶
۸۷	۸۷	۸۷	۸۷
۸۸	۸۸	۸۸	۸۸
۸۹	۸۹	۸۹	۸۹
۹۰	۹۰	۹۰	۹۰
۹۱	۹۱	۹۱	۹۱
۹۲	۹۲	۹۲	۹۲
۹۳	۹۳	۹۳	۹۳
۹۴	۹۴	۹۴	۹۴
۹۵	۹۵	۹۵	۹۵
۹۶	۹۶	۹۶	۹۶
۹۷	۹۷	۹۷	۹۷
۹۸	۹۸	۹۸	۹۸
۹۹	۹۹	۹۹	۹۹
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰

ہوا کیا کسی انسان کے لئے اس سے بہتر کوئی اور شرف ہو سکتا ہے کہ آپ کے فرزند
نور اللہ رسول سیدنا امام حسینؑ کے دین حق را سلام کیلئے جان عزیز قربان کر دیئے
شہادت غلطی کے بلند ترین مرتبہ پر فخر ظلم ہو گئے۔ علاوہ ازیں مقدوحادث نبوی
حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کی برگزیدہ صفات اور مایہ ناز کمالات پر روشنی ڈالنے میں لگن
سے ہیں آپ کی شخصیت کی آپ داب کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ مختلف شعاعیں ہیں جو ہم
ہو کر ایک نور علیؑ نور شخصیت کا تصور پیدا کرتی ہیں اور نگاہوں کو کجا پڑ
کرتی ہیں۔ آئیے اب ہم ان زرباب شعاعوں پر نظر ڈالیں۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ ابْنِ وَقَاحٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أَنْتَ وَبَنِيَّ يَمْنَانٌ لَكَ هَاؤُنَا مِنْ قَوْمِي
إِلَّا أَنْكَ أَدْنَى بَعْدِي مُنْفَقٍ عَلَيْهِ
آنذا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا (جس طرح ہمارے پیغمبر کے تو بی غیر
نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

وَعَنْ زَيْنِ جَبْرِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ
وَالَّذِي بَلَغَ لِقَاقِي الْحَبِيبَةِ وَبَيْنَ النَّسَةِ إِنَّهُ
لَعَمْرِي النَّبِيُّ الْأَمِّيُّ كَانَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَسْمٌ
رَأَيْتُ أَنَّ الْأَمِّيَّ فِي الْأُمَمِ مَوْلَا عَفْوِي
إِلَّا مُنَافِقٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَهَشْكُ
علیؑ سے صرف وہ شخص محبت کریگا جو مومن ہوگا اور مجھ سے وہ شخص نہیں وعلاوت
رکھے گا جو منافق ہوگا۔ (مشکوۃ و مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو انتہائی محبت کی نظر سے دیکھتے تھے اور
قدر کی رابطہ مل وجہ ابتداء ہی سے تھا۔ آپ کی کعبۃ الشریعہ ولادت نے آپ
کو شہ دنا ہی سے فخر معمولی سعادت و برکت سے مشرف کیا تھا۔ جوں جوں
وقت گزر گیا آپ کی عظمت و جلال میں ہمیشہ اضافہ ہوتا گیا اور آپ
کی شخصیت بنا بنا کر سے تابناک تر ہوئی گئی۔ آپ باطنی خانوادہ کے چشم چرخ
تھے جس نے آپ کی شخصیت کو اور بھی چار چاند لگا دیئے کیونکہ یہ خانہ عرب
کے انفس ترین خانوادوں میں تھا یہ وہ صاحب عز و شرف خاندان ہے جس
اہل عرب کی تاریخ میں غیر معمولی کارنامے انجام دیئے ہیں۔ یہ وہ خاندان ہے جسے
کعبہ شریف کی تولیت کا شرف حاصل رہا۔

حضرت علیؑ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی کعبہ میں پیدائش کے
شرف کے سلسلے میں شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں۔

کعبہ را میر تر شد این سعادت
بر کعبہ ولادت بر مسجد شہادت
روایت ہے کہ جب حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ پیدا ہوئے تو پیغمبر خدا انبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور انھیں اپنے آغوش میں لیا۔ نتیجہ سب
سے پہلے جس پر انھیں کھولیں و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات اقدس تھی
آپ ہی نے اپنے دست مبارک سے علیؑ دیا۔

دولوں عم زاد بھائیوں کی یہ رفعت تاحین حیات قائم رہی۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے آپ کی اولاد میں پرورش و تربیت فرمائی۔ آپ کی شخصیت
تمام قرآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برگزیدہ ذات اور سیرت مبارکہ کے ہی سانچے
میں مہمل ہوئی تھی۔ دولوں کا شرف اس وقت اور بھی مضبوط ہو گیا جب حضرت
علیؑ کرم اللہ وجہہ کا عقد نبوت رسول حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْزِي
أَنْتَ هِيَ وَأَنَا مِنْكَ فَإِيَابُ بُلُوكُ
الصَّبْرِ

فرمایا جاوے اور اپنی فطری نرمی و اہمگی سے کام لوجہ تم مدبران جنگ میں پہنچ جاؤ تو پہلے دشمنوں کو اس کی دعوت و لڑائی اسلامی طرف بلاؤ اور پھر تیار و اسلام قبول کرنے کے بعد اس پر خدا کا کیا حق ہے۔ خدا کا قسم اگر تمہاری تحریک و تبلیغ سے خداوند تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی ہدایت دیدی تو تمہارے لئے مسخر آتشوں سے

بھی بہت بہتر ہوگا و تمہاری و مسلم

عَنْ جَدْرِ بْنِ حَصْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا
يُحْيِي وَيُكَايِمُهُ وَهُوَ وَلِيَّ كُلِّ
مُؤْمِنٍ. وَكَأَنَّ الْقُرَيْشِيَّ

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَوْفَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لُغْتُ
مَوْلَاكَ فَقَدْ لُغْتُ مَوْلَاكَ وَكَأَنَّ أَحْمَدَ
وَالْقُرَيْشِيَّ

ہوں علی بھی اس کو دوست رکھتا ہے۔ (احمد - ترمذی)

وَعَنْ حَبِيبِ بْنِ جَسَادٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ
يَوْمَئِذٍ وَأَنَا مِنْ يَوْمِئِذٍ وَكَأَنَّ الْقُرَيْشِيَّ

محبوب ہے اور میں علی سے ہوں اور

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ
لَعَنَ يَوْمَئِذٍ وَأَنَا مِنْ يَوْمِئِذٍ وَكَأَنَّ الْقُرَيْشِيَّ
عَلَى سَيْدِ يَوْمِئِذٍ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ وَنَحْنُ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ
عَدَّ وَاعِلٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَرِهَ يَوْمَئِذٍ أَنْ يُعْطَا
فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٌّ بَيْنَ يَدَيَّ طَلَبَ فَقَالَ
هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَرِي عَيْنِيهِ قَالَ
فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأَتَوْهُ بِهِ فَبَسَّ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ عَتَقَ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ
وَجَعَلَ فَاغْطَاةَ الزَّيْتِ فَقَالَ عَلِيٌّ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَايْتُكَ مَرَّةً فَقَوْلُوا
وَمَثَلْنَا قَالَ أَفْعَدَا عَلِيٌّ رَسُلًا لَكَ عَتَقَ
تَأْتِيكَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ أَدْعُهُمْ إِلَى
الْإِسْلَامِ وَآخِرُهُمْ فَاتَّبَعَ عَلَيْهِمْ
مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِمْ وَاللَّهُ لَا ذَنْبَ لَكَ
اللَّهُ بِكَ تَجِدَ أَحَدًا أَحَدًا لَكَ
عَنْ أَنْ تَكُونَ لَكَ حُصْرٌ بِالْعِيْمِ مَعْنِي

حضرت سہیل بن سعد کہتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دے گا

جس کے ہاتھوں سے خداوند تعالیٰ

قلعہ خیر کو فتح کرے گا اور وہ شخص

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت

رکھے گا اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول

اس سے محبت کرے گا جب مع ہوئی

تو تمام لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

یہ امید رکھنا شروع ہوئے کہ وہ جھنڈا

انہیں ملے گا لہذا جب سب لوگ جمع

ہو گئے تو آپ نے ہر چہا علیؑ کی

طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا

یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں کھٹی ہیں

آپ نے فرمایا کوئی جا کر ان کو بلا لائے

چنانچہ ان کو بلا کر لایا گیا۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر لعابِ دہن

لگایا اور وہ بھی ہو گئیں گویا کھٹی ہی

نہ تھیں پھر آپ نے ان کو جھنڈا عطا

فرمایا علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ!

پرنہ کو کھائے۔ اس دعا کے بعد آپ کی خدمت میں علی حاضر ہوئے اور آپ کے ساتھ پرنہ کا گوشت کھایا۔ (ترمذی)۔ یہ حدیث غریب ہے۔

وَعَنْ عَنِّي قَالَ كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَعْطَانِي إِذَا سَأَلْتُ الْإِسْلَامَ
الْقُرْآنَ وَقَالَ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ
حَدِيثِ حَسَنٍ غَرِيبٍ

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں حکمت کا گھر
ہوں اور علیؓ حکمت کے گھر کا دروازہ
اس کو ترمذی نے روایت کیا اور
کہا یہ حدیث غریب ہے اور کہا کہ
بعضوں نے اس کو شریک سے
روایت کیا اور مناجاتی کا ذکر نہیں
کیا اور بہ اس حدیث کو شریک کے
الضعفان علیہ شہید

سورس کی آیت سے نہیں جانتے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ تَمَّزُّنَا
فَأَتَانَا فَقَالَ إِنَّا سَمِعْنَا لَكَ مِنْ
جِبْرَائِيلَ مَعَ ابْنِ عِزَّةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ان سے عرض کی
کی کہ میں نے تم پر آیت کی ہے کہ
یائیں کہ جب ان باتوں میں سے

أَنَا أَوْ قِيلَ دَعَا الْقُرْآنَ دَعَا
أَحْمَدُ عَنْ أَبِي جُنَادَةَ -
میری جانب سے کوئی مہذبہ کرے
اور نہ کوئی معاہدہ کرے مگر میں خود

یا میری جانب سے علیؓ (ترمذی و احمد)
وَعَنْ أَبِي شُعْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ تَمَّزُّنَا
فَأَتَانَا فَقَالَ إِنَّا سَمِعْنَا لَكَ مِنْ
جِبْرَائِيلَ مَعَ ابْنِ عِزَّةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تَرَ أَخِي بَيْنِي وَ
بَيْنَ أَحَدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
وَسَلَّمَ أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
دَعَا الْقُرْآنَ دَعَا فَقَالَ هَذَا أَحَدُ
حَسَنٍ غَرِيبٍ، الْمَشْكُورَةِ -
کیا آپ نے صحابی کے درمیان اخوت
قائم کی اور مجھ کو کسی کا بھائی نہ بنایا (یعنی میرے ساتھ کسی کی اخوت قرار نہ دی)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دنیا اور آخرت دونوں میں تو میرا بھائی ہے، ترمذی

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَعَنْ أَبِي كَانٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَبْرًا فَقَالَ اللَّهُمَّ ثَنِي
بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَا مَنْ مَعَ هَذَا
الْقَلْبِ نَجَاءً عِلِّيَّ اللَّهُ مَا مَعَ دَعَا
الْقُرْآنَ مِثْلِي وَقَالَ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ
غَرِيبٍ -

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص ہوا پرنہ
رکھا تھا کہ آپ نے یہ دعا فرمائی
اے اللہ تو میرے پاس شخص
کو بھیجو جو مجھ کو اپنی مخلوق میں بہت
پیارا ہو تاکہ وہ میرے ساتھ اس

کہ اللہ تعالیٰ! مجھ کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ تو مجھ کو غشی کی
نہ دکھا دے۔ (ترمذی)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا
مُنَافِقٌ وَلَا يُغَضُّهُ مُؤْمِنٌ رَقَاءُ
أَحْمَدُ وَ الْقُرْمِزِيُّ قَدْ قَالَ هَذَا
خَدِيفًا حَسَنٌ غَرِيبًا شَدِيدًا
(احمد و ترمذی)

حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے علی
کو برا کہا گویا مجھ کو برا کہا (احمد)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَثَلِ مَنْ يَمُوتُ
أَبْغَضَهُ الْيَهُودُ وَحَتَّى يَهْتُمُّ أُمَّتُهُ
حَضْرَت عَلِيؑ قَالِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا
مُنَافِقٌ وَلَا يُغَضُّهُ مُؤْمِنٌ رَقَاءُ
أَحْمَدُ وَ الْقُرْمِزِيُّ قَدْ قَالَ هَذَا
خَدِيفًا حَسَنٌ غَرِيبًا شَدِيدًا
(احمد و ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے معاملہ میں ایسی غلطی نہ ہو جو کہ منافقین کی غلطیوں سے بدتر ہو۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَتَى حَيْثُ
وَلَمْ يَكُنْ اللَّهُ أَنْجَاءَ الْقَوْمِ مِنْهُ
مَنْ كَفَرَا بِأَيٍّ مِنْ سِرْكَشِي نَحْسِ خَدْلٍ أَنْ سِرْكَشِي
وَعَنْ أُمِّ سَعِيدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا
مُنَافِقٌ وَلَا يُغَضُّهُ مُؤْمِنٌ رَقَاءُ
أَحْمَدُ وَ الْقُرْمِزِيُّ قَدْ قَالَ هَذَا
خَدِيفًا حَسَنٌ غَرِيبًا شَدِيدًا
(ترمذی)

حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میرے اور میرے سوا کسی شخص کو یہ
جانو نہیں کہ وہ جنابت زد یا الکی است
میں اس مسجد کے اندر آئے علی بن
مناذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار بن
صدوس سے پوچھا اس حدیث کا کیا مطلب
ہے انہوں نے کہا کہ یہ معنی میں ہے
اور میرے سوا کسی کو جنابت کی حالت میں اس مسجد کے اندر سے گزرنا جائز
نہیں ہے۔ (ترمذی - یہ حدیث حسن غریب ہے)

وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ بَعَثَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبِيئًا
فِيهِمْ عَيْنٌ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ
يَدَيْهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَا تُمِيتُنِي حَتَّى
يُرِيَنِي عَرِيَّا وَ أَوَّاهُ الْقُرْمِزِيُّ قَدْ قَالَ هَذَا
خَدِيفًا حَسَنٌ غَرِيبًا شَدِيدًا
(ترمذی)

حضرت ام عطیہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کوئی شخص نہ دیکھوں کہ میرے بعد میرے معاملہ میں ایسی غلطی نہ ہو جو کہ منافقین کی غلطیوں سے بدتر ہو۔

ملاقات کی عمر نے ان سے کہا ابوطالب کے بیٹے اخوش رہو تم صبح اور شام ہر وقت ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے دوست اور محبوب ہو۔ (احمد)

وَعَنْ بَرِيدٍ قَالَ قَالَ خَطْبُ الْأَوْسِيِّ
 وَخَطْبُ الْحَاشِيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْبُوا صَغِيرَةَ الْقَوْمِ
 خَطْبَهَا عَجَلٌ تَزِدُّ حَقَّهَا وَتُنْهَى زَوَا
 النَّسَائِيِّ.

حضرت برید بن عازب اور زید بن
 ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بڑے بھائی کے
 ایک مقام کا نام ہے جو کمزور اور مدینہ
 کے درمیان واقع ہے تو تم کوئی کام باجہ
 اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کیا تم کو یہ
 معلوم ہے کہ مومنوں کے نزدیک
 میں ان کی جانوں سے زیادہ عزیز
 ہے۔ (ترمذی) یہ حدیث غریب ہے۔

وَعَنْ عُرَيْبٍ قَالَ كَانَتْ فِي مَدِينَةٍ
 قَوْمٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ قِسْمٌ
 الْفَخْرِيُّ أَيْتُهُ بِأَمْسَلِ سَوْءٍ قَوْلُ
 أَسْأَلُكَ عَنْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ كَيْفَ كَانَ الْخَلْقُ
 أَنْفَرَتْ لِي أَهْلِي وَأَهْلًا دَخَلْتُ
 عَلَيْهِ رَدَّ النَّسَائِيُّ.

حضرت علی کہتے ہیں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں امتام قریش تھا کہ
 مخلوق میں سے امتام قریش کی کا
 تھا میں صبح ہی صبح رسول اللہ کی
 خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا
 اسلام علیکم یا نبی اللہ اگر آپ
 سلام کے جواب میں کہنا کرے تو

جانتیں) ہلک ہوں گی یعنی اگر کسی سے ہٹا ہوں ایک تو وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے
 محبت رکھنے والا ہو گا اور مجھ میں وہ خوبیاں ہونے لگیں جو مجھ میں نہ ہوں گی دوسرے
 وہ جو میری دشمن ہوں گے اور مجھ سے دشمنی اس کو اس امر پر آدھ کرے گی کہ وہ مجھ پر
 ہتھان پائے۔ (احمد)

وَعَنْ ثَعْلَبِ بْنِ عَازِبٍ دَوْدَ بْنِ
 أَذْهَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَلَّ بِقَدْرٍ مِنْ حَقْدٍ
 بَرِيدٌ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّخَرُ لَعَلُّهُمْ إِلَى الْفَلَكِ
 بِأَمْوَالِهِمْ مِنْ نَفْسِهِمْ قَالُوا بَلَى
 قَالَ السَّخَرُ لَعَلُّهُمْ إِلَى الْفَلَكِ بِكُلِّ
 مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ قَالُوا بَلَى فَقَالَ
 أَلَمْ يَكُنْ مِنْ كَلْتِ مَوْلَاةٍ كَعَبِيٍّ مَوْلَاةٍ
 أَلَمْ يَكُنْ مِنْ كَلْتِ مَوْلَاةٍ دَعَاةٍ مِنْ عَدَاةٍ
 قَالُوا بَلَى فَقَالَ لَهُ
 هَيْتَا يَا بَنِي آدَمَ إِلَى طَالِبِ أَصْحَابَتِهِ
 أَمْسَيْتَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ تَهْنِئَةً
 رَدَّ أَحْمَدُ.

حضرت ثعلب بن عازب اور زید بن
 ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کوئی معلوم
 نہیں ہے کہ میں ہر مومن کے نزدیک
 ان کی جان سے زیادہ عزیز ہوں یا
 ہوں لوگوں نے عرض کیا ہوں۔ پھر

آپ نے فرمایا اے اللہ تم جس شخص کا میں دوست ہوں علی اس کا دوست
 ہے۔ اے اللہ تم تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور جس شخص
 کو اپنا دشمن خیال کر جو علی سے دشمنی رکھے۔ اس واقعہ کے بعد علی نے عمر سے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَكَفَى وَسَلَامُهُ عَلَى عِبَادَةِ الرَّبِّ الْكَافِلِ

حضرت علیؑ اور عموماً نبویؐ

اس

جناب مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جوارہ حضرت مصطفیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابن عم آپ کے داماد سابقین الاولین میں ممتاز سب سے پہلے اسلام لانے والے عشرہ مبشرہ کے بزم نشین خلافت راشدہ کے چوتھے رکن ان کے فضائل و کمالات کو کوئی کیا بیان کرے۔

بقول حافظ ابن حجر عسقلانی

مات فی رمضان سنة اربعین
وهو يوم مشيد افضل الاحیاء
من بنی ادم بالارض باجماع
اهل السنة . وقرب التحذیر
تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ
ان الخلفاء اربعة من علی بن ابی طالب
علی بن ابی طالب۔

تو میں اپنے گھر واپس چلا جاتا اور آپؐ دکھنکار تے تو میں گھر کے اندر چلا جاتا
(نسائی)

وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا لِمَا تَرَى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنَا أَقُولُ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَحَدٌ
قَدْ حَقَّرَ فَأَوْحِشِي وَإِنْ كَانَ
مُتَّخِرًا فَأَوْحِشِي وَإِنْ كَانَ بَدَلًا
فَصَيِّرِي فِي حَقِّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَأَعْلَمُ
عَلَيْهِ مَا قَالَ فَصَيَّرَ بَدَلًا
وَقَالَ اللَّهُمَّ عَلِيٍّ أَوْ أَشْفِمْ شَكَّ
الْمَوَاضِعَ قَالَ كَمَا أَشْكَلُكَ وَتَجِئِي
بَعْدَ رَأْيِ الْإِقْدَامِ نَحْيِي وَقَالَ لَهَا
حَدِيثًا حَسَنًا۔

مشکوٰۃ کر فرمایا۔ اسے اللہ تعالیٰ! اس کو عافیت فرمایا شفا بخش رداوی کو شک
ہے کہ آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے یا دوسرے الفاظ، علیؑ کا بیان ہے کہ اس دعا
کے بعد پھر محمد کو یہ شکایت یا مرض بھی نہ ہوا۔ (ترمذی۔ یہ حدیث حسن صحیح)

۵۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خولیش (دوام) تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ ان ہی کے صلب سے باقی رہا۔

۶۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کے موقع پر رستہ نبوی پر جا کر یہی سوئے تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جا چکے ہیں۔

۷۔ ریزہ نبوی میں عقدا و مواعیات کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مواعیات (یعنی آپ کے بھائی جتنے) کا شرف حاصل ہوا۔

۸۔ غزوہ بدر میں قریش کے پہلے انول نے نبی مبارک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف حملہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہما کی مدد کی اور ان کے مقابلے میں میدان جنگ میں آکر سے اور غالب رہے اور پھر اس بشارت سے مسرور ہوئے کہ تروقیات جب رومنوں کی انکار سے مخالفت شروع ہوگی تو سب سے پہلے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں بزرگوں کے ساتھ حق تعالیٰ کے فضل میں کھڑے ہوں گے۔

۹۔ غزوہ اُحُد میں ان چند بزرگوں میں سے یہ بھی تھے جو معرکہ میں ثابت قدم رہے اور اس جنگ میں نمایاں سعی آپ سے ظاہر ہوئی۔

۱۰۔ غزوہ خندق میں عمرو بن عبدود کو جو قریش کا مشہور پہلوان تھا جب تم رسید کیا۔

۱۱۔ غزوہ خیبر میں آشوب چشم کی وجہ سے جو اس وقت آپ کو لاحق تھا اولاً شکر کا موقع نہ مل سکا لیکن بعد کو توفیق الہی نے بنگیری کی اور باوجود آشوب چشم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مناسی کی سادہ نصیب ہوئی اور پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے آشوب چشم سے شفا پائی اور قلندہ خیبر آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا اور اس موقع پر ایسی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کو زینت بخشی ہے

اور اس بنا پر امام ممدوح کی تصریح ہے کہ

من لم یرع بحقی فی الخلافة جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا
فیہو افضل من حماد اعلیٰ نہ مانے وہ اپنے گھر کے گھر سے بھی زیادہ ہے و قویٰ ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی مگر نقد بر تصنیف "قرۃ العینین فی التفسیر الشیعین" میں حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے فضائل کا ایک مختصر بیان کر دیا ہے جو بدیہ نظر میں ہے۔ فرماتے ہیں :

علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل بہت ہیں اور ان کے منابت بے شمار۔

۱۔ وہ پہلے ہاشمی ہیں جو ایک ہاشمی خاقان کے بطن سے پیدا ہوئے۔

۲۔ اُن کی ولادت خاتم کعبہ میں ہوئی۔ یہ ایسی فضیلت ہے جو

اُن سے پہلے صرف ایک صاحب کو نصیب ہوئی تھی۔ اور یہ صاحب جبرائیل مرت ربک عالم میں مذکور ہے۔ حضرت حکیم بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آغوش تربیت میں نشوونما پائی۔

۴۔ ایک قول کے مطابق یہی پہلے شخص ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے۔ دوسرے قول کے مطابق پہلے سلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

۵۔ عاتقہ عظیمہ بعد ازیں فاطمہ زہرا و امیرا کرام احمد سے ابتدا کیا ہے۔

(موسمہ ج۲، ص ۱۵۵، ج ۱، ص ۳۴، طبع مصر)

۶۔ منہاج السنۃ "ازہا قلنا بن محمد" ج ۱، ص ۳۴، طبع مصر ۱۳۲۱ھ

صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس غیرت کی بنا پر لوگوں کو ان کی ایذا رسانی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا

ہو منی وانا منہ (تم نے علی کو کیا سمجھا ہے، وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔)

۱۷۔ اور غدير خم کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا:

من کننا مولاه فعلی مولاه میں جس کا دوست ہوں علی اس کے دوست ہیں۔

۱۸۔ اور مباہلہ کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل بیت کو اپنے ہمراہ لے کر تشریف فرما ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے۔

۱۹۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ دعا فرمائی
اللهم هؤلاء اہل بیتی اے اللہ یہ لوگ (علی فاطمہ وحمزہ) میرے
خلفہ ہر قطہ ہر قطرہ ہیں اہل بیت ہیں تو ان کو خوب پاک کر دے
تو حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان حضرات میں نہ صرف شامل بلکہ ان سب کے بڑے تھے۔

۲۰۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے حق میں ارشاد ہے:
لا یحب علیاً منافق علی نے کوئی منافق محبت رکھ سکتا ہے
ولا یبغضہ مومن اور نہ کوئی مومن بغض رکھ سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس بنا پر تھا کہ آپ امیر مومنین اور امیر الہدیٰ کی حیثیت سے شہرت کے ساتھ سرگرم تھے۔

فضیلت امام آپ کے نصیب میں آئی کہ زبان رسالت سے یہ کلمات آپ کے حق میں صادر ہوئے

سابعث خدا ارسلنا محمد بن عبد اللہ فی ایسے شخص کو کہ اس ہم پر پہنچو گا ورسولہ وبعثہ اللہ ورسولہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔

۱۲۔ غزوات نبوی میں بہت سے مواقع پر عساکر نبوی کے علم بردار آپ ہی تھے۔

۱۳۔ سجدہ ہجر میں آیہ برادرت کی تبلیغ کا شرف آپ ہی کے حصہ میں آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرماتے ہوئے کہ لا یبلغہ الا انا وایہل منی اس کا تبلیغ یا تو میں کر سکتا ہوں یا میرے خاندان کا کوئی فرد۔

اس حکم کی تبلیغ کی ذمہ داری آپ ہی کے سپرد کی۔
۱۴۔ غزوہ تبوک میں مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوئے اور اس باب میں

انت منی بمنزلہ ہارون جو منزلت ہارون کی موسیٰ کے یہاں تھی من موسیٰ وہی تمہاری میرے یہاں ہے کہ فضیلت غفلتی آپ کو نصیب ہوئی۔

۱۵۔ ہجرت کے آخری سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی حکومت پر آپ کو متعین فرمایا اور وہاں کا قلعہ آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔

۱۶۔ اور جب مال غنیمت کے شمس میں سے ایک نوٹری آپ کے حصہ میں آئی اور اس کے بارے میں لوگوں میں قبیل و قبا شروع ہو گئی تو آنحضرت

پہننے میں سادگی اور بہت المال کی تقسیم میں اپنی قربات کا پاس ملحوظ کرنا۔ ان امور میں بڑے بلند مقام پر فائز تھے۔

یہ اور اس قسم کے اور بہت سے مناقب جمیل آپ میں موجود تھے کہ یہ بھی واضح رہے کہ قرآن العینین میں شاہ صاحب مدوح علیہ الرحمۃ کے پیش نظر انصاف کا لیکن انھوں نے اپنی دوسری بے نظیر تصنیف انالہ الخلفاء عن خلافة الخلفاء کی جلد دوم میں مناقب مرقنوسی پر نہایت مبسوط بحث کی ہے جس کی خوبی اس کے دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ بحث بڑی تقطیع کے پورے چوبیس صفحات پر صفحہ ۲۵ سے لیکر ۴۴ تک پھیلی ہوئی ہے۔

حضرت مرقنوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی خدمات کے سلسلے میں شاہ صاحب نے ”ازالہ الخفاء“ میں جو کچھ ارقام فرمایا ہے اس کا نہایت ہی مختصر سا تعارف درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں:

۱۔ ولکشیب او از احیاء علوم ۱۔ دینی علوم کے احیاء کے سلسلے میں ان دینیہ آئست کا جمع اور گرد کا حق یہ ہے کہ انھوں نے علی الموطع کی حیثیت قرآن را بخسود آنحضرت مبارک ہی میں آپ نے قرآن کریم حفظ علی اللہ علیہ وسلم (ص ۲۴۳) کر لیا تھا۔

چنانچہ بعین کی ایک جماعت نے آپ سے قرآن مجید کو روایت کیا ہے اور اس روایت کا سلسلہ تا حال باقی ہے۔ امام غلام حین کے شاگرد امام حفص کی قرات آج تمام دنیا میں متداول ہے اور ہم اہل ہندوپاک بھی اسی قرات میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں اس کا سلسلہ استاد بھی حضرت مرقنوسی حضرت

لے ملحوظ ہو قرآن العینین فی التقلید العینین از ص ۱۳۸ تا ۱۴۰ طبع جمعیاتی دہلی ۱۳۸۰ھ

عبد اللہ بن مسعود اور حضرت زید بن ثابت پر مشتمل ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن سید میں امام حمزہ کی قرات کی سند بھی حضرت ذی النورین و حضرت علی مرقنوسی پر ختم ہوئی ہے۔ اور ان حضرات صحابہ نے خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن مجید افاد کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن جو آج ہم پڑھتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عبد مبارک ہیں اسی طرح بعینہ لوگوں کے سینوں میں جمع اور محفوظ تھا۔

وے رضی اللہ عنہ از حفاظہ حضرت اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارغترین صحابہ آئست۔ درالمنظر حدیث کے حفاظ اور مکشورین صحابہ قریش کشش مد حدیث در کتب میں سے تھے۔ ہادی النظر میں توچہ سو معبرہ از احادیث مرقوعہ وے احادیث مرقوعہ کے قریب یا معبرہ کابل رضی اللہ عنہ مذکور راست اولی تحقیق میں آپ سے منقول ہیں لیکن در حقیقت مرقوعات اور از ہزار بیشتر مدیوٹاں آپ کی مرقوعات حدیث ایک ہزار سے زائد مل سکتی ہے۔

آپ کی روایات کا ایک اہم خصوصیت جس کی طرف شاہ ولی اللہ صاحب نے توجہ دلائی یہ بھی ہے کہ:

و بعض ابواب حدیث کوشش اور حدیث کے وہ بعض ابواب جس از وے روایت مکررہ ہو ونداد کی آپ سے پہلے روایت نہیں کی گئی۔ قانع اول آں باب است اس باب کے بیان کرنے کی اہمیت اور آپ ہی سے ہوئی۔

چنانچہ اس سلسلے میں شاہ صاحب مدوح نے خاص طور پر جن احادیث کی

لے معنی ہر جو لوگ قرآن کی تحریف یا اس میں کمی بیشی کے حامل ہیں وہ مسلمان نہیں۔ نعمانی

نشانہ کسی کی وہ یہ ہیں :

- ۱۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ منورہ اور اوقات شب و روز کے گزرنے کی کیفیت جو شمائلِ ترغذی میں مذکور ہے۔
- ۲۔ نماز مناجات جو اورائیتِ باطن میں بغایت مؤثر ہے اور جماعِ تریقی میں مروی ہے۔
- ۳۔ نوافلِ یومیہ یعنی، صلوٰۃ الزوال وغیرہ جو تصوف کا خاص باب ہے اس کی روایت مہند احمدؒ میں موجود ہے۔

وازمائے فتاویٰ و احکام
بسیارے نقل کر دہ شدہ
خصوصاً درکتبِ امام شافعی
اور مصنف عبدالرزاق و در
مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ
حقیرہ وافرہ مذکور است
(ص ۴۷)

۴۔ دربحثِ توحید و صفات
زبان داشت فصیح و آسان بحث
درخطبہ فی رضی اللہ عنہ
یافتہ می شود و از بیانِ محلیہ

لے چند تاہ روایت ہے کہ امام جوینیؒ در عرفان و رمان کے صحابہ کی تصانیف میں امام شافعیؒ جرح اللہ تعالیٰ نے پانچ کتابوں میں حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ سے جتنی روایتیں کی ہیں ان سے بھی زیادہ روایات مذکور ہیں۔

کیا رہے کرم اللہ وجہہ بآں
زبان متفرد است گویا در
باب توحید و صفات از فن
کلام مستحکم اول ادب است و
و سے دران مقامات از فن
سنت سنیہ انبیاء و پیروان
رفتہ (ص ۲۷)

۵۔ درباب تصوف بحرئے بود
یغایت وسیع..... مقال
الجلیل و حمید اللہ شیخنا
فی الاصول و البلاغ علی
المصطفیٰ رضی اللہ عنہ
(ص ۲۷)

۶۔ در رسم فصاحت و بلاغت
خطبہ آورده اوست متعلقہ
سابق بآں مشغول نمی شدند
یا زور زبان شیخین مشیر در
مسائل مدنیہ و وزیرہ و توحید
ملکیہ ایشان بود و ایشان
در تعظیم و توقیر او دور دور
رقیہ و مناقب و فلسفائی

کیا رہے کرم اللہ وجہہ بآں
زبان متفرد است گویا در
باب توحید و صفات از فن
کلام مستحکم اول ادب است و
و سے دران مقامات از فن
سنت سنیہ انبیاء و پیروان
رفتہ (ص ۲۷)

۷۔ در خطبات میں فصاحت و بلاغت کا
ظریقہ آپ ہی کا جاری کر دہے خلاق
سابق اس میں مشغول نہ ہوئے۔
پھر حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کے عہد میں دینی مسائل کے مشیر اور
ملکی تدبیر میں ان کے وزیر رہے اور
یہ حضرات بھی ان کی تعظیم و توقیر بہت
ہی زیادہ کرتے تھے اور ان کے مناقب

اور رضی اللہ عنہ واضح و مبہن اختیار فرمایا ہے کہ :
(ص ۴۴)

اور شاہ صاحب نے قوت العینین میں یہ بھی فرمایا ہے کہ :

اعتماد بر قنادی عبد اللہ بن مسعود و در غالب حال ویر قضا یا نہ مرتضیٰ در بعض احوال یاں شرط کہ اصحاب عبد اللہ بن مسعود روایت کردہ باشند و اثبات بخودہ و بعد از اں بر تحقیقات اہل کتب متعی و متعی و متعین و متعین اصل مذہب اہل حنفیہ است کہ سبب آن صورت خاص مذہب او پیدا شدہ (ص ۱۰۴)

۱۔ اس شرط کو مل نہ دیکھنے کا وجہ خود ان دونوں کے مذہب سے بیگانگی ہے کہ :
اصحاب عبد اللہ بن مسعود و در غالب حال ویر قضا یا نہ مرتضیٰ در بعض احوال یاں شرط کہ اصحاب عبد اللہ بن مسعود روایت کردہ باشند و اثبات بخودہ و بعد از اں بر تحقیقات اہل کتب متعی و متعی و متعین و متعین اصل مذہب اہل حنفیہ است کہ سبب آن صورت خاص مذہب او پیدا شدہ (ص ۱۰۴)

اس سے اندازہ لگائیے کہ مذہب حنفی پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے زیادہ جس کا اثر ہے وہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔

واضح رہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام فقہی مسائل مستقل کتاب کی صورت میں علیحدہ بھی ردون کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دلجوئی اپنے فتاویٰ میں یہ تصریح فرماتے ہیں :

لکائی از محدثین اہل سنت مذہب محدثین اہل سنت میں سے لکائی نے علی مرتضیٰ را در فقہیات از کتاب مسائل فقہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتاب الطہارۃ کتاب القضاۃ ترتیب سے لکھا ہے کہ کتاب الطہارۃ جمع کردہ کتاب مستقل در فقہ سے لیکر کتاب القضاۃ تک ہر کتاب کا مستقل ساختہ است۔ ہر کسے کو خواہد کہ کتاب رجوع کند کہ شخص چاہے اس کتاب کی طرف رجوع کرے کہ حافظ شمس الدین الدہلی نے تذکرۃ الحفاظ میں محدث لاکائی کا ترجمہ لکھا ہے جو ان الفاظ میں شروع ہوتا ہے۔ اللاکائی الامام ابو القاسم جتہ

اللہ بن الحسن بن منصور الطبری الرازی الحافظ الفقیہ الشافعی محدث بغداد۔ انھوں نے بہت سے محدثین سے حدیث کا سماع کیا تھا۔ فقہ کی تعلیم ابو حامد اسفرائینی سے پائی تھی۔ محدث خطیب بغدادی حدیث میں ان کے شاگرد تھے۔ رمضان شمسہ ہجری میں وفات پائی۔ ان کا تعلق ہے اس کتاب کے علاوہ جس کا ذکر شاہ عبدالعزیز صاحب نے کیا ہے ایک کتاب السنہ ہے جو دوسری رجال صحیحین پر ان کی ایک ایف ہے۔

۲۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ مذہب حنفی پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے زیادہ جس کا اثر ہے وہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی احادیث مرویہ کو جیسا کہ مشاہدہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے لکھا۔ حدیث کی متبرک کتابوں میں علماء محدثین نے جمع کر دیا ہے۔ کتب حدیث کا ایک مستقل عنوان ہے "مسند" اس نام سے حدیث کی جتنی کتابیں جمع کی گئی ہیں ان میں ہر صحابی کے نام کے تحت اس صحابی کے تمام روایات کو بلا لحاظ مضمون بیان کر دیا جاتا ہے۔ مسانید اسلام میں بکثرت مرتب ہوئیں۔ سیکڑوں ہزاروں کتابیں اسی عنوان کے تحت کھینکی گئیں مگر ان میں سب سے مبسوط کتاب امام شیخ الاسلام ابو عبد الرحمن یحییٰ بن خالد القطری رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۷۰ھ کی "مسند کبیر" ہے۔ حافظ ابن حزم اندلسی کا بیان ہے کہ اس مسند میں تیرہ سو سے زائد صحابہ کی روایات درج ہیں اور پھر ہر صحابی کی حدیث البواب فقہیہ پر بھی مرتب ہیں۔ اس اعتبار سے یہ کتاب "مسند" بھی ہے اور مصنف بھی۔ اس بخاری کی حامل کسی اور مصنف کی کتاب نہیں۔ شیخ الاسلام یحییٰ بن خالد علم حدیث میں بخاری و مسلم کے ہمسر تھے۔ امام ابن حزم نے تصریح کی ہے کہ کان یقی ذی خاصۃ من الحدیث بقول الامام احمد بن حنبل کی خدمت میں بن حنبل وجاریا فی مضمار بطریق خاص حاصل تھا یہ بخاری سلم نے البخاری و مسلمہ و نسائی سے اور نسائی کے ہم عنوان ہیں۔

لہذا علامہ کشف الظنون ذریعہ ان مسند امام یحییٰ بن خالد غائب کرتا ہے کہ اس مصنف کی حامل شیخ الاسلام یحییٰ بن خالد کے معاصر امام ابن جریر طبری کی تہذیب الآثار بھی ہے لیکن انہوں نے یہ کہ یہ کتاب مصنف کی زندگی میں تمام مذہب کی شیخ الاسلام یحییٰ بن خالد و دنیا میں ناپید ہے لیکن امام ابن جریر طبری کی کتاب کے کئی حصے زیر طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔

لہذا ملاحظہ ہو مذکورہ الحافظ امام ذہبی رحمہ اللہ یحییٰ بن خالد

حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ دو سو اسی سے زائد شیوخ حدیث سے انھوں علم حدیث اٹھا لیا اور طلب حدیث میں مشرق و مغرب کو پے پس کیا تھا۔ حافظ ذہبی نے "مذکرہ الحفاظ" میں ان الحفاظ میں ان کو خارج عقیدت پیش کیا ہے "وکان اما ما علیما قد وہب مجتہداً لا یقلد احداً نقی حجة" حالاً عابداً متہجداً اذ اھا عیدہ النظر فی زمانہ استفرین محدثین جو عام طور پر کئی صحابی کی روایات کے تعداد بیان کیا کرتے ہیں وہ انہیں کی مسند کی مرویہ احادیث کی تعداد ہوتی ہے۔

حضرت مفتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویہ احادیث مرفوعہ کی تعداد ارشاد ولی اللہ صاحب نے جو سو کے قریب بتلائی ہے۔ حافظ ابن جوزی کی کتاب تلخیص نہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر کا جو نسخہ اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اور جس کو سید محمد یوسف نوکی نے اپنی تفسیر و اشعار سے جدید سنی پریس دہلی میں طبع کر کر شائع کیا ہے اس میں اٹھ قریب کی تعبیریں پانچ سو پچھتیس کی ہے۔ چنانچہ اصحاب المثنیین کے زیر عنوان اس کی عبارت یہ ہے:

علی بن ابی طالب خمس مائت حدیث
علی بن ابی طالب کی پانچ سو پچھتیس روایات
دستة وثلاثون وقال ابو نعیم
اور ست و ثلاثون وقال ابو نعیم
الاصفہانی استدریج مائتہ وینشأ
الاصفہانی استدریج مائتہ وینشأ
من المتوفی سوی علی بن قال
من المتوفی سوی علی بن قال
البیہقی الذی حفظ الناعت لحو
البیہقی الذی حفظ الناعت لحو
مائت حدیث (ص ۱۸۴)
مائت حدیث (ص ۱۸۴)

جو حدیثیں ہمارے پاس ان کی محفوظ ہیں دو دو سو کے قریب ہیں۔

حافظ ابن جوزی نے تعداد حدیث کا سا را با اب اس مسند یحییٰ بن خالد سے

حکل صحابی فتوحہ بعض اس سے بعض تاخرین اس میں ہیں مبتلا
الہ تاخرین ان الصحابی لا یروی
سوی ذلالت و لیس حکما قہم
وانسا هو قد رما وقع الخ
المعنی (۱۸)

مستحبی کو بکل ناپید ہے لیکن جو مسند طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں وہ یہ ہیں :-

۱۔ مسند امام ابو داؤد سلیمان بن داؤد طرابلسی المتوفی مسندہ حجاز کا شمار
اسم کے قدیم ترین مسند میں ہے بلکہ بعض حضرات اس باب میں سب
سے پہلی تصنیف انہیں کی مسند کو خیال کرتے ہیں۔ یہ مسند دائرۃ المعارف
حیدر آباد دکن سے ۱۳۲۲ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ اس میں حضرت
علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات صفحہ ۲۷ تک درج ہیں
مگر زبان میں کچھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں بھی ملتی ہیں۔ اس
کل اس کتاب کی مسند علی کی احادیث پر فرزند عمرؓ محمد عبد الشہید سلار
تعالیٰ امام سخاوی کی ترتیب مسند فاسی کے ایک تفسیری مد سے جس
کا ایک ضمیمہ ان کو دستیاب ہو گیا ہے کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کو
اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۔ مسند امام عبد اللہ بن زید حیدری المتوفی ۲۱۹ھ یہ کتاب دو
جلدوں میں مجلس علمی کراچی میں شائع کی گئی۔ اور اس کی تصحیح و تدوین کا کام
مولانا حبیب الرحمن صاحب محدث اعظمی نے انجام دیا ہے۔ مگر اس مسند
میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی کم روایتیں مل سکی ہیں جن کی تعداد
۲۳ ہے۔

۳۔ مسند امام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ جو اس وقت موجودہ تمام
مسند میں سب سے زیادہ ضعیف ہے اور بار بار کاپی پر کچھ ضعیف جلدوں
میں پہلے مصر اور پھر بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔ اس مسند میں حضرت
علی اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی روایات ص ۷۵ سے ۱۶۰ پر ختم ہوئی ہیں۔

”صالح مسند“ میں حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ کی روایات کی تعداد
تین سو بائیس ہے جن کو ان سے ایک سو تین ہی صحابہ و تابعین نے نقل کیا ہے۔
ان سب احادیث کی فہرست حافظ جمال الدین مزنی نے اپنی ”مکملہ تصنیف
تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف“ میں درج کی ہے اسلوا کو حروف تہجی ترتیب
کر کے پیش کر دی ہے اور ہر حدیث کے بارے میں نشانہ دی کر دی ہے کہ
صالح مسند کے کس باب میں کس روایت کی سند سے وہ مروی ہے۔

ان کے علاوہ حدیث کی بکثرت تعلیمی اور مطبوعہ کتاب میں ہیں جن میں حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکثرت روایتیں پائی جاتی ہیں اور عین ممکن ہے کہ ان کتابوں
میں بعض وہ حدیثیں بھی موجود ہوں جو مسند علی میں نہیں ہیں۔

”صالح مسند“ کی ہر زم کے رکن امام احمد بن حنبل شیعہ فاسی المتوفی ۲۴۱ھ
جو امام یحییٰ کی طرح امام بخاری و امام مسلم کے ہم پائے ہیں بلکہ بعض محققین کا خیال ہے کہ ان
کو امام مسلم پر بھی فوقیت دیتے ہیں۔ انہوں نے مستقل طور پر حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی حدیثوں کو جمع کر کے ”توحید دیوار“ نامی ایک علیحدہ کتاب میں درج
کر دیا جس کا نام ہے ”مسند زید المؤمنین علی بن ابی طالب“۔

اسی دور کے ایک اور بزرگ حافظ علامہ ابو یوسف یعقوب بن شیبہ
سدوسی دہری زہری بغدادی المتوفی ۲۴۰ھ ہجری ہیں۔ جو شیخ الاسلام یحییٰ بن محمد
امام محمد بن جریر طبری اور امام فاسی سب سے عموماً طریقہ میں بڑے تھے انہوں

میشرو مسند ابن مسعود مسند عامر مسند عباس اور بعض مولوی نبی علی نقی نقی علیہ السلام کی مساند ہیں۔ ان میں صرف علی کرم اللہ وجہہ کا مسند یا پنج ہندو لوہ پر مشتمل ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نبوی کی روایت میں جس اعتبار طوں کو رد نظر رکھتے تھے۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں :-

۱۔ وہاں اہل علم و دانش کے ایک وفد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر کہا کہ ہم نے آپ سے کئی حدیثیں سنی ہیں جن میں سے کچھ آپ نے فراموش کر دی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان حدیثوں کو فراموش نہیں کیا ہے بلکہ انہیں اپنے دل میں محفوظ رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان حدیثوں کو فراموش نہیں کیا ہے بلکہ انہیں اپنے دل میں محفوظ رکھا ہے۔

۲۔ عن علی قال حدثنا الناس
بما یخبرون ودعوا لیکون
أحبون ان یسکن ب
المدینة ونسوة

حضرت ممدوح کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبی نے یہ فرمایا ہے:

ابن دینکھیل نے اہل تشیعہ امام علی رضی اللہ عنہ کے
قتل ائمہ کرام کے بارے میں روایات کے
بیان کرتے ہوئے سختی سے روک دیا اور
مشہور روایات کے بیان کرنے سے گریز کیا

لے ان ساری تفصیلات کے لئے "تذکرۃ الخلفاء" امام ذہبی میں ان کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

نے بھی حدیث میں ایک بہت مسند لکھی تھی جس کا تعارف حافظ ذہبی نے درمکروافہ میں ان الفاظ میں کرایا ہے

ماصنف مستند احسن اس سے بہتر مستند تصنیف نہیں ہو سکتی
 متذکرۃ ما تصنف ۱۹۱۳ء میں کو مکمل نہ کر سکے
 اور اپنی دوسری مشہور تصنیف "سیر اعلام النبلاء" میں اس مستند کا ذکر
 ان لفظوں میں کرتے ہیں

المستند الكبير والديم النظار
 المستند كبير عديم النظر معاني حسن كى مسانيد
 للعلل الذى تسمى مسانيد
 من صفة صرف تيسر جلدون كى قريبا
 مكنى هو كين.
 ورنه اكر كتب پاير تمكين كو پوچ جاتى تو
 سو جلدون ميں آتى۔
 (ج-۱۳ ص-۲۴۹)

معلق "کا مطلب یہ ہے کہ احادیث کی اسانید کے ساتھ ان کے عمل پر بھی تفصیل سے کام لیا جائے۔ محدثین نے تصریح کی ہے کہ کوئی عمل کتاب یا سنن میں نہیں پہنچ سکتی کیونکہ اس کے ختم ہونے سے پہلے مصنف کی عمر ختم ہو جاتی ہے۔ یعقوب بن شبیبہ بڑے پایہ کے محدث تھے۔ حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ کان میں کیا در علما والحدیث۔ حق تعالیٰ نے ان کو دولت علم کے ساتھ دولت و نبوی سے بھی سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ مسند کی تمییز پر دس ہزار شرفین صرف کیس کی کہ جو ملیں میں چالیس لاکھ ان ہجرت نویسوں کے لئے تیار رکھے رہتے تھے جس غرت و انعام دینے کے لئے ان کے یہاں ہی بسر کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس مسند کی سند الی ہر ہر کا حصہ جو مصر میں فکوں کی نظر سے گزرا وہ دوسو جز پر مشتمل تھا۔ اس کے علاوہ مسند یعقوب کے جو اجزاء بمصر ہیے ہو کر منظر عام پر آئے۔ وہ اس پر غر

عن يث الاشياء الواهية
والبنكة من الاحاديث في
انفضائل والعقائد والحقائق
والاسباب الى معرفة هذا
من هذا الامعان في معرفة
الرجال - **نہیں ہو سکتی۔**

۳۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان چند صحابہ میں شامل ہیں جن کو عہد رسالت میں حدیث نبوی کی کتابت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ حافظ ذہبی نے نقل کیا ہے۔

عن علي قال ما كتبنا عن
رسول الله صلى الله عليه
وسلمنا القرآن وما في
هذا الا بحقيقة -
تہمارے سامنے ہے) اور کچھ نہیں لکھا۔

اس صحیفہ کا ذکر حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ یہ حدیثیں چند فقہی احکام سے متعلق تھیں۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں بھی لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بہت ہیں اور میں نے ایک مستقل کتاب آپ کے لئے فضائل اور مناقب پر لکھی ہے جو ایک بڑی جلد میں ہے اور اس کا نام ہے "فتح المجالد" فی مناقب علی ابن ابی طالبؑ

احادیث نبویہ کے مطالب و معانی کے سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اثر اچھی آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے:

اذا حدثت عن رسول الله
جب تہا اسے سامنے آنحضرت

صلى الله عليه وسلم حيا بشأ
فقطوا ابنه الذي هو هاشم
الذي هو هاشم الذي هو
التي رسلنا احمد بن حنبل
رج - ۱ - منہ -

محدثین نے اختلاف روایت کے تحت ترجیح کے بہت سے اصول بیان کئے ہیں، چنانچہ حافظ ابوکر حازمی نے اپنی مشہور کتاب الاعتقاد فی المسامع والمنسوخ من الآثار میں پچاس کے قریب وجوہ ترجیحات ذکر کی ہیں۔ یہ کتاب مصر اور ہندوستان دونوں جگہ طبع ہو چکی ہے۔ اس میں پچاسواں فہرست یہ بتایا ہے کہ جب کسی ایسے مسئلے میں دو مختلف حدیثیں وارد ہوں کہ جن کا تعلق فقہاء سے ہو تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت کو یہ حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔

اہل سنت میں مذہب حنفی کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصی نسبت ہے۔ یہ مذہب آپ کے افلاس قدسیہ کی خصوصی برکات کا حامل ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے جد امجد ایک بار اپنے تئیں یمن میں عاجز زادہ جناب ثابت علیہ الرحمہ کو جد امجد صاحب کے والد ماجد ہیں لے کر خدمت مرتضوی میں حاضر ہوئے تو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اُن کے اور اُن کی اولاد کے حق میں برکت کی خصوصی دعا فرمائی تھی چنانچہ یہ اسی دعا کی برکت کا اثر ہے کہ فقہ حنفی کو چار دانگ عالم میں غلبہ نصیب ہوا اور آج بھی اسلامی دنیا کا غالب اکثریت اسی مذہب کی پیروی ہے۔ فقہ حنفی کا اصل ترجمان مذہب حنفی ہی ہے۔ دور کیوں جایا ہے۔ نماز کے مشہور مسائل

آہستہ سے آہیں کہنا رکوع میں جاتے ہوئے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنا۔ زہر ناف اچھو با نہ صناعہ کا ٹوں میں نماز جمعہ وعیدین کا نہ پڑھنا تراویح کی میں رکعت۔ ان تمام مسائل میں فقہ حنفی میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نہی کے فتاویٰ پر عمل ہے۔

شیخ مسلم کے مقدمہ میں مفید بن مقسم فہمی علیہ الرحمہ سے جو کوفہ کے مشہور فقہاء محدثین میں ہیں اور امام حنیفہ کے استاد بھی مروی ہے کہ

لصريح بن يونس بن علي بن عبد الله
في الحديث أن من اصحاب
عبد الله بن مسعود
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت
میں صرف ہی روایت درست سمجھی جاتی تھی
جس کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے تلامذہ ان سے نقل کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسی مسند علی کے صدائش میں جس کا
سلسلہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب سے عہد بعد آپ تک
منتہی ہوا۔ اسی لئے مذہب حنفی میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو
علم منتقل ہوا وہ بالکل صحیح طریقہ پر منتقل ہوا پھر مذہب حنفی میں جس کثرت
سہ اولیا ہوئے ہیں دوسرے مذاہب میں نہیں ہوئے۔ تمام اولیاء اللہ کے سبب
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی پر جا کر ختم ہوتے ہیں۔

امام حافظ شمس الدین ذہبی نے جو طائرا ریخہ اور سماء الیاء کے ایک غنچہ
کے کہاتے ہیں۔ اپنی مشہور بے نظیر کتاب سیر اعلام النبلاء میں تصریح کی ہے کہ
ذا فقہ اہل الکوفۃ علی اہل کوفہ کے سب سے بڑے فقیہ علی اور

وابن مسعود واقفہ
اصحابہما علقمہ واقفہ
اصحابہ ابن اہیمہ واقفہ
اصحابہ ابو اہیمہ حماد
ابوحنیفہ واقفہ اصحابہ
ابو یوسف واقفہ اصحابہ
ابو یوسف واقفہ
واقفہ ہم محمد واقفہ
اصحاب محمد ابو عبد اللہ
الشافعی رحمہم اللہ تعالیٰ
(ج ۵ ص ۲۶۷)

اور ابن مسعود میں اور ابن و دولہ کا بھی
میں سب سے بڑے فقیہ علقمہ اور علقمہ
کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ ابو اہیم
حنفی میں اور ابو اہیم کے اصحاب سب سے
بڑے فقیہ حماد میں اور حماد کے اصحاب میں
سب سے بڑے فقیہ ابوحنیفہ اور
ابوحنیفہ کے اصحاب میں سب سے بڑے
فقیہ ابو یوسف میں پھر ابو یوسف کے
اصحاب آفاق عالم میں پھیل گئے۔ اور ان
میں سب سے بڑے فقیہ محمد ہیں۔ اور
محمد کے اصحاب میں سب سے بڑے
ابو عبد اللہ شافعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی الہیاد
پر رحمتیں نازل ہوں۔

ہمارے محترم دوست سید جمیل اللہ نقوی صاحب کی یہ بڑی سعادت
ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو یہ توفیق بخشی کہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی
جتنی روایت کردہ احادیث، حدیث کی مشہور و مندرجہ کتاب شریعت لغات
میں موجود ہیں ان سب کو انھوں نے ایک جگہ کر دیا ہے۔ یہ کام علم کا نہ تھا
سید صاحب عالم نہیں مگر توفیق حق ہے جس کو ارزائی ہو جائے۔ سچ ہے
داؤد اور اقلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داراوست

دعا ہے کہ حق تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرما کر اس پر اجر جزیل

عطا فرمائے۔ آمین۔

والحمد لله الذی لا ادرأ و صلی اللہ تعالیٰ

علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ و سلم

محمد بن عبد الرحمن بن علی

۱۰۰۰ کی ایک کتب خانہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حُطْبَةُ كِتَاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی وَ نَسْتَغِيْثُهُ
وَلَسْتَغْفِرُكَ وَ نَعُوْذُ بِكَ اللّٰهُ مِنْ
شُرُوْرِ الْفِتَنِ وَ مِنْ سَيِّئَاتِ
اَعْمَالِنَا مِنْ حَيْثُ كَانَ اللّٰهُ فَلَاحِظٌ
لِّدَوْمِنَ لِقَابِكَ فَلَا هَا دِيْ لَهُ
وَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ
شَهِادَةٌ تَكُوْنُ لِلنَّجَاةِ وَ سِيْلَةٌ
وَلِفِرْعَانَ رِجَالٍ كَفِيْلَةٌ
وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ
وَ رَسُوْلُكَ الَّذِيْ بَعَثْتَ وَ مَكْرَمُ
الْاِيْمَانِ قَدْ عَفَتْ اَثَارُهَا وَ
خَبَتْ اَنْوَارُهَا وَ هَبَّتْ اَنْفُسُهَا
وَ جَعَلَ مَكَانَهَا اَفْشِيْدُ صَلَوَاتِ
اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ سَلَامُهُ مِنْ مَعْلَمِهَا
مَا عَفَا وَ شَفَعِيْ مِنَ الْعَلِيْلِ فِيْ تَابِيْدِ
كَلِمَةِ التَّوْحِيْدِ مِنْ كَانْ عَلَى

ساری آفرینیں اللہ کے لئے ثابت ہیں
ہم اس کی حمد بیان کرتے اور اس سے غفلت
چاہتے ہیں اپنی و ایمانیوں اور نفس کی
شرارتوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔
جسے اللہ ہیایت دے اس کا کوئی گمراہ
کرنے والا نہیں۔ اور جسے گمراہ کر دے
تو اس کا کوئی ادوی نہیں۔ اور میں گواہی
دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ذات
عبادت کے لائق نہیں ایسی گواہی جو
نجات کا وسیلہ اور بندگی مرتبہ کی تھام
ہو۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں
جنکو اللہ نے اس حال میں بھیجا کہ ایمان کی
راہوں کے نشانات مٹ چکے تھے اور اس کی
روشنی بجھ چکی تھی۔ اس کے ستون کو درپردہ کر کے
تھے۔ اس کے موقف سے لوگ ناواقف ہو گئے تھے

واضع سبیل الهدایة لمن
اولاد ان یسلکھا واخلع رکنتن
السعادۃ لمن قصد ان یتکلمھا
واسأل اللہ التوفیق والاعانة
والهدایة والنصیة وتوسیل
اقتصاد وان ینفعنی فی الخیر
وبعد الممات وجمیع
المسلمین والمسلمات حب
اللہ ونعم الوکیل ولا حول
ولا قوة الا باللہ العزیز الحکیم

اللہ تعالیٰ سے توفیق و اعانت چاہت ہوں غلطی سے بچائے جائے اور
ہدایت کی درخواست کرتا ہوں اپنے منزل مقصود پر پہنچنے کی آسانیاں چاہتا
ہوں اور اس کا خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ حالت حیات میں لوگوں کو
بھی بھڑکواور تمام مومنین کو فائدہ پہنچائے اللہ ہی میرے واسطے کافی
ہے اور وہی بہتر کارساز ہے گناہ سے بچنے اور عبادت کی طاقت اللہ ہی
کی اعانت سے حاصل ہوتی ہے جو زبردست ہے حکمت والا ہے۔

ایمان

تقدیر پر ایمان رکھنا

وَعَنْ حَبِیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ
مَنْ أَحْبَبَ إِلَّا وَكَذَبَتْ مَقْعَدُ
مِنْ النَّارِ وَمَقْعَدُ مَنْ لِحَقَّةِ
قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَسْجُدُ
عَلَى كِتَابَتَا وَدَعَى الْعَمَلِ قَالَ
أَحَبُّوْا أَفْعَلُ هَبْنِي رَمْلًا خَلِیْلًا لَّهِ
أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ
فَسَبَّحُ یَعْلُو السَّعَادَةِ وَآثَا
مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ
فَسَبَّحُ یَعْمَلُ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ
قَرَأَ أَمَّا مَنْ غَفَلَ وَالتَّخَلَّى
وَصَدَّقَ بِالْحَسَنِ وَالْحَقِّ

حضرت علیؑ سے روایت ہے فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں
سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کا
ٹھکانہ نہ لکھا گیا ہو یعنی یا تو اس کا ٹھکانہ
آگ میں ہوگا یا جنت میں لوگوں نے
عرض کیا یا رسول اللہ تو پھر مجھے اپنے نوشتہ
تقدیر پر ہی پر بھروسہ نہ کریں اور اعمال کو
چھوڑ دیں آپ نے فرمایا عمل کر دو۔ اس
کو جو شخص نیک نیت ہے اس کے لئے
نیک نیتی کے کام اس کا کر دیئے جاتے ہیں
اور جو بد نیت ہے اس کے لئے بد نیتی
کے کام سہل کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے
بعد آپ نے یہ آیت پڑھی قُلْ مَنْ غَفَلَ غَفَلَ
یعنی جس شخص نے بخشش کی پرہیزگاری اور غفلت کو چھوڑ دیا

حضرت علیؑ سے روایت ہے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہندہ اس
وقت تک جن میں ہو سکا جب تک کہ ان

اَنْ لَا يَكُنْ اِلَّا اَمْرًا لِلَّهِ فَكَانَ رَسُولُهُ
 اللَّهُ يَعْطَى بِالْحَقِّ وَيُؤْتِي بِالْحَقِّ
 وَابْعَثَ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُحْيِي مَيِّتًا
 بِالْحَقِّ وَرَدَّ اِلَى السُّورَةِ وَيُحْيِي
 اَبْنِ مَاحِدَةَ
 کے بعد جی گئے (دوبارہ زندہ ہونے) کو سچ اسے (۴) اور تیار یہ پیمان
 رکھے (ترمذی۔ ابن ماجہ)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ
 مَا تَأْتِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَصَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 هَمَافِي النَّارِ قَالَ قَلَمًا رَأَى الْكَلْبَ
 فِي وَجْهِهَا قَالَ كَوْرَاتٍ مَكَامًا
 لَا يُعْصَمُ بِهَا قَالَتْ رَأَيْتُ لَكَ اللَّهُ
 قَوْلَهُ نِي وَمَنْ قَالَ فِي الْجَنَّةِ
 ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْمُؤْمِنِينَ
 قَوْلَهُ هُمْ فِي الْجَنَّةِ وَرَأَى
 الْمُشْرِكِينَ وَرَأَى لَكَ هُمْ فِي
 النَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْمُؤْمِنِينَ
 قَوْلَهُ هُمْ فِي الْجَنَّةِ وَرَأَى
 الْمُشْرِكِينَ وَرَأَى لَكَ هُمْ فِي
 النَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْمُؤْمِنِينَ
 قَوْلَهُ هُمْ فِي الْجَنَّةِ وَرَأَى
 الْمُشْرِكِينَ وَرَأَى لَكَ هُمْ فِي
 النَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

العلم

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ
 السَّجْدُ الْفَقِيهَ فِي السُّنَنِ
 رَأَى أَحَبَّ إِلَيَّ رَأَى الشَّيْخِ
 رَأَى نِعْمَ رَأَى الشَّيْخِ عَشْرَةَ
 أَلْفِي نَفْسَةً رَوَاهُ زَيْدِي
 مشکوٰۃ۔ کتاب العلم
 وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ
 السَّجْدُ الْفَقِيهَ فِي السُّنَنِ
 رَأَى أَحَبَّ إِلَيَّ رَأَى الشَّيْخِ
 رَأَى نِعْمَ رَأَى الشَّيْخِ عَشْرَةَ
 أَلْفِي نَفْسَةً رَوَاهُ زَيْدِي
 مشکوٰۃ۔ کتاب العلم

ان کا نام باقی رہ جائیگا اور میں باقی رہے گا

وَلَا يُقِيْلُ مِنَ الْفَرَسِ الْبَارِدِ
مَسَاجِدَ هُمْ عَامِلُونَ فِيهَا
خَرَابٌ مِّنَ الْهُدَىٰ عَلَاؤُهُمْ
سَمَاءُ مَنْ تَحْتَ اِدْبَارِ السَّمَا
وَلَا يَسْمَعُونَ لِقَوْلِ الْفِتْنَةِ
وَفِيهَا رَعُوْدٌ لِّلَّذِي يَلْقَىٰ
فِي شَعْبِ الْاَوَّلِيْنَ

طہارت و پاکیزگی
موجبات و ضرو

حضرت علیؓ فرماتے کہ مجھ کو نبی زادہ
آئی تھی اور میں اس وجہ سے کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میرے نکاح میں
تھیں آپ سے اس کا حکم دریافت
کرتے ہوئے شرماتا تھا۔ پس میں نے
مقدادؓ سے دریافت کرنے کو کہا
مقدادؓ نے آپ سے پوچھا تو آپ نے
فرمایا آدمی کے خارج ہونے پر صرف پیشاب گاہ کو وضو کرنا اور وضو
کرنے (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)
حَضْرَت عَلِيٌّ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی

قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَذْنُونِ فَقَالَ مِنَ الْمَذْنُونِ الْوَسْوَءُ وَالْمَنْعِيُّ الْغَسْلُ رَوَاهُ الْقُرْطُبِيُّ

کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا انہی میں سے دو ضرور لازم آتا ہے۔ اور منعی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے۔ (ترمذی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَأَنَّ السَّمْعَ الْعَيْنَانِ قَعْنُ تَأْفَرُ فَلْيُتَوَضَّأْ رَوَاكُ الْيُودِ أَوْ قَالَ السَّيِّئُ الْإِنْسَانُ يَمُوتُ السَّيِّئُ

تَحْمَدُ اللّٰهُ هَذَا اِنْ عَزَّ الْقَائِدُ
 لِمَا صَحَّ عَنْ اَنْسٍ قَالَ كَانَ
 اصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ
 حَتّٰى يَخْفُوَ رُءُوسُهُمْ ثُمَّ
 يَصَلُّوْنَ وَيَتَوَضَّؤْنَ دَوَاكٍ
 الْبُودَ اَفَدَّ الْعَرَبِيُّ (الْاَنَاءُ)
 ذَكَرَ ذَيْنَ اٰمُوْنَ بَدَلِ
 يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى
 يَخْفُوَ رُءُوسُهُمْ

امام محمدی اُستاد کہتے ہیں کہ یہ حکم
 اس شعبے کے لئے جو عشاء پہلے رک
 سویا ہو۔ چنانچہ اُن سے منقول ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین عشاء کی
 نماز کا یہیے ہوئے انتظار کیا کرتے تھے
 یہاں تک کہ نیند کے سبب اُن کے سر
 جھک جھک جاتے تھے۔ اسی حالت
 میں وہ اُچھ کر نماز پڑھ دیتے تھے۔ اور
 وضو نہ کرتے تھے (ترمذی)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا نَبِيَّ كُلُّهُ
لَا تَقْرَأُ صَاحِبَ الصَّلَاةِ إِذَا تَوَضَّأَ
وَالْجَنَانَةُ إِذَا حَضَرَتْ أَنْ يَتَذَكَّرَ
إِذَا فَجِدَتْ لَهَا كُفُورًا
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
جب اس کا کفو حضرت کے مقابل میں پڑا جائے۔ (ترمذی)

نماز کے فضائل

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ
الْحُدُودِ حَسْبُ مَا عَنِ صَلَوةٍ
الْوَسْطَى صَلَوةَ الْعَصْرِ صَلَوةٌ
اللَّهُ يَبُولُ نَحْمُوهُ وَنَحْمُوهُ نَحْمُوهُ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
حضرت علیؑ نے فرمایا۔ علیؑ میں کاموں میں یہ
نہیں کرتی چاہئے۔ ایک تو نماز ادا
کرنے میں جب وقت ہو جائے ذکر
جنازہ میں جب وہ تیار ہو جائے پور
تیسرے غیر مکمل عورت کے نکاح میں
جب اس کا کفو حضرت کے مقابل میں پڑا جائے۔ (ترمذی)

رات کی نماز

أَخْبَرَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي سَالِبٍ
أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
عَلِيَّ بْنَ أَبِي سَالِبٍ
کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَةً ذَاتَ لَيْلَةٍ بَنَتْ
الْحَبَشِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامَ لَيْلَةً فَقَالَ لَا
تَقْرَأُ يَوْمَ تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَنْفُسُ لَيْلٍ التَّوْبَةِ إِذَا غَاءَ أَنْ
يَعْلَمُ بَعْدَهُ إِذَا حَضَرَتْ جَنِينٌ فَلَمَّا
ذَلِكَ وَلَمْ يَجْعَلْ لِي شَيْئًا فَدَعَا
بِعَدَّتْ وَهُوَ مَوْلَى يَنْفَرُ فَوَدَّ
وَكَانَ لِلْإِنْسَانِ أَكْثَرُ عَشْرًا
جَدَّ (بخاری)
ایک شب ان کے پاس گئے اور فاطمہ
بنت ابی سلمیٰ اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔
تو فرمایا کہ تم دونوں نماز کو پڑھیں
ہم میں سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خدا کے قبضہ میں ہیں جب وہ ہمیں اٹھا
چاہے گا تو ہم اٹھیں گے جب ہم لوگوں
نے یہ کہا تو آپ لوٹ گئے اور ہم لوگوں
کی طرف کچھ بھی متوجہ نہ ہوئے پھر میں
نے سنا کہ آپ پیچھے پھر رہے تھے اپنے
ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔ انسان تمام چیز سے زیادہ جگہ مانو ہے۔ (بخاری)

شکا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ
فَقَرَأَ رَوَاةً يَحْتَمِلُ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ
كَتَبَتْهُ فَقَالَ وَجَّهَتْ وَجْهِي لِلَّهِ
فَقَرَأَ التَّوْبَةَ وَالْأَرْضَ حَيْثُ دُخِلَ
مَا أَتَا مِنْ الدُّشَانِ إِنَّ الْبَقْلَ لَوِيٌّ
وَسَيِّدٌ بَغْيِي وَجَمَاعِي وَنَوْبِي
لَعَالِي لَمْ تَنْتَرِكْ لَهُ وَبَدَلَتْ
حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وہم جب نماز کو پڑھتے ہوتے اور ایک
روایت میں یہ الفاظ میں کہ جب آپ نماز
شروع فرماتے تو اللہ اللہ کہتے اور پھر یہ
پڑھتے۔ وَجَّهَتْ وَجْهِي لِلَّهِ فَكُنْتُ
فَقَرَأَ حَيْثُ دُخِلَ مَا أَتَا مِنْ الدُّشَانِ
إِنَّ الْبَقْلَ لَوِيٌّ وَنَوْبِي وَجَمَاعِي وَنَوْبِي
رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا تَنْتَرِكْ لَهُ وَبَدَلَتْ

وَقِيلَ اٰمَنْتُمْ فَلَوْلَئِذَا نُنَادِيَنَّكُمْ فَيَقُولُ بِذٰلِكَ اَنْتُمْ اَوَّلُكُمْ اَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ
وَقُلْ مَنَعَ وَبَعَثَ اٰتٰرَةً
لِّهٖ اَحْسَنُ الْخٰفِقِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ
مِنْ اٰخِرِهِمْ اَقْوَمُ بِرَبِّ التَّشٰهُدِ
وَالسَّلَامِ لِهٖمُ الْفَضْلُ الْغَوِيْثُ وَاقِيْةُ
وَمَا اَحْزَنَتْ وَمَا اَسْرَفَتْ وَمَا
اَعْلَنَتْ وَمَا اَسْرَفَتْ وَمَا اَعْلَنَتْ
اَعْلَمَ رَبِّهٖ مِنْ اٰتٰنِ الْعَدُوِّ
اَنْتَ الْمَوْجُوْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
رَدَّاهُ مُسْلِمًا وَفِيْ رَدِّ اَبْنِ
لِقَافِيْهِ وَالشَّرَّ اَمْسَ اَمْسَ
الْمُهْدِيْ مِنْ هَدِيَّتِ اَنَابَتِ
وَالْاِيْمَتِ اَمْسَ اَمْسَ اَمْسَ
وَالْاِيْمَتِ اَمْسَ اَمْسَ اَمْسَ
رَدَّاهُ مُسْلِمًا وَفِيْ رَدِّ اَبْنِ

اُمِرْتُ اَنْ اَدْعَاكَ اِلَى التَّسْلِيمِ
 اَلَيْسَ اَنْتَ اَمِيْرٌ لِّلْاٰلَةِ اَلْاَوَّلِ
 وَلِي اَدْعَاكَ اِلَى دَعْوَتِي فَنُفِ
 وَتُخَرِّجُنِي مِنْ بَيْتِي فَاطْفُو ذَوِي
 جَمِيعًا اَلَمْ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِنَّ
 زَاهِدِي فِي الْحَسَنِ الْاَخْلَاقِ الْاَبْرَارِ
 لِيَحْسَبَنَّ اَنَّكَ دَامَتْ عَرَفِي
 سَيِّئَهَا اَلَيْصَفُ عَرَفِي سَيِّئَهَا
 اَلْاَبْلَغُ وَتَعْدُوْلُ وَتُخَرِّجُنِي
 فَاِيْدِيكَ وَالتَّخَرُّسُ لِيْلِكَ اَنَا
 بِكَ وَلِيْلِكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ
 اسْتَغْفِرُكَ وَالتَّوْبُ لِيْلِكَ وَرَا
 رَكْمٌ قَالَ اَللَّهُمَّ لَعَنَ دِيكَ
 عَمْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعُ
 لَكَ سَمِيْعِي وَبَصَرِي وَكُلِّي وَعَظْمِي
 وَعَصِي وَفَاِذَا نَعَمَ وَاسَّهَ قَالَ
 اَللَّهُمَّ رَبَّنَا اَلْحَمْدُ صَلَاةُ
 السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
 قَوْلًا عَاشِرًا مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ
 اِذَا سَجَدَ قَالَ اَللَّهُمَّ لِيْلِكَ

عَنْ عَمْرِو بْنِ دَاوُدَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
عَنِ الْحَبْلِ وَالزَّيْتِ قَهْرُهَا
سَلَامَةُ الرَّقِيقِ مِنْ يَدِ الرَّبِيِّينَ
وَمَهْرٌ دَلِيلٌ فِي بَيْتِهَا
مَنْزِلٌ لِقَاءِ الْمَلَائِكَةِ فِيهَا
خَبِيرَةٌ وَمَهْرٌ دَلِيلٌ فِيهَا
وَالْوَدَّعُ فِي يَدِهَا
عَنِ الْحَائِثِ الْأَعْرَابِ فِي كَلِّهَا
رَهْلٌ أَحْسَبُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ هَذَا رَجُلٌ
الْعَشِيرُ مِنْ كَلِّ الرَّبِيِّينَ وَرَهْمَا
وَمَهْرٌ دَلِيلٌ عَلَيْهِ شَيْءٌ حَقٌّ
تَبْلَغُ بِأَمْرِي وَرَهْمٌ وَكَانَتْ
بِأَمْرِي وَرَهْمٌ لِقَاءِ خَبِيرَةٍ
فَمَا زَادَ قَعْلَ حِسَابِ ذَلِكَ وَفِي
الْعَمْرِ فِي كَلِّ الرَّبِيِّينَ شَأْنٌ
إِلَّا خَبِيرَةً وَمَهْرٌ دَلِيلٌ
وَاحِدَةٌ نَشَأَ إِلَيَّ بِأَمْرِي
زَادَ تَكَلُّفُ شَيْءٍ إِلَيَّ

حضرت علیؑ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معاف کیس نے (ان) گھوڑوں اور قلاموں کی کو ذبح و تجارت کے لئے نہوں) اور ادا کر دو تم زکوٰۃ چاندی کی چالیس درہم یا ایک درہم (اگر وہ دوسو درہم سے زیادہ ہوں) اور ایک سو نوے درہم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور جب پورے دوسو درہم ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم واجب ہیں درہمی (اور ادا و اقدار یوں دو کی ایک روایت میں جو اب میرے متقول ہے یہ الفاظ ہیں کہ کہا اب میرے گمان کرتا ہوں میں عارف احوسے کہ کہا انھوں نے یہ گمان کیا حضرت علیؑ نے یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ادا کر دو تم چالیسواں حصہ ہر چالیس درہم میں سے اور اس وقت تک تم پر کچھ واجب نہیں ہے جب تک پورے دوسو درہم ہو جائیں میں جب پورے دوسو درہم ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم واجب ہیں اور جس قدر دوسو

فَلَا إِذَا دُتْ عَلَى الْكَلْبِ وَمَا فِيهِ قَبْرًا
كُلُّ مَا فِيهِ شَاةٌ فَإِنَّ لَهَا مَكْرًا
رَسْعًا وَقَالُوا قُلُوبُنَا قُلُوبٌ فَلَقِيَ
سَيِّدُ الْوَفْدِ الْبَقْرَ فِي كُلِّ كَلْبٍ
بَيْعَةً وَفِي أَمْرِ بَعِثَ مِسْقَةً
لَيْسَ مَكِّيًّا أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ

در حکم سے زیادہ ہوں ان پر اس حساب سے
نکوۃ واجب ہے اور بکریوں میں میں پر اس
بکریوں پر ایک بکری واجب ہے ایک سو
بیس تک اور جب اس تعداد پر ایک بھی
زیادہ ہو جائے تو دو بکریاں واجب ہیں
دو سو تک اور دو سو سے زیادہ ہونگیا
تین سو تک بکریاں واجب ہیں اور تین سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سو تک کے
پر ایک بکری واجب ہے اور اگر ان خالیس بکریاں ہوں تو ان میں کچھ واجب نہیں
اور گناہوں میں ہر تین گناہوں پر برس روز کا بھڑا اور چالیس میں ایک گناہ
دو برس کی اور کام کے جانوروں میں نکوۃ واجب نہیں ہے۔

صدقہ کی فضیلت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَا وَمَا بِالْبَدْقَةِ كَوَانَ الْإِسْلَامُ لَا يَتَحَطَّأُ هَاؤُلَاءِ لَا تَرْضَيْنَ -

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بَا وَمَا بِالْبَدْقَةِ كَوَانَ الْإِسْلَامُ لَا يَتَحَطَّأُ هَاؤُلَاءِ لَا تَرْضَيْنَ -

خیرت دینے میں لاشعق مرنے سے پہلے پیلے صدقہ وغیرت کرو، کہ صدقہ سے بلا نہیں بڑھتی یعنی صدقہ لگا کر لو رکھتا ہے۔ (زبور)

بلا نہیں بڑھتی یعنی صدقہ بلا کو روکتا ہے۔ (وزیریں)

قَالَ اَمَّا اِنِّي مُبَوِّعُكَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَلَا
 رَأَيْتُمْ اَنْتُمْ كُنْتُمْ بَيْعْتُمْ قُلْتُ
 مَا الْمَخْرُجُ مِنْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ
 قَالَ كَيْفَ تَبْتَغِي اللَّهُ يَكْفِي مَا
 بَدَلَكُمْ وَخَيْرٌ مَّا بَدَلَكُمْ
 وَحَكْمٌ وَمَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْقُدُّ
 لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَيَّ
 جَبَّاهُ قَصَبَةُ اللَّهِ وَهُوَ حَبْلُ
 اللَّهِ وَهِيَ الْبَقِيَّةُ الْهَدْيُ فِي
 عَيْنِي أَصْلَ اللَّهِ وَهُوَ حَبْلُ
 الْبَيْتِ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ
 فَهُوَ الْبَيْتُ أَطْلُ الْبَيْتِ تَوَكَّلْ
 هُوَ الْبَيْتُ لَا تَدْرِي بِهَذَا الْأَمْرُ
 وَلَا تَدْرِي بِهِ إِلَّا الْبَيْتُ
 وَلَا يَتَّبِعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ إِلَّا
 يُخْلَقُ عَنْ كَثَرَةِ السُّؤْرِ
 وَلَا يَنْفَعُ تَجَاهِدُ هُوَ الْبَيْتُ
 لَمْ تَدْرِيهِ الْبَيْتُ لَا يَمُوتُ
 حَتَّى قَاتِلُوا لَأَمْعَتِ الْبَيْتِ

اور تلاوت کیا قرآن کو پھر نہ کر دنیا کی باتوں
 میں مشغول رہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول
 نے کہا خبردار میں نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا
 اور اس کو یاد کیا پھر اس کے حلال کر دیا
 اور حرام کو حرام سمجھا تو اللہ تعالیٰ اس
 کو جنت میں داخل کرے گا اور اس
 کے گمراہوں میں سے ان میں سے
 کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جائے گی
 جو قلعہ دوزخی ہوں گے۔

اور یہ روایت ہے
 حنفی بن سلیمان ضعیف راوی ہیں۔
 حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ فرمایا کہ ہر چیز
 کا ریت بجا اور قرآن کی ریت بڑھتی ہے (یعنی)
 عمارت افزا ہے اور ریت میں کہیں کوئی گناہ
 مسجد میں گیا تو دیکھا لوگ کیا کرتے ہیں
 مشغول تھے اس کے بعد میں حضرت علیؑ
 کے پاس گیا اور ان سے واقف کیا کہ حضرت
 علیؑ نے کیا باتوں نے ایسا کیا یعنی کیا

فَضَائِلُ قُرْآنٍ

وَقَدْ كُنِّي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ
 الْقُرْآنَ فَاسْتَقْبَلَهُ فَاحِلَ حَلَالَةٍ
 وَخَرَجَ بِهَا مِمَّا ادْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ
 وَشَقَّعَ فِي عَشْرَةِ عَشْرٍ أَهْلَ بَيْتِهِ
 كُلِّهِمْ قَدْ وَجَّهَتْ لَهُ اللَّهُ رُوحًا
 أَحْمَدَ وَالْقُرْآنُ دَائِمٌ مَالِحَةٌ
 وَالْأَرْبَعُ وَقَالَ الْقُرْآنُ فِي هَذَا
 حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَحَقٌّ سَنُ
 سَلَّمَ الْقُرْآنَ وَالْأَرْبَعُ هُوَ الْقُرْآنُ
 يُصَنَّفُ فِي الْمَعْدِنِ
 وَقَدْ كُنِّي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَلَى
 نَسِيَ عُرْوَةَ دَعَا الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ
 وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْأَعْوَى قَالَ
 مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَيْدًا
 انْتَأَسَ بِمُحَمَّدٍ صَوْنٍ فِي الْحَدِيثِ
 قَدْ خَلَّتْ عَيْنِي عَيْنٌ فَأَخْبَرْتُهُ
 فَقَالَ أَفْعَدَ فَعَلُوا قُلْتُ لَعَنَ

حضرت علیؑ کہتے ہیں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا
 اور اس کو یاد کیا پھر اس کے حلال کر دیا
 اور حرام کو حرام سمجھا تو اللہ تعالیٰ اس
 کو جنت میں داخل کرے گا اور اس
 کے گمراہوں میں سے ان میں سے
 کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جائے گی
 جو قلعہ دوزخی ہوں گے۔

اور یہ روایت ہے
 حنفی بن سلیمان ضعیف راوی ہیں۔
 حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ فرمایا کہ ہر چیز
 کا ریت بجا اور قرآن کی ریت بڑھتی ہے (یعنی)
 عمارت افزا ہے اور ریت میں کہیں کوئی گناہ
 مسجد میں گیا تو دیکھا لوگ کیا کرتے ہیں
 مشغول تھے اس کے بعد میں حضرت علیؑ
 کے پاس گیا اور ان سے واقف کیا کہ حضرت
 علیؑ نے کیا باتوں نے ایسا کیا یعنی کیا

فَعَالَى يَخْزِلُ فِي الْغَوَابِ الْمَثْمُورِ
إِلَى السَّمَاءِ الدَّيَّاقِ يَقُولُ لَا
مِنْ مُسْتَعْفٍ فَاغْفِرْ لَهُ لَا
مُسْتَرْجِيٍّ فَإِنَّ دَرُغَةَ الْبُخْتِ
فَاعَاذِيهِ لَا كَذَّالَ الْأَكَاذِيحِ
يُطْعَمُ النَّجَسُ دَوَاةَ ابْنِ مَاجَةَ
دول۔ اور ایسا ایسا فرما رہتا ہے یہ نہ کہ کتب روغن ہو جاتی ہے ناہی

نماز نفل

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ
وَصَدِّقُ ابْنِ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ مَا مِنْ نَجَسٍ يُدْبِئُ فِي حَقْبٍ
لَهُ يَغْفِرُ مِنْهُ تَعَفُّرٌ ثُمَّ يُصَلِّي
ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَغْفِرَ اللَّهُ
لَهُ ثُمَّ قَرَأَ الْبُحْرَانُ إِذَا فَعَلْنَا
فَاجْتَهَدْنَا أَظْلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
ذَكَرَ اللَّهُ فَاسْتَغْفِرُوا لِلذَّنْبِ
وَدَاةَ ابْنِ مَاجَةَ لَا
أَنَّ ابْنَ مَاجَةَ كَرِيمٌ كَرِيمٌ لَا

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ابو بکر نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ ابو بکر نے یہ کہا انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نہیں ہے کوئی جو گناہ کرے پھر کھڑا ہو کر وضو کرے اور نماز پڑھے اور اس کے بعد غلے سے مغفرت چاہے تو خدا اس کو بخش دیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَلَا تَاِذْ اَعْمَلُوا فَاِجْتَهَدُوا اَظْلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرَ اللّٰهُ فَاسْتَغْفِرُوا لِلذَّنْبِ وَدَاةَ ابْنِ مَاجَةَ لَا اَنَّ ابْنَ مَاجَةَ كَرِيْمٌ كَرِيْمٌ لَا

جَبَّ يَمْدِي رَأَى لَكَ شَدِيدِ
فَأَمْسَتْ بِهِ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ
وَمَنْ عَمِلَ بِهِ جَبَّ دَمِي
حَصْرُهَا عَدَلٌ وَمَنْ رَأَى
عَدَلٌ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ
رَأَى لَكَ الشَّرَّ مِنْهُ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ
رَأَى لَكَ الشَّرَّ مِنْهُ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ
مَقَال۔

پرایمان لائے اور جس شخص نے قرآن کے موافق کہا اسے کہا اور جس نے اس پر عمل کیا اس کو ثواب دیا گیا اور جس کے موافق فیصلہ کیا انھوں نے کہا اور جس نے قرآن کی طرف لوگوں کو بلایا اس کو سید راہ دیکھا فی۔ رضی۔ داری۔ جہ۔ نے کہا اس حدیث کا اسناد مہمول ہے اور ہمارے میں کلام ہے۔

استغفار و توبہ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ
يُحِبُّ الْعَبْدَ لِمَا يُؤْمِنُ الْمُفْعَلُ
النَّبِيُّ ابْنُ دَوَاةَ ابْنِ مَاجَةَ
مبتلا ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے (احمد)

اور فی المثل کے دریاں بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے قدم مبارک کی
تھن تک اپنے پیٹ پر محسوس کی پھر آپ نے فرمایا میں تم کو ایک ایسی چیز
دے دیتا ہوں جو اس چیز سے بہتر ہے جو تم نے طلب کی ہے یعنی غلام اور وہ
یہ ہے کہ جب تم کو بھول پر جاؤ تو تھیں مرتبہ مُدْبِحَاتُ اللہ کو اور تھیں
مرتبہ الصمد بلکہ کو اور تھیں مرتبہ اللہ اکبر کہوں یہ تمہارے لئے
خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
عینہ وسلم کا یہ قول میرا فیض ہے
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِجَهَنَّمَ الْكُورِ
وَكُلِّمَا تَكُ الشَّاتَاتِ مِنْ شَرِّهَا
أَنْتَ أَجْدُ بِأَصْحَابِهِمُ اللَّهُمَّ إِنَّكَ
تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَمَا تَعْرَأُ اللَّهُمَّ
لَا يَوْمُ جُنْدٍ لَكَ وَلَا يَحْلِفُ
وَعُدُّكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْحِجَابِ
الْجُنْدُ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ
یعنی اسے اللہ میں تیری بزرگ و برتر ذات
اور تیرے کامل کمالات کے دریاؤں میں جبرائی سے پناہ مانگا ہوں جس کی پستی
کے بل تو بیکار ہے جسے ہے یعنی جو چیز تیرے قبضہ اختیار میں ہے اسے اللہ تو
ہی دور کرے کہ تیرے قرض کو اور لگنا کو اسے اللہ نہیں شکست پاتا تیرا لشکر اور
نہیں خلاف ہو تا تیرا وعدہ اور تیرا نفع دیتی دولت منکر کو اس کی دولت
تیرے مقابلے کے لئے نہیں پاک ہے تو میں تیری یا کی تیری تعریف کے ساتھ بیان کرتا ہوں و ہذا

دُعائیں

صبح و شام اور سونے کی وقت کی دعائیں

وَعَنْ أَبِي أَنَسٍ قَالَهُ أَتَى
الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَا
الْيُسُوفَ فَتَلَا فِي يَدَيْهِمَا مِنَ الْوَسْطَى
وَبَلَّغَهُمَا اللَّهُ جَاوِزًا وَفِيَّ كَلِمٌ
لَصَادِقَةٌ لَنْ كُوتَ فَبَلَغَ لِعَارِضَةٍ
فَلَمَّا جَاءَ الْخَبْرُ بِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَالَا نَا وَكَانَ أَحَدُ نَا مَعَهَا جَدًّا
قَدْ هَبْنَا يَوْمَ قَدْ قَالَ عَلِيٌّ مَكْتُومًا
فَجَاءَ فَتَقَعَدَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا حَتَّى
وَجَدْتُ بَرْدَ قَدْ وَهَبَ عَلِيٌّ
فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى عَرِيْقَةٍ
سَأَلْتُهَا إِذَا أَخَذْتُ نَسَا مِنْهَا جَدًّا
فَسَيَّعَا شَلَا ذَا كَلَايَيْنِ وَاحِدًا
فَلَا شَا ذَا كَلَايَيْنِ وَاحِدًا
وَكَلَايَيْنِ وَاحِدًا وَاحِدًا
خَلَدَ بِهِ مُتَّقِيًا عَلَيْهِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں میں حضرت فاطمہؓ کی
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی
پینے کی ممت اور انھوں کی تکلیف
کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوئیں
کیونکہ ان کو یہ معلوم ہوا تھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام آئے ہیں
آپؐ کو میں نے ملے تو حضرت فاطمہؓ نے
اپنی شکایت کا ذکر حضرت عائشہؓ سے
کر دیا پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپ
سے حضرت فاطمہؓ کا واقعہ بیان کر دیا
حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
میں ہمارے ہاں تشریف لائے اس
وقت جب ہم بستروں پر لیٹ چکے تھے
پس ارادہ کیا ہم نے اپنے آپ کے لئے
فرمایا اپنی اپنی جگہ لیٹ کر سو چکے پھر میرے

مختلف اوقات کی دعائیں

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ جَاءَهُ مُكَابٍ
فَقَالَ إِنِّي مُحَمَّدٌ عَنْ كِتَابِي
فَأَجَبَنِي قُلُوبُ الْأَعْلَمَاءِ كَجِبَابِ
عَلِيٍّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ قُلُوبُ
جِبَالٍ لَكُنَّ دِيَارًا ذَا ذَا اللَّهُ عَزَّكَ
وَاللَّهُمَّ الْكُفَى بِحَمَلِكَ عَنْ
حَمَلِكَ وَأَوْفَرْتَنِي بِفَضْلِكَ
عَنْ رِيَاكَ دَوَا أَلْتَرِيضَنِي
وَالْبَهْتَنِي

حضرت علیؑ کہ جس نے کہ ایک کتاب
میں پاس آیا اور کہا کہ میں اپنا کتابت
اداکارنے سے حاضر ہوں آپ میری مدد
فرمائیے انھوں نے کہا کیا میں تجھ کو وہ
کلمات سکھا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھ کو سکھائے تھے اگر تو پھر
بڑے پناہ کے اندر بھی قرض ہوگا تو
خلاص کروا داکر سے گا تو ان کلمات کو
پڑھ کر اللہ تعالیٰ اپنی مولا علیؑ سے
حرام ملک (اعطی) بقضای شمع

سوال کا اسی اے اللہ کی عبادت کر کے
لے اپنے مثال کو حرام سے اور بے پرواہ
جانے کچھ کو اپنے دامن سے اپنے منور
سے (ترمذی - بخاری)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْعَلُ
الْبُيُوتَ سِتْرًا لِمَسَدَاتِهِ
وَأَمَّا مَا رَأَى أَحَدٌ

وَقَدْ عَلِمَ عَلَى اللَّهِ أَقْبَىٰ مِنْ أَتَىٰ
لِيَوْمَ كُنْهًا فَلَمَّا وَفَّقَهُ رَجُلُهُ فِي
الْمَكَابِ قَالَ يَسْمِعُ اللَّهُ قَلْبًا
اسْمَعُوا عَلَىٰ رَسُولٍ هَٰذَا الْقُدُّ
يَلْقَاهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْنَا لَدُنِّي حَقًّا
عَبْدُهُ وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّبِينَ وَلَا
إِلَّا بِمَا مَنَعِيُونَ ثُمَّ قَالَ الْقُدُّ
لِللَّهِ تَعَالَىٰ أَتَىٰ أَكْبَرَ قَلْبًا سَمِعْنَا
لَدُنِّي طَلَبْتُ لِقَائِي فَأَعُوذُ بِكَ
لَا يَقْبِضُ الدُّرُوبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ
صَحَّكَ قَوْلُ مَنْ يَنْتَحِي حَيْكَلُ
يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْعَى كَمَا صَنَعْتَ ثُمَّ حَوَّلَ
حَقْلًا مِنْ يَمَانِي حَيْكَلُ بَارِئٍ
قَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَجْعَلُ مِنْ قَبْلِكَ
وَقَالَ رَبُّ الْغَيْبِ ذِكْرًا
يَقُولُ اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَقْبِضُ
لَكَ دُرُوبَ طَرِيقٍ وَلَا أَحْمَدُ
الْمُتَعَبِينَ وَلَا دُرُوبَ حَادِدٍ

وَقَنَّ عَلَى اللَّهِ أُنْزِلَ إِلَيْهِ
لِيُرِيَهُمَا وَأَمَّا وَجْهَ رَحْمَتِهِ فِي
الْكَرْبِ قَالَ يَسْمِعُ اللَّهُ قَلَمًا
أَسْمَا عَلَى قَلَمٍ هَذَا الْقَلَمُ
لِلَّهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ لَدَى حَتْمَةٍ
عَبْدَةٍ وَمَا أَلَهُ مَقْرُونِي وَمَا
إِلَى دِيْنَا مُنْعِلُونِ ثُمَّ قَالَ الْخَلِ
لِلَّهِ ثُمَّ قَالَ أَلَهُ الْكَبْرَ فَتَمَّ حُجَّتُهُ
إِلَى طَلْعَتِ لَيْلٍ وَأَعُوذُ بِوَالِدِهِ
لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ
صَحَّكَ قَوْلُ مَنْ رَأَى نَحْيَ حُجَّتِ
يَا أَمْرَ الْوُجْهِينِ قَالَ رَأَيْتَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَمَّعَ كَمَا صَعَتَ ثُمَّ صَحَّكَ
فَلَمَّا مَرَّتْ نَحْيَ حُجَّتِ بَارِسَ اللَّهُ
قَالَ إِنَّكَ بَيْنَ لَيْعَابِ مَنْ يَبْكِي
وَأَقَالَ رَبُّ الْفَقْرِ فِي ذِكْرِي
يَقُولُ اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ
لَكَ عُيُوبَ عِلْمِي بِوَالِدِ أَحْمَدَ
الْمُزَيْنِي فِي الْوَلَدِ

وہ کہتا ہے اسے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے اور عفو فرما
 لے گا یہ سن کر کہتا ہے یا اللہ وہ جانتا ہے کہ سولے میرے گناہوں کو کوئی نہیں بخشا۔
 وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ فِي رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ
 هُوَ فِي قَسَدٍ ذَلِيلٌ وَأَذْكُرُ
 بِاللَّهِ مَا جِدَّ إِلَيْكَ الطَّرِيقَ
 وَاللَّهِ إِذَا دَعَاكَ لَمْ يَكُنْ لَكَ
 حَلَبُ كَرَسٍ تَوَاصَوْا فِي رُحْمَةِ سَيْدِهَا عِنْدَ كَوْنِهَا
 كَرَسٍ تَوَاصَوْا فِي رُحْمَةِ سَيْدِهَا عِنْدَ كَوْنِهَا

حج انفال حج

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ
 زَادًا فَارَاجِلَهُ يُؤَلِّفُهُ إِنْ أَيْتَ
 اللَّهُ دَاخِلُهُ فَلَا يُلَاقِيَهُ إِلَّا بِحُكْمٍ
 يَحْجُو بِشَاؤِ اللَّهِ بِرَأْدِ ذَلِيلَاتِ
 اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ وَلَيْسَ
 عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ وَلَا سَلَامَةُ
 إِلَيْهِ سَبِيلًا وَلَا تَمَازُجُ الْقُرْبَلَيْنِ وَلَا
 حَضْرَتُ عَلِيٍّ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مالک ہوا
 کسانے کے قتل فرج کا اور بیت اللہ
 تک پہنچا دیے سواری کے مسافر کا
 اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے
 پیروی یا الضری ہو کہ میرے میں کوئی گناہ
 نہیں ہے اور اسے اللہ عزوجل تعالیٰ نے
 فرمایا ہے وَ لَيْسَ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ
 هُوَ فِي قَسَدٍ ذَلِيلٌ وَأَذْكُرُ
 بِاللَّهِ مَا جِدَّ إِلَيْكَ الطَّرِيقَ
 وَاللَّهِ إِذَا دَعَاكَ لَمْ يَكُنْ لَكَ
 حَلَبُ كَرَسٍ تَوَاصَوْا فِي رُحْمَةِ سَيْدِهَا
 كَرَسٍ تَوَاصَوْا فِي رُحْمَةِ سَيْدِهَا
 حَضْرَتُ عَلِيٍّ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مالک ہوا
 کسانے کے قتل فرج کا اور بیت اللہ
 تک پہنچا دیے سواری کے مسافر کا
 اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے
 پیروی یا الضری ہو کہ میرے میں کوئی گناہ
 نہیں ہے اور اسے اللہ عزوجل تعالیٰ نے
 فرمایا ہے وَ لَيْسَ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ

قربانی کا جانور

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ
 هُوَ فِي قَسَدٍ ذَلِيلٌ وَأَذْكُرُ
 بِاللَّهِ مَا جِدَّ إِلَيْكَ الطَّرِيقَ
 وَاللَّهِ إِذَا دَعَاكَ لَمْ يَكُنْ لَكَ
 حَلَبُ كَرَسٍ تَوَاصَوْا فِي رُحْمَةِ سَيْدِهَا
 كَرَسٍ تَوَاصَوْا فِي رُحْمَةِ سَيْدِهَا
 حَضْرَتُ عَلِيٍّ کہتے ہیں کہ جو کوئی جانور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اپنے اطفال
 کی خبر گیری کروں اور ان کے گوشت کو
 خیال کر دوں اور حج اور قربانیں بھی
 صدقہ کر دوں اور قربانی کی زودری

مِنْ يَدَيْهِ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 علیہ وسلم نے فرمایا مزدوری ہم اپنے پاس سے دین گے (بخاری، مسلم،
 وَعَنْ أَبِي قَالَ أَمَرَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم درود اللہ
 عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 علیہ السلام نے یہ حکم دیا ہے کہ میں
 الْعَبِيدَ وَالْأَنْفَاءَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ
 جانور کو ہم قربان کریں اس کی جگہ اللہ کا کو
 بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ وَالْأَمْرُ بِالْغَيْرِ وَالْأَمْرُ
 اچھی طرح دیکھ لیں کہ ان میں کوئی نقصان
 وَلَا يَكُنْ لَهُ دَوْلَةٌ وَلَا يَكُنْ لَهُ دَوْلَةٌ
 نہ ہو ورنہ ہم کو دیا ہے کہ اس کو ذبح نہ
 خَادِمًا وَلَا نَسَاءً وَلَا دَارًا وَلَا يَكُنْ لَهُ دَوْلَةٌ
 کرے جس کا کوئی اچھی طرف سے نہ چر جائے
 موزر سے اور نہ اس کو بیس کوکان پکھا ہولہائی میں یا کوئی سیا۔

ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارقطنی، ابن ماجہ

وَقَدْ قَالَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 علیہ وسلم کے منہ سے یہ اس
 بِأَسْنَنِ الْقَرْيَةِ وَالْأُذُنِ دَفَاةً
 جانور کی قربانی جس کے سینا سے ٹوٹے
 ابْنُ سَلِيمَةَ
 اور کان کے ٹھونڈا (ابن ماجہ)

سرمنڈانا

عَنْ أَبِي قَالَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 حضرت علیؓ اور اہل المؤمنین حضرت
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 عائشہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
 وَسَلَّمَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے عورتوں
 وَأَسْنَنِ الْقَرْيَةِ وَالْأُذُنِ دَفَاةً
 کو سرمنڈانے سے (ترمذی)

عَنْ أَبِي قَالَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول
 قَالَ أَمَرَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 اللہ میں نے فرمادیا ہے پہلے فرض
 أَخَوَقَالَ دَفَاةً تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 طواف کر لیا آپ نے فرمایا سرمنڈانے
 قَالَ أَمَرَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 یا ہاں ترشولے کوئی حرج نہیں۔ دوسرا
 شخص آیا اور اسے کہا میں نے ننگریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ہے آپ نے فرمایا
 کسکریاں مارنے کوئی حرج نہیں ہے۔ (ترمذی)

قربانی کے جانوروں کی

بھولوں کا خیرات کرنا

عَنْ أَبِي قَالَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 علیہ وسلم نے سوا دھت قربانی کے مجھے
 بَدَلَتْ قَامَرِي لِيُحْمِلُوا بِهَا قَسْمَتَهُمَا
 ان کا گوشت تقسیم کرنے کا حکم دیا تو
 تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 میں نے تقسیم کر دیا، پھر ان کے جھجوں
 تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 کو تقسیم کرنے کا حکم دیا تو میں نے تقسیم
 دَا بَعَثَتْهُ عَلَيْهِ
 کر دیا، پھر ان کی کھالوں کو تقسیم
 کرنے کا حکم دیا، تو میں نے ان کی کھالوں کو تقسیم کر دیا۔ (بخاری)

قربانی کے کھالوں کا خیرات کرنا

عَنْ أَبِي قَالَ تَابَعَتْهُ عَلَيْهِ
 حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ
أَنْ يُقْرَأَ عَلَى بَيْتِهِ وَأَنْ يُقْسَمَ
بِذَنْبِهَا لَمْ يَكُنْ هَذَا
وَجَلَّ لَهُ وَلَا يُعْطَى فِي جَزَائِهَا
شَيْئًا (رواه البخاری)

بھی نہ دیا جائے (بخاری)

قصاب کو قربانی میں سے کچھ بھی نہ دینا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمْتُ
عَلَى الْبَيْتِ يَا قَامَرِي فَقَسَمْتُ
لَهُ هَذَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَسَمْتُ لَهَا
وَجِئْتُ حَسَا قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَنِّي
عَبْدُ الْكَرِيمِ عَنْ تَجَاهِدِ عَنْ
عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي
دَاوُدَ الشَّافِعِيِّ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْرَأَ عَلَى
الْبَيْتِ وَلَا أُعْطَى عَلَيْهِ شَيْئًا
فِي تَحْنَاتِهَا (رواه البخاری)

قربانی کے جانور کے پاس کھڑے ہو جاؤں اور اس میں سے کچھ بھی قصاب کو اجازت کے طور پر نہ دوں۔ (بخاری)

حَرَمُ الْمَدِينَةِ حَرَمُ اللَّهِ تَعَالَى حَرَمٌ دَامِيَةٌ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا لَقِيتُ أَحَدًا رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا
رَمَانِي مِنْهُ بِالْحَبِيبَةِ وَقَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمَدِينَةُ حَرَمٌ وَمَا بَيْنَ يَدَيْهَا
قُورٌ قَوْمٌ أَحَدٌ عَنْهَا أَحَدٌ
أَوْ أَدَى أَحَدٌ ثَلَاثَةً لَعَنَهُ اللَّهُ
وَالسُّبْحَةَ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ
لَا يَقْبَلُ مِنْهُ عَذْرٌ وَلَا عَذْلٌ
ذَمٌّ أَوْ تَسْبِيحٌ وَلَا يَحْدُثُ لَيْسَ
بِهَا أَذَى لَهَا مِنْ أَحْقَرِ شَيْءٍ
فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ
عَذْرٌ وَلَا عَذْلٌ وَأَمَّنَ وَالِي
ثَوَمَانِيَّةٍ رَأَى مَوْلَاهُ لَعَنَهُ
لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسِ
أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ عَذْرٌ وَلَا
عَذْلٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ

حضرت علیؓ نے مجھے جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے کوئی چیز نہیں لکھی مگر قرآن اور وہ چیز جو اس صحیفہ میں ہے اور اس صحیفہ میں یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مدینہ حرم ہے مقام غیرت ہے تو ہر ایک یہ دوپٹاؤں کے نام ہیں جو مدینہ کے دونوں طرف واقع ہیں (پس جو شخص اس پر ہاتھ کرے وہ اپنے میں کوئی نئی بات یا نئی بات پیدا کرنے والے کو پناہ دے اس پر بخدا اور قرآن کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ نہیں قبول کئے جاسکتا اس کے فرض اور نفل مسلمانوں کا عہد کیا ہے کہ کوشش کرے گا کہ اس کے لئے کوئی شخص بھی یعنی ایک معمولی آدمی بھی عہد کرے تو اس کو پناہ تمام مسلمانوں کا فرض ہے (پس جو شخص کسی مسلمان کے عہد کو توڑے اس پر خدا کے فرشتوں کی اور سارے مسلمانوں کی

نکاح و طلاق

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَكَحَ
النِّسَاءَ يَوْمَ حُبِّهِ وَنَكَحَ
لِحُبِّهِ الْخَمْرَ لَا نِكَاحَ لَهُ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فریب کے دن عورتوں
کے ساتھ نکاح کرنے اور گھریلو گھریلو
کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے بخاری مسلم

جن عورتوں سے نکاح حرام ہے

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَكَحَ
النِّسَاءَ يَوْمَ حُبِّهِ وَنَكَحَ
لِحُبِّهِ الْخَمْرَ لَا نِكَاحَ لَهُ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ کیا آپ اپنے بھائی
کی بیٹی کی خواہش رکھتے ہیں۔ وہ فرمایا
کی ایک خوبصورت لڑکی ہے آپ نے
آپ نے فرمایا تم کو علم نہیں تمہارے
دو دو شرک بھائی تھے اور خداوند تعالیٰ
نے جو چیزیں سب سے حرام فرمائی ہیں ان
رہمت سے سلام قرار دی ہیں۔ (مسلم)

فرائض

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَكَحَ
النِّسَاءَ يَوْمَ حُبِّهِ وَنَكَحَ
لِحُبِّهِ الْخَمْرَ لَا نِكَاحَ لَهُ

حضرت علیؑ نے ایک روز فرمایا
کہ تمام اس آیت کو پڑھتے ہو میں
بغیر قیامت کو صحت نہ دے گا اور میں
جس میں قرض سے پہلے وصیت کو
پورا کرنے کا حکم ہے لیکن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل یہ تھا کہ ایک
وصیت سے پہلے قرض کو ادا کرنے کا حکم
دیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
بھی یہ حکم دیا تھا کہ قرض بھائی (اپنے)
وارث ہوتے ہیں سب سے پہلے بھائی کا نہیں
رہنمائی (ابن ماجہ اور دیگر کی روایت
میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا
ہے ایک ماں باپ کے بھائی (حق بھائی) ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں
نزدیک بھائی پر غفلت! یہ میں شرک ہوں (یعنی سونپنے) آخر بیت تک۔

خلع و طلاق

وَعَنْ أَبِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَدَّ لَعَلَّاهُ يَكُنْ كَوَاجِحٍ وَلَا حَتَّىٰ إِلَّا بَعْدَ مِلَّةٍ وَلَا ذَهَابٍ فِي صِيَاوَةٍ وَلَا يَكُنْ يَدًا أَحْتَلَا بِدِرْصَاعٍ بَعْدَ فِطْلٍ وَلَا حَتَّىٰ يَوْمَ رَأَى النَّبِيُّ رَدَّ أَكْرَفَ شَرِّهِ السُّنَّةِ

حضرت علیؑ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتا اور نہ الگ ہونے سے پہلے غلام کو آزاد کیا جائے اور مسلسل دویم روز سے رکھنا دشمنی رات کو فطر روز کرنا اور برابر روزے رکھنا جائز نہیں ہے اور باقی ہونے کے بعد کوئی شخص یتیم نہیں رہتا اور دو دفعہ بیٹے کی مدت کے بعد دوسرا پتیا رضاعت میں شامل نہیں اور دونوں بچہ خاموش رہنا بھی جائز نہیں ہے (شرح السنہ)

وَعَنْ أَبِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ أَكْرَفَ شَرِّهِ السُّنَّةِ

حضرت علیؑ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں کے قول و فعل و عبادت میں سے کسی ایک کا قول و فعل و عبادت سے پاک کیا کرے سب سے والا جب تک وہ عید راہ کرے ہوش میں آجائے۔ دوسرے پر توبہ تک وہ بالغ نہ ہو جائے اور تیسرے بے عقل جب تک اس کی عقل درست نہ ہو جائے۔ (ترمذی، ابوداؤد) دارمی نے اسے حضرت عائشہؓ سے اور ابن ماجہ نے دونوں سے روایت کیا ہے۔

غلاموں اور لونڈیوں کے حقوق

وَعَنْ أَبِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَدَّ لَعَلَّاهُ يَكُنْ كَوَاجِحٍ وَلَا حَتَّىٰ إِلَّا بَعْدَ مِلَّةٍ وَلَا ذَهَابٍ فِي صِيَاوَةٍ وَلَا يَكُنْ يَدًا أَحْتَلَا بِدِرْصَاعٍ بَعْدَ فِطْلٍ وَلَا حَتَّىٰ يَوْمَ رَأَى النَّبِيُّ رَدَّ أَكْرَفَ شَرِّهِ السُّنَّةِ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دو غلام عتات فرمائے جو آپس میں بھائی بھائی تھے میں نے ان میں سے ایک کو بیچ ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا علیؑ تیرا دوسرا غلام کیا ہوا میں نے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا علیؑ اس کو واپس کر لو (ترمذی، ابن ماجہ)

وَعَنْ أَبِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَدَّ لَعَلَّاهُ يَكُنْ كَوَاجِحٍ وَلَا حَتَّىٰ إِلَّا بَعْدَ مِلَّةٍ وَلَا ذَهَابٍ فِي صِيَاوَةٍ وَلَا يَكُنْ يَدًا أَحْتَلَا بِدِرْصَاعٍ بَعْدَ فِطْلٍ وَلَا حَتَّىٰ يَوْمَ رَأَى النَّبِيُّ رَدَّ أَكْرَفَ شَرِّهِ السُّنَّةِ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک لونڈی اور اس کے بچے کے درمیان طلاق کر دی تھی علیؑ نے ان سے پوچھا تیرا دوسرا غلام کیا ہوا میں نے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا علیؑ اس کو واپس کر لو (ترمذی، ابن ماجہ)

قصاص قتل کا بدلہ

وَعَنْ أَبِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَدَّ لَعَلَّاهُ يَكُنْ كَوَاجِحٍ وَلَا حَتَّىٰ إِلَّا بَعْدَ مِلَّةٍ وَلَا ذَهَابٍ فِي صِيَاوَةٍ وَلَا يَكُنْ يَدًا أَحْتَلَا بِدِرْصَاعٍ بَعْدَ فِطْلٍ وَلَا حَتَّىٰ يَوْمَ رَأَى النَّبِيُّ رَدَّ أَكْرَفَ شَرِّهِ السُّنَّةِ

حضرت علیؑ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب مسلمان خود اور خلیفہ ہوں یا زلیخو چھوٹے

اِذَا تَاٰهُدُ وَيَتْرَدُ عَلَيْهِمْ اَصْحَابُهُمْ
وَهُمْ يَدْعُوْنَ اِلَى مَنْ سَوَّاهُمْ لَا
يُفْقِدُوْنَ مَسْلَبًا وَلَا دُفْعًا وَلَا دُفْعًا
فِي عَمْدٍ وَلَا رَدًّا اَوْ يُوَادُّوْا
النَّاسَ فِي دُورِهَا اَوْ يَنْتَحِلُوْا
کے رہنے والے مسلمان نے کسی سے کوئی معاہدہ کیا ہو یا اس کو توڑنا چاہے اور
تو مسلمان غیر مسلموں کے مقابل میں ایک ہاتھ رازین ایک متحد جماعت کا علم رکھتے
ہیں جن کو اگر کسی کافر کے جس سے یہ مسلمان کو قتل نہ کیا جائے اس شخص کو چاہیے
عہد و ضمان یہ ہے جب تک وہ عہد و ضمان نہ کرے (ابو داؤد۔ سنن)
اور ابن ماجہ سنن یہ حدیث ابن عباسؓ سے نقل کی ہے۔

دیت
قتل کا مالی معاوضہ

عَلَيْهِ سَلَامٌ قَالَ ذَاكَ رَجُلٌ شَرٌّ
الْعَبْدُ أَلَا فَاكُنْتُ ذَاكَ كُنْتُ
حَقًّا وَكَذَّبَ كُنْتُ رَجُلًا عَدُوًّا
وَأَرَبَّ كُنْتُ كَيْفَ تَكُونُ يَارَبِّ
عَالِمًا كَيْفَ تَخْلُقُ وَفِي رَأْيِي
عَالِي فِي الظُّلُمَاتِ أَوْ عَالِي الْغُسْسِ وَ

حضرت علیؑ نے میں کربشہ خیر کا ہونے
تین قسم کے اوش میں تینتیس اوشیاں
وہ جو چوتھے سال میں لگی ہوں اور تیس
اوشیاں وہ جو پانچویں برس لگی ہوں
اور چونتیس اوشیاں وہ جو چھٹے برس
میں لگی ہوں اٹھ برس تک کی جو نویں

جسٹس دین جفاۃ و قسوس و قسوس
چندۃ قسوس و قسوس و قسوس
لبوب و قسوس و قسوس و قسوس
خلفاء و قسوس و قسوس و قسوس
جسٹس دین جفاۃ و قسوس و قسوس
چندۃ قسوس و قسوس و قسوس
لبوب و قسوس و قسوس و قسوس
خلفاء و قسوس و قسوس و قسوس

مفسدوں اور دین اسلام سے
پہمروالوں کا قتل

وَقَدْ عَلِمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ
قُتِلَ فِي إِحْدَى ذَٰلِكَ خَدَاثًا
أَوْ لِسَانًا سَفَهًا أَوْ أَثَلًا
يَقُولُ لَهُ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّبِيِّ
لَا يُجَاوِزُ إِيمَانَهُمْ حَتَّى يُحَرِّمَ
يَمُوتُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمُوتُونَ
السَّعْمُ مِنَ الرِّبَةِ قَايِمًا
لَقَدْ نَزَّلَهُمْ فَأَنْتَلَهُمْ فَإِنْ
فِي قَتْلِهِمْ وَجَرِ الْمَن قَتْلَهُمْ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
اَجْرُهُ لَكَ جَاسِ اس كَوْتَل كَرْسِي (مَخَارِي وَمَسْمُ)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ
أَقْبِلُوا عَلَيَّ يَا قَبْلَكُمْ الْخَيْرَ مَنْ
أَخْصَنَ مِنْهُمْ دِينًا فَخَيْرُكُمْ
فَإِنَّ أُمَّةً يُرْسِلُ اللَّهُ رَسُولًا
عَلَيْهِ سَلَامٌ فَآمَنُوا إِنَّ
الْجِدَّ هَاهُنَا فِي حَدِيثِ عَبْدِ
بَنِي نَافِيسٍ فَخَرِّجَتْ إِيَّاهُ نَافِلًا
فَإِنَّ أَهْلَهُ إِذَا كَرِهَتْ ذَاكَ لَبَّيْكَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أَحْسَنُ دَاوُدَ وَسَلَمَةَ فِي رِدَائِهِ
أَيُّ دَاوُدَ قَالَ دَعَانِي يُقَطِّعُ
مِنْهَا لَحْمًا عَلَيْهِمُ الْخَيْرُ وَابْتِغَا
الْحَدِيثَ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
فَرِيَا بِاسِ وَقْتُ كَيْ لَمْ يَحْضُرْ دُرُوكَ اسْ كَيْ نَفَاسِ كَاغُونِ بَنِمِ بِيحَا اسْ رَحَدِ

جاری کرو اور اپنے غلاموں کو (اگر وہ کوئی جرم کیا کریں) سزا دیا کرو۔

شرعی سید

تشرعی سنرا اور بددعائہ کرتا

وَمَنْ عَلَىٰ عَن النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَصَابَ
حَدًّا أَفْجَلُ عَقْرَبَةٍ فِي الدُّنْيَا
فَاللَّهُ أَجْدَلُ مَنْ أَنْ يُبَيِّنَ عَلَى
عَبْدِكَ الْعُقُوبَةَ فِي الْأَجْرَةِ وَمَنْ
أَصَابَ حَدًّا أَفْجَرُ النَّاسِ عَلَيْهِ
وَعَلَّاهُ اللَّهُ أَكْرَمُ مَنْ رَزَقَ
جَوْدًا فِي شَيْءٍ قَدْ عَفَّاهُ عَمَّا
الزَّمِينُ كُنَّا بَيْنَ مَاجَةٍ وَقَالَ
الزَّمِينُ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثِ غَرِيبٍ
كُونُزَانِ دَسَّ كَاوَرِ مَعَاوَنَ كَرِيكَ
وَرَمَزِي دَابِنَ مَاجِدَ رِي حَارِثَ غَرِيبَ نَبِي
عَمِيرَ بِنَ سَعِيدَ بَنِي كَسَ كَسَ بِنَ نَخْشَ
عَلِيَّ سَنَابَ كَسَبَ جِبَ سَمِي كَسَمِي كَوْنِي
شَرِي حَمْدَا كَمَ رَوْنِ اَوَرِوَسَ اَسَمَزَاوِي
مَرَجَا كَ تَوَجُّو بِرَا سَ كَاوْنِي اَثَرَنَ مَرُجَا
اَبَتَ شَرَا بِلَ سَنَابَ اَوَرِوَسَ اَسَمَزَاوِي
اَبَتَ شَرَا بِلَ سَنَابَ اَوَرِوَسَ اَسَمَزَاوِي

تیرے دل کی مہمانی کر لیا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا اس کے بعد آپ نے فرمایا جب وہ شخص کوئی معاملہ کرے تیرے پاس آئیں تو تیرے شخص یعنی آدمی کے حق میں اس وقت تک فیصلہ نہ کر جب تک دوسرے کی بات کو نہ سنے اس کے لئے دعا طے کیا یہ ان کو جو حکم دینے میں مدد دیا حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد کسی معاملہ میں فیصلہ کرنے میں شک نہیں کیا اور تیری اور ابوہریرہؓ کی بات

جهاد

[illegible]

فَاِنَّكَ لَوْ مَّا كُنْتُمْ دَعِيَةً وَاذْكُرْ
اِنَّ رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ كَانَتْ
تَاْتِيهِمْ فَاسْتَفْتَوْهُمْ فَمَا يَسْتَفْتِيهِمْ
وَقُلْ اِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ
الْاِسْلَامَ فَاسْلُبُوهُ لِيْ اَوْ
لِغُلَامٍ مِّنْ بَيْنِ يَدَيَّ لَوْ
كُنْتُمْ عَاٰفِينَ

مرجائے تو اس کا غور۔ یہاں دو اس
اور یہ اس حدیث کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے تشریح کی ہے کہ کوئی مسلمان
نہیں کی ہے (بخاری ۱۶۱۰)

الامارة والقضاة
حكومت

وَمَنْ عَلَىٰ ذَٰلِكٍ لَّا يَرْوُ الْإِنشَاءَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْلِيمًا لِكُلِّ
مَعْنِيَةٍ لِّلْإِنشَاءِ وَالْإِنشَاءِ

اطاعت صرف نیک کاموں میں واجب ہے۔ (بخاری)

حکمرانی کرنے اور حکمرانی سے ڈرنا

[illegible]

جہاد میں لڑنے کا بیان

وَعَنْ أَبِي قَالٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 تَقْدَرُ الْعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَتَبَعَهُ
 رَابِعَهُ وَأَخُوهُ كَذَّابُ مَنْ يَبَارِزُ
 قَاتِلَتُ بِلَدِهِ أَجْرَ الْفَصَّارِ
 فَقَالَ مَنْ أَنْتُمْ فَأَجَبَتْهُ قَالَتِ
 لَحَابَةُ لَنَا فِيكُمْ رَأْسَانِ وَرَأْسَانِي
 عِمْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرِيبًا حِمْلُهُ قَمَرًا
 ثُمَّ رَأَيْتُ بَيْنَ الْحَارِثِ قَاتِلَتِ
 حِمْلَهُ إِلَى عُبَيْدَةَ وَأَقْبَلَتِ الشَّيْخَ
 وَانْخَلَفَ بَيْنَ عُبَيْدَةَ وَالْقَوَلِ
 حَرَمَتَانِ فَأَخَذْنَهُمَا وَاجْتَمَعَا
 مَاجِدَةً ثُمَّ مَلْنَا عَلَى الْقَوْلِ
 فَفَتَلْنَا وَاجْتَمَعْنَا عُبَيْدَةَ
 رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی
 کے دن کفار کے لشکروں میں سے عتبہ بن
 ربیعہ کے بیٹے اور اس کے چھوٹے بھائی
 ولید اور حباب بن شیبہ آئے اور پکے
 کون ہے جو ہم سے لڑنے کیلئے میدان
 میں آئے لشکر اسلام میں سے کئی انصاری
 جوان مقابل میں آئے عتبہ نے پوچھا تم کون
 ہو انھوں نے بتایا ہم انصاری ہیں عتبہ
 نے کہا تم سے لڑنے کی ہم کو ضرورت
 نہیں ہے ہم کو اپنے چمکے بیٹوں سے لڑنا
 چاہتے ہیں رفتی قریش اور ہاجرین سے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے ان الفاظ
 کو سن کر فرمایا عتبہ کھڑے ہو جاؤ علیؑ
 کھڑے ہو جاؤ عتبہ بن حارث کھڑے
 ہو جاؤ چنانچہ عتبہ کے مقابلہ پر آگئے
 (ابو اس کو مار ڈالا) اور میں (علیؑ کی طرف منوجہ جلا اور اس کو مار ڈالا)
 اور عبیدہ و ولید کے درمیان دو سخت مقابلہ ہوئے اور ایک دوسرے کو
 سخت زخمی کر دیا پھر ہم نے ولید پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا اور عبیدہ
 کو ہم ہم سے لے آئے۔ (احمد۔ ابوداؤد)

يَكُنْ دُرَّهْمٌ سَبْعُ مِائَةِ الْفَرْدِ
 ثُمَّ تَلَاهُوَ الْآيَةَ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ
 لَيْسَ بِشَاكِرٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

برے سات ایک دوہم ٹیس کے پھر آپ
 نے یہ آیت تلاوت فرمائی و اللہ اعلم
 لیس نہ شاکر (ابن ماجہ)

سامانِ جہاد

وَعَنْ أَبِي قَالٍ قَالَ أَهْبَيْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ ﷺ اللَّهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْتُ
 قَوْلَهُمَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ تَحْتَمَلُ الْخَيْلُ
 عَلَى الْخَيْلِ لَكُنْتَ تَمَاتُ هَذِهِ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 إِنَّمَا أَفْعَلُ ذَلِكَ الْيَوْمَ لَا يَمُوتُ
 رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالشَّيْخَانِ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو ایک چمچہ میں دنگی آپ
 اس پر سوار ہوئے حضرت علیؑ نے عرض
 کیا اگر ہم رسول کو گھوڑیوں پر چھوڑ دیں
 تو ہمارے لئے اس چمچ کی مانند بچہ پیدا
 ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 شخص کرتے ہیں جو واقف نہیں ہیں

(یعنی احکام شریعت سے واقف نہیں ہیں ابوداؤد و نسائی)

وَعَنْ أَبِي قَالٍ قَالَ كُنْتُ بَيْنَ رَسُولِ
 اللَّهِ ﷺ اللَّهَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولِ
 عُمَرَاءِ قَوْمِي رَجُلًا جَدِيدًا قَوْمِي
 قَارِبَةً قَالَ مَا هَذَا يَا أَبَا قَالٍ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْبَاهُهَا وَرَمَاهَا
 انْقَضَا فَأَخْبَرَا بَيْنَ اللَّهِ نَكَرَ بَهَا
 فِي الْيَمِينِ وَبَيْنَ يَمِينِ نَكَرَ فِي
 الْبَيْتِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے بتوں میں عربی کا نوجوان آپ
 نے ایک شخص کے ہاتھ میں بڑی کان
 دھنی تو پوچھا یہ کیا ہے اس کو بھینک
 تھو کہ اس قسم کی کان رکھنی چاہئے یعنی
 عربی کان) اور تیز نیبے کران کے سبب
 خلوت و تعالیٰ دین میں تہا رہی دور گنج اور
 شہر میں تم کو تمکان کر دیا (ابن ماجہ)

اور فرمایا یہ خداوند تعالیٰ کے آزاد کئے ہوئے ہیں (ابوداؤد)

قیدیوں کے احکام

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْبِي يَوْمَئِذٍ بَيْتَهُ قَبْلَ الظُّلَمِ
فَلَكَّبَ إِلَيْهِ مَوْلَاهُ جَعْفَرًا
يَا مُحَمَّدُ وَاللَّهِ مَا خَرَجُوا إِلَيْكَ
وَعَبِيَّةٌ فِي رَيْنِكَ وَانْصَاعُوجًا
هُوَ بَارِسُ الرُّومِ فَقَالَ سَأَسْ

سَلُّوا يَا رَسُولَ اللَّهِ رَدِّمَ لَهُمْ
فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَالَ مَا أَرَأَيْتُمْ كَيْفَ يَكُونُ
يَا مُحَمَّدُ تَرَى حَتَّى يَبْعَثَ اللَّهُ
عَلَيْكُمْ مِنْ يَوْمٍ يَوْمًا يَكُونُ
عَلَى هَذَا أَوْ أَفَى أَنْ يَرُدَّ هُمْ فَقَالَ
هُمْ يَقَامُ اللَّهُ رَدًّا لَكُمْ عَادَةً

علیہ وسلم غضبان ہو گئے۔ اور فرمایا قریش یہ دیکھتا ہوں کہ تم باز نہ
آؤ گے (یعنی سرکشی اور نافرمانی سے) جب تک کہ نہ اپنے خدا تعالیٰ تمہارے پاس
اس شخص کو نہ بھیجے جو تمہارے اس حکم تمہاری گردن کاٹ دے اس کے
بعد آپ نے (دعائے الفاتحہ) غلاموں کو واپس دینے سے انکار کر دیا

وَعَنْ عَلِيٍّ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ
جَعْفَرٍ أَخِيَهُ قَالَ لَهُ خَيْرُكُمْ
يَوْمَئِذٍ اسْمَاعِيلُ بْنُ قُاسٍ أَوْ يَزِيدُ
الْقَسَلِيُّ أَوْ الْفَيْدِيُّ أَوْ عَلِيُّ بْنُ الْقَتَلِ
مِنْهُمْ قَالَ يَزِيدُ وَلَهُمْ قَوْلُ الْفَيْدَاءِ
وَيُقْتَلُ جَعْفَرٌ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ
وَقَالَ هَذَا أَحَدُ بَنِي عَرَبٍ

اور غزوہ دُحّا میں ستر مسلمان شہید ہوئے (صحابہ نے اس اختیار کو سن کر
عرض کیا ہم معاوضہ دینا اور ستر کا ہم سے یہ لایا جانا قبول کرتے ہیں (ترمذی)

کھانے پینے کی چیزیں کھانے کی چیزیں

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَهْلِ
الْقُسُوفِ لَا تَصُومُوا مَا دَامَ
الْبُرْدُ حَيًّا وَابُودَاؤُدَ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے آپس کھانے سے منع
فرمایا۔ یہ اگر جب کہ اس کو پکا لیا جائے
تو اس کا کھانا درست ہے (ترمذی)

پینے کی چیزیں

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَعَدَ فِي حَوْضِ النَّبَاسِ فِي دَجَبَةٍ
الْكُوفَةِ حَتَّى حَضَرَتْ صَلَواتُ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَعَسَلَ دَجَبَهُ دَيْدِيَهُ وَفَكَرَ
كَاسَهُ دَيْدِيَةً ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ
قَصْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ
يَا رَسُولَ اللَّهِ شَرِبْتُ قَائِمًا وَإِنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَّعَ وَقَالَ مَا
فَضَّلْتُ رَدًّا إِلَّا لِحَاجَةٍ
رسول اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے تب تک اس نے ابھی کیا ہے (بخاری)

اللباس

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَبِعَ ثِيَابَهُ لِيَلْبَسَ ثِيَابَهُ
الْعَصَبِيَّ وَحِجْبَهُ فَقَالَ رَأَيْتُ
لَهُ لَبَسَ ثِيَابَ لَيْسَ كَمَا

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس ہرے کے طور
پر تہ بند اور دھاری دار ریشمی چادر پہنی
تھی آپ نے ان کو میرے پاس بھیج دیا
میں نے اس کو پہن لیا، میں نے دیکھا کہ

بَعَثَ بِثِيَابِكَ لِيَلْبَسَ ثِيَابَهُ
بَيْنَ النَّبِيِّ وَمَنْطِقِ عَلِيٍّ
پینے کے لئے نہیں بھیجا تھا بلکہ اس لئے بھیجا تھا کہ تم ان کو چھو لگاؤ اور دیکھ
بنا کر عورتوں میں تقسیم کر دو گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْبُخَارِيُّ وَوَعَنْ لُبَيْسِ الْخَيْثَمِيِّ
وَالْمُتَنَبِّئِيِّ وَوَالْفَرَّادِيِّ وَوَالْجَوْنِيِّ وَوَالْجَوْنِيِّ
قَالَ لُبَيْسٌ وَأَبُو بَكْرٍ وَابْنُ مَرْثَدَةَ وَابْنُ مَرْثَدَةَ
إِلَى بَنِي فَالِدٍ وَكَانَ تَحْمِي عَنْ الْبُخَارِيِّ
الْأَخْوَاصِ -

حضرت علیؑ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کو منع فرمایا ہے سو نے
کی انگوٹھی سے اور قسمی دیا ستر سے
رقی سوئی کپڑا جو سوئی ہوتا ہے لیکن اس
میں ریشمی دھاریاں ہوتی ہیں اور ستر
سرخ زین پوش کو کہتے ہیں درمندی،
ابو داؤد، ابن ماجہ اور ابوداؤد کی ایک

روایت میں ہے کہ حضور نے منع فرمایا ہے ارغوانی زین پوش سے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ حَبِيرَ الْجَعَلَةِ
فِي يَمِينِهِ فَأَخَذَ ذَهَابًا فَجَعَلَهُ
فِي فَمِائِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَا يَنْبَغِي
حَرَامٌ عَلَى كُلِّ رَأْسٍ رَدًّا
أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ مَرْثَدَةَ وَابْنُ مَرْثَدَةَ
وَعَنْ أَبِي مَرْثَدَةَ قَالَ أَنَّهُ تَحْلِيثًا
إِشْتَرَى ثَوْبًا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمٍ ثُمَّ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس ہرے کے طور
پر تہ بند اور دھاری دار ریشمی چادر پہنی
تھی آپ نے ان کو میرے پاس بھیج دیا
میں نے اس کو پہن لیا، میں نے دیکھا کہ

لَيْسَ بِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
رَفَعَنِي مِنَ الرِّبَايِشِ مَا أَجْعَلُ
بِهِ فِي النَّارِ وَأَدَارِي بِهِ
عَوْنِي فَإِنَّهُ قَالَ هَذَا لَمْ يَكُنْ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ رَفَعَهُ أَحْمَدُ

پہنا کر کیا الحمد لله الذي
رفعنني من الريباش ما اجعل
بي في النار واداري به
عوني في ثم قال هذا لم يكن
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول رفاعه احمد

عورتوں کا سمنڈ انا

وَعَنْ أَبِي قَالٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ طَلَّقَ امْرَأَةً
رَفَعَهُ الشَّامِي

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سمنڈ
منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ (نسائی)

انگوٹھی اور مہر

وَعَنْ أَبِي قَالٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ طَلَّقَ امْرَأَةً
وَالْمَعْصِرُ وَالْمَعْصِرُ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رشم کے مصری کپڑے
کے پہنے، کسم کے رنگے ہونے کپڑے

السَّهْبِ وَعَنْ قِرَادَةَ الْقُرَاشِيِّ
فِي الزَّكَاةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

منع فہر یا ہے (مسلم)

وَعَنْ أَبِي قَالٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ طَلَّقَ امْرَأَةً
وَالْمَعْصِرُ وَالْمَعْصِرُ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رشم کے مصری کپڑے
کے پہنے، کسم کے رنگے ہونے کپڑے

تصویب

وَعَنْ أَبِي قَالٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ طَلَّقَ امْرَأَةً
وَالْمَعْصِرُ وَالْمَعْصِرُ

حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے اس گھر
میں نہیں آتے جس میں تصویب ہو
اور اس میں تصویب ہو جس میں گناہوں کا
آدمی ہو۔ (ابوداؤد، نسائی)

مَنْ كَانَ يَحْتَلِفُ فَنَقُصُّ عَنْهُ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ
وَأَمَّا رِجَالُ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَأُخْبِرُوا بِمَا كَانُوا
فَعَلُوا بِرَبِّهِمْ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ بِأَقْرَبِ
سَلَامٍ كَمَا أُخْبِرَ مِنْهُمْ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ
كَمَا أَتَى فِي رِجَالِ بَنِي إِسْرَءِيلَ

اندر آنے کی اجازت حاصل کرنا

وَعَنْ أَبِي قَالٍ كَانَ فِي مَنَسْخَةٍ
الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
بِالْبَيْتِ وَمَنْعَهُمْ بِالْهَيْدِ فَكَتَبَتْ
رَأَتْ دَسْتُ بِالْبَيْتِ فَتَحْتَهُ وَكَتَبَتْ
النَّاسُ

بچھپانے والے اعتقاد

وَعَنْ أَبِي قَالٍ كَانَ فِي مَنَسْخَةٍ
الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
بِالْبَيْتِ وَمَنْعَهُمْ بِالْهَيْدِ فَكَتَبَتْ
رَأَتْ دَسْتُ بِالْبَيْتِ فَتَحْتَهُ وَكَتَبَتْ
النَّاسُ

(ابو داؤد ابن ماجہ)

اچھے برے نام

وَعَنْ عَبْدِ بْنِ الْحَفِيفِ
عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ
أَوْ أَيْمَنَ دِينَ فِي بَعْضِ الْأَمْثَلِ
وَلَا أُحِبُّهُ بِسَمْعِكَ وَلَا بَصَرِكَ
بَلْ بَصَرِكَ قَالَ نَعَمْ وَهُوَ الْإِسْلَامُ
رُكْعٌ دُونَ آيَةٍ (ابو داؤد)

ظلم (حق تلفی)

وَعَنْ أَبِي قَالٍ كَانَ فِي مَنَسْخَةٍ
الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
بِالْبَيْتِ وَمَنْعَهُمْ بِالْهَيْدِ فَكَتَبَتْ
رَأَتْ دَسْتُ بِالْبَيْتِ فَتَحْتَهُ وَكَتَبَتْ
النَّاسُ

کرنے سے نہیں روکتا۔ دیکھنی۔ مشکوٰۃ

تغییر و تبدل

وَعَنْ عَبْدِ بْنِ الْحَفِيفِ
عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ
أَوْ أَيْمَنَ دِينَ فِي بَعْضِ الْأَمْثَلِ
وَلَا أُحِبُّهُ بِسَمْعِكَ وَلَا بَصَرِكَ
بَلْ بَصَرِكَ قَالَ نَعَمْ وَهُوَ الْإِسْلَامُ
رُكْعٌ دُونَ آيَةٍ (ابو داؤد)

دل کو نرم کرنے والی حدیثیں

وَقَرَّ عَيْنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْمِلُوا
تَعْبُدِي فِي الْيَوْمِ تَجْعَلِي فِي الْمَاءِ
وَالْزَيْتِ (ابن ماجه)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے
غیر و طہ نے فرمایا ہے جب بندہ کے
ہال میں رک نہ دی جائے تو وہ اس کو
پانی و زیت میں خرچ کر دے (ابن ماجہ)

علامات قیامت

[illegible]

لَهُ دَعْنِ اَيُّهُ حُورِيَةً قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا اخَذَ النَّاسُ دَوْلًا وَلَانَهُ
مُعْتَمَدًا اَلْزَكَاةُ مَقْرَابٌ وَعِلْمٌ
لِقَابِ الدِّينِ وَاطَاعُ النَّاسِ
اِمْرَاةٌ وَدَعْنُ امْرَاةٍ اَدْنٰى
صِدْقَةٍ وَاقْضِ اَيَّاهُ وَكَفِّرْ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ مال غنیمت
کو دولت قرار دیا جائے گا، تو پھر غنیمت
مال غنیمت کو امراء اور رعایا میں غنیمت
لوگ دولت قرار دے کر توہمے پھیل گئے
اور ضعیف اشخاص کو اس میں سے حصہ
نہیں گے اور جب امانت (کے مال)

[illegible]

دُور کر دے گا۔ اور جب مسجد میں زور زور سے باتیں کی جائیں گی اور شو
چمایا جائے گا۔ اور جب قوم کی مرداری قوم کا ایک فاسق آدمی کرے گا اور
جب قوم کا مرد یا سربراہ قوم کا کلینہ اور اڑل شخص ہوگا۔ اور جب آدمی
عقلمیں کی پُری سول سے بچنے کیلئے کی جائے گی۔ اور جب گانے والی عورتیں
خامہ پول کی اور لوگ ان سے اختلا کر س گے، اور جب دنیا بے ظاہر ہو جائے
اور شرابیں پی جائیں گی (یعنی غلامیہ) اور جب اس امت کے پھلے لوگ
اچھے لوگوں کو بُرا کہیں گے اور ان پر لعنت کریں گے اس وقت تم ان چیزوں کے
دفعہ میں آئے گا انتظار کرو یہ یعنی تین وقتیں سرخ آسمانی، زلزلہ زمین میں
دُشس جائے۔ عورتیں شیخ و تبدیلی ہو جائے گا اور پتھروں کے رستے کا اور
وہ لے دے اور لُٹائوں کا اور حاکمیت سے پہلے طور میں آئیں گی اور اودھو

کی ایک ٹوٹی ہوئی لڑی ہے۔ جس سے بچے روپے موتی گر رہے ہیں قریشی
 وَعَنْ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ رَبِّهِ
 مِنْ ذَرِّبَةِ الْخَيْلِ يَقَالُ لِمَا لَيْسَ
 حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى مَقْدَمِهِ
 مَصْرُوفًا يُؤْتِيهِ دُمُيْجُورُ بْنُ هِجَلٍ
 حَتَّى يَكُونَ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجِبَةٌ
 فِي مَوْصِلٍ لَمْ يَرَوْا أَوَّلَ نَبِيَّائِهِ
 زَعَاةُ الْيُودِ أَذْ
 ہر سلمان پر اس شخص کی عجز و عاجب ہے۔ (ابوداؤد)

جنت اور جنتیوں کے صفات

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي فِي الْجَنَّةِ
 لَوْحَتَانِ لَوْحَتَانِ يَرَوْنَ
 بِأَصْوَابٍ لَمْ يَرَوْهُمُ الْخَلْدُ
 يَشْكُلُهُمَا يَطْلُنُ عَنْ الْخَلْدِ
 فَلَا يَسِيلُ وَتَحْتَهُ الدَّائِمَاتُ
 مُبْقَاةٌ وَتَحْتَهُ الرَّاغِبَاتُ
 لَبَّحْظُورِي لَيْسَ كَانَ لَكَ دَ
 حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنت میں
 حور عین کا اجتماع کی ایک جگہ ہوگی یعنی
 ایک جگہ ایسی ہوگی جہاں حوریں جمع ہوا
 کریں گی اس اجتماع میں بلند واز سے
 ترسے گا میں گی ان کی آواز اس قدر
 دلکش ہوگی کہ گونگوں نے بھی سنیں گی
 یہ حوریں اس قسم کا ترانہ گائیں گی۔ ہم

كُنَّا لَمْ نَدْرِ أَنَّ قَوْمًا مِثْلِي
 ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ کبھی نہ
 نہ ہوں گے۔ ہم اپنے پروردگار یا اپنے خاندانوں سے لڑائی اور خوش ہیں گے
 کبھی ناخوش نہ ہوں گے۔ خوش خبری ہر اس شخص کے لئے جو ہمارے
 لئے ہے۔ اور ہم اس کے لئے ہیں۔ (ترمذی)
 وَعَنْ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فِي الْجَنَّةِ
 لَوْحَةً قَدْ بَنَاهَا رَبُّنَا وَلَكِنَّهَا لَا
 الْخُودُ دَعِيں الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ
 فَإِنَّ الْأَشْجَعِيَّ الرَّجُلَ حُسْرًا
 دَخَلَ فِيهَا وَرَأَى الْيَوْمَ مِثْلِي
 وَقَالَ هَذَا أَحَدُ يَوْمٍ عَرَبِيٍّ
 اس بازار میں لے آجائے گا۔ (ترمذی)

فَضَائِلُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات

عَنْ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَيْسَ بِالْظَّالِمِ وَلَا بِالْقَاسِدِ وَفِيهِمْ
 الرَّأْسُ وَالْجَنَابُ شَيْنٌ الْكُفْرُ
 الْقَدَمَانِ مِثْرًا بِأَحْمَرَةٍ صَعْرُ
 الْكُفْرِ دَيْسٌ طَوْلُ الْمَسْرِ يَوْمًا
 مَعْنَى نَكَلًا وَنَكَلًا كَمَا كُنَّا نَحْكُمُ
 حضرت علیؓ فرمایا کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ظالم نہ قاسد
 تھے اور نہ ظالم نہ قاسد نہ ظالم نہ قاسد نہ ظالم نہ قاسد
 اور وہ لاشعری تھے۔ تہلیل اور ہلاک
 فرما دینے پر گشت تھے۔ رنگ پاک و شرف
 و سفید تھا۔ ہڈیوں کے جوڑے تھے۔
 سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکھی دھاری

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَالِيَهُ
وَمَنْ كَانَتْ مَعَهُ رَحْمَةٌ أَحَبَّ
يَقُولُ نَائِبُهُ نَزَلَ رَقَبَهُ لَا
بَعْدَ لَوْ خَلَّاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَدَّاهُ إِلَى عِيْنِي

کے درمیان مہرِ نعت تھی اور آپ
فائق النبی تھے۔ آپ لوگوں میں نہایت
کشادہ دل اور سخی اور بان کے نہایت
ستھے تھے۔ آپ نہایت صاف الفاظ
میں گفتگو فرماتے تھے۔ آپ طبیعت کے
نہایت نرم اور قوم کے لحاظ سے نہایت شریف بزرگ تھے جو شخص آپ
کو یکایک دیکھتا اس پر ہمیت طاری ہو جاتی اور جو شخص آپ کو قوت
کر کے آپ سے محبت سے محبت اور اخلاط رکھتا آپ سے محبت کرتا۔
حضور کی صفات بیان کرنے والے یعنی حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کی
وفات سے پہلے اور آپؐ کی وفات کے بعد میں نے آپؐ جیسا کوئی شخص
نہیں دیکھا۔ آپؐ پر خدا کی رحمت ہو (ترمذی)

[illegible]

صَبَّ لَهَا دِقْلَهُ وَجَدَّاهُ مُثَلَّةً
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الرِّمَّةُ
وَقَالَ لَهَا حَدِّثِي حَسَنَ عَجَلِي
میں نے کوئی شخص آپ جیسا نہیں
وَعَنْهُ كَانَ إِذَا أَصَفَ النَّحْيَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا
يَا بُرَيْدُ الْفَقِيرُ الْمَقْطُوعُ بِالْفَقِيرِ
الْمُتَوَدِّعُونَ رَجَعُوا إِلَى الْفَقِيرِ
وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَدِّ الْقَطْبُ وَلَا
بِالنَّبِيِّ كَانَ جَدًّا أَجَلًا وَفَرَّ
يَكُنْ بِالْمُطَهَّرِ وَلَا بِالْمُحْتَكَمِ
وَكَانَ بِالْبَيْتِ كَدِيرًا أَيْضًا
مُشْرِفًا أَوْجَ الْعَسِينِ أَحَدًا
الْمُشَارِفُ الْمُشَارِفُ وَالْكُفَى
أَجْرًا وَفَوْسَرًا بِمَوْسَمِ الْفَقْرِ
وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَطَى يَقْلَعُ كَأَمَّا
يُمَيِّزُ فِي صَبِّ وَإِذَا تَقَفَا
الْعَتَمَ مَعَيْنَ لَيْسَ مَوْسَمًا
الْبَيْتُ وَهُوَ حَائِلُ الْبَيْتِ أَجْوَدُ
النَّاسِ صَدْرًا قَدْ أَصْدَقَ النَّاسِ
لَجَبَةً وَالْيَسْعُ بَرَكَةُ وَالْوَعْمُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات

وَعَنْ أَبِي أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
لَهُ فَلَا تَجْهَرُ كَانَ لَهُ عِلْمٌ رَاسِخٌ
عَلَيْهِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَانِ يَنْفَعُ
الْبَشَرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ
يَا أَبُو دَاوُدَ مَا جِئْتَ إِلَّا مَا أُعْطِيَكَ
ذَا لِي لِي لَا فَارُكَتَ يَا مُحَمَّدُ حَقِّي
تُعْطِيَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اجْلَسَ مَعَكَ فَجَلَسْ
مَعَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ
وَالْعِشَاءَ الْأُخْرَى وَالْعَدَاةَ كَانَ
أَفْعَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَكُونُ دُونَهُ وَيَتَوَقَّدُ وَهُوَ
فَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا لِي بِيَضَعُونِي بِهِ
فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ يَكُونُ دُونَكَ
يَجِيبُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْنِي بِذَا أَنِ أَقْبَلَ
مُعَاهِدًا أَوْ غَيْرَهُ فَكُنْ حَتَّى أَتَاكَ

حضرت علیؓ نے کہتے ہیں کہ ایک یہودی تھا
جس کو علان عالم کہا جاتا تھا اس کے رسولؐ
سے اشرعیہ و علم پر چند دینا چاہتے تھے
اس نے آپؐ پر تلقین کیا کہ آپؐ نے اس سے
فرمایا اے یہودی میرے پاس کچھ نہیں
ہے کہ میں تجھ کو دوں اس نے کہا محمدؐ
میں اس وقت تک تم سے جدا ہوں گا۔
جب تک آپؐ میرا قرض ادا نہ کریں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا
میں تیرے پاس بیٹھ جاؤں چنانچہ
آپؐ اس کے سامنے بیٹھ گئے اور اسی
مقام پر آپؐ نے ظہر عصر مغرب و عشاء
اور پھر صبح نماز پڑھی رسول اللہ صلی
علیہ وسلم کے صحابی اس یہودی کو دیکھتے
تھے اور کمال دینے کا خوف دلاتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو
محسوس کیا کہ صحابی اس کو دیکھتے ہیں
تو آپؐ نے ان کو منع فرمایا کہ اپنے عرض
کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
إِلَّا اللَّهُ وَاشْهَدَ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ
وَسَطَ مَا لِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا وَافَقَهُ
مَا قَعَلْتُ يَكُ الْبَشَرُ فَعَلْتُ بِكَ
رَدًّا لِي لَعَلَّ لِي نَعْتًا فِي الْوَرَعِ
مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو التَّيْمِيُّ رَوَاهُ
وَمَا جَاءَهُ بِطَبِيعَةٍ مُلْكًا بِالْأَشَارِ
لَيْسَ يَقْظَرُ وَلَا يَكْظُرُ وَلَا يَخْجُبُ
فِي الْأَسْمَانِ وَلَا مُمْرِجًا بِالْقَحْشِ
وَلَا حَزْلًا لِلْفَنَاءِ أَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ
إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَهَذَا
مَا لِي فَا حَكْمُهُ فَيَوْمًا ذَاكَ
اللَّهُ وَكَانَ الْيَهُودِيُّ لِكَيْلِ الْغَالِي
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَالِ الْبُيُوتِ
ہے محمد بن عبد اللہؓ میں پیدا ہو گیا ہو گیا طریقت پر گیا اور اس کی حکومت خاتم میں
ہوئی وہ بد زبان سنگدل نہ ہو گا دربار میں خود رنجانے والا اور نہ خشن گوئی
میں میں ہوگی اور نہ وہ یہودہ بات کہنے والا ہوگا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ
کے رسول کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور آپؐ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ عیبر
مال موجود ہے جو حکم آپؐ مناسبت میں فرمائیں یعنی خدا تعالیٰ کے حکم سے اس
کو جہاں چاہیں حشر فرمائیں۔ راوی کا بیان ہے یہ یہودی بہت لالچ تھا کہ جب

یہودی آپؐ کو روک سکتا ہے آپؐ نے

فرمایا خداوند تعالیٰ نے مجھ کو منع فرمایا ہے

کہ میں اس شخص پر ظلم کروں جو میری پناہ

دوسرے میں ہے یا اس پر جو میری پناہ میں

نہیں ہے مجھ پر بد چڑھ گیا تو یہودی

نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ

کے رسول کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے،

اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا تعالیٰ کے

رسول ہیں اور میرے مال کا اور میرا قسم

خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے اور خدا تعالیٰ

کی قسم میں نے آپؐ کے ساتھ جو معاہدہ کیا

ہے وہ محض اسلئے کیا ہے کہ میں دیکھوں کہ

جو صفات تورات میں مذکور ہیں وہ آپؐ

میں پائی جاتی ہیں یا نہیں تورات میں لکھا

ہے محمد بن عبد اللہؓ میں پیدا ہو گیا ہو گیا طریقت پر گیا اور اس کی حکومت خاتم میں

ہوئی وہ بد زبان سنگدل نہ ہو گا دربار میں خود رنجانے والا اور نہ خشن گوئی

میں میں ہوگی اور نہ وہ یہودہ بات کہنے والا ہوگا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ

کے رسول کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور آپؐ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ عیبر

مال موجود ہے جو حکم آپؐ مناسبت میں فرمائیں یعنی خدا تعالیٰ کے حکم سے اس

کو جہاں چاہیں حشر فرمائیں۔ راوی کا بیان ہے یہ یہودی بہت لالچ تھا کہ جب

حَمْرَةَ بِالشَّيْفِ حَبَّتِ اسْمُهُمَا
وَبَقِيَ خَوَالِيفُهَا ثُمَّ اخَذَ مِنْ
الْكَرْبِ دَجْلًا فَكَلَّتْ اِلَيْهِمْ شَهَابًا كَثِيرًا
الْبَتَّارُ قَالَ قَدْ حَبَّتِ اسْمُهُمَا
قَدْ حَبَّتْ بِمَا اَقَالَ بَيْنَ شَهَابٍ
قَالَ عُمَرُ فَتَضَرَّعْتُ اِلَى مُنْظَرٍ
اَفْطَعِي وَذَاتِ بَنِي اللَّهِ فِي اللَّهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَدَا رَيْدُ بَنِي
حَارِثَةَ فَكَانَ خَلْفَهُ الْعَرَبُ فَخَرَجَ
وَمَعَهُ رَيْدٌ قَدْ اَسْلَمَتْ هَوَالِيفُ
عَلَى حَمْرَةَ فَتَعَقَّبَهُ عَلَيْهِمْ فَخَرَجَ
حَمْرَةَ وَبَنِيهَا وَوَقَالَ هَلْ اَتَيْتُمُ
عَبِيدَ اِلَافِي حَرَجِ رَسُولِ اللَّهِ
فَلَمَّا اَتَوْهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْعُوقُ
حَمْرَةَ حَتَّى جَاءَهُمْ وَذَلِكَ قَبْلَ
خُرُوجِ الْخَمْرِ وَذَلِكَ الْبَتَّارُ
اور کہا، یہ تم میرے باپ دادوں کے غلام ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے
پاؤں واپس پلے گئے، یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے (بخاری)

معجزات

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ ابْنِ طَالِبٍ قَالَ
لَمَّا مَعَ ابْنِ عَمْرِو اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ ذَوَائِحِهَا
فَمَا اسْتَقْبَلَنَا جَيْلٌ وَلَا نَحْسٌ اِلَّا
يَقُولُ التَّلَامُ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ
رَوَاهُ الشَّيْخُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ

حضرت علی بن ابی طالبؑ کہتے ہیں کہ
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں تھا
جب ہم آپ کے ساتھ مکہ کے دروازوں میں پہنچے
تو جو سپاہ (ہتھیار) اور دخت سائے آسمان
وہ یہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ
(ترمذی، دارمی)

مسافات

عَنْ عُمَرَ بْنِ ابْنِ طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ
حَصِبْتُ نَجَارًا فَاتَمَّ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَعْبِدِهِ
بَدِيًّا قَالَ وَاعْطَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفَاؤًا عَرَفِيًّا
فَاتَّخَذَ مَا يُؤْمَرُ عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ
مِنْ الْأَنْصَارِ وَامَّا رَيْدَانِ ابْنِ
عَلِيٍّ مَا اَذْخَرَ الْبَعْدَ وَمِنْ
صِبَاكُم مِّنْ بَنِي قَيْنَةَ قَاسِمُ بْنُ
بَدِيٍّ عَلَى وَابِلَةٍ فَأَوَّلَةُ حَمْرَةَ وَبَنِي
عَبِيدِ الطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذَلِكَ
الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةُ فَقَالَتْ أَلَا يَأْتِي
حَمْرَةَ لِيَشْرَبَ مِنَ الْمَرْوَةِ تَشَابَهًا

حضرت علی بن ابی طالبؑ نے بیان
کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ بدر کے دن غیمت میں ایک
اونٹنی ملی اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک اونٹنی اور دو کان دونوں
کوس نے ایک دن ایک انصاری کے
دروازے پر بٹھایا اور میں اسے مارا کہ ہا
تھا کہ ان دونوں پر انحراف کر کے جائیں
تاکہ انچول اور میرے ساتھ جنتی منتقل ہو
ایک نثار تھا اس سے خاطر کے دلیر
کی دعوت میں مایہ دلوں ہمزہ بنی الطلح
اسی گھر میں شراب پی رہے تھے، ان کے
ساتھ ایک کانے والی تھی جو گاری تھی اُلا

۱۲۲
مناقب و فضائل صحابہ رضوان علیہم اجمعین
فضائل ابوبکرؓ

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَنْ تَوَلَّاهُ
قَالَ إِنِّي تَوَلَّيْتُهِ وَالْبَاكِ يُحِبُّ دَمَهُ
أَمِنَّا أَهْلُ الْبَيْتِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
أَلَا يُخْرِجُ فَإِنَّهُ مُؤَيَّدٌ وَنُفْسُهُ جَدِيدٌ
فَرَجًا أَمِنَّا أَلَا يُخْبِتُ فِي اللَّهِ
نُوعَهُ لَا يَرُدُّ إِنْ تَوَلَّاهُ عَائِلًا
يُكَلِّمُ أَوْلَادَهُ عَالِمِينَ يُحِبُّ دَمَهُ
خَادِيًا (احمد)

اور اگر تم علیؓ کو اپنا امیر بناؤ گے اور میرا لگاؤ ہے کہ تم اس کو اپنا امیر بناؤ گے تو تم اس کو
قوی اور ایمین پاؤ گے۔ و ما حکم خدایں
کسی طاقت کرنے والے سے نہیں ڈرتا۔
اور اگر تم علیؓ کو اپنا امیر بناؤ گے اور میرا لگاؤ ہے کہ تم اس کو اپنا امیر بناؤ گے تو تم
اس کو راہ راست دکھائے گا اور اہل بیت یا حق پانچ لوگ اور وہ تو تم کو ہرگز گریب سے لائے
پرے جاسے گا۔ (راحم)

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
دَعَمًا لِلَّهِ أَبَا بَكْرٍ ذُو جُنْدٍ رِبْتَهُ
وَحَمَلِي إِلَى أَدَارِ الْبَاكِ وَدَعَمِي
فِي الْغَارِ وَأَعْتَقَ يَلَالَ مِنْ سَالِبِهِ
وَبَجَّعَ لِي لَمْ يَنْفَكْ لِي لَحْمِي وَرَأْسِي

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے
ابوبکرؓ پر رحم فرمایا اس نے اپنی لہجہ
سے کھانچ لیا اور اپنے اوٹ پر سر رکھ کے
مجھ کو دارالہجرت سے آیا یعنی مدینہ میں
میرا مصاحب رہا اور مال سے بھلا کر لیا

۱۲۳
کیا اور خداوند تعالیٰ عمرؓ پر رحم فرمائے جو
حق بات کہتا ہے اگرچہ وہ سنا کر ہلے ہے۔
حق گوئی نے اسے اس حال پر پہنچایا ہے
کہ اس کا کوئی دوست نہیں۔ اور خداوند
تعالیٰ عثمانؓ پر رحم فرمائے جس سے فرشتے
تیار کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ علیؓ پر رحم
فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کوئی کے ساتھ گردش دے یعنی جو چاہے اللہ تعالیٰ ہی ہے (بخاری)

مناقب علیؓ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ
نَبِيٍّ مَسْعَةً حَبِيبَةً وَدَوَّابَةً
أَعْطِيَتْ أَوَّلَ رُبُوعَةٍ عَشَمَ كُنُفَا
مَنْ شَرَّهَا قَالَ أَنَا وَأَبَايَا وَجَعْفَرُ
وَحَمزة وَابو جهم وَعُمَرُ وَكَعْبَةُ
ابْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلَمَةُ وَخَلْدَةَ
وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَالْوَدَّاحُ
وَالْمُقَدَّرُ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (بخاری)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال
کیا تو آپ مجھے دیتے اور جب میں خاموش
ہوتا تو اس وقت بھی مجھے دیتے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا ذَا الْحَسَةِ وَعَلَيْ
بَابِي ذَا الْعُزْمَةِ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَالَ رَوَى عَنْهُمْ
هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ غُرَبَاءِ رِبَابِ كَذَا
يُنَادِي عَنِ النَّسَائِيِّ وَكَأَنَّكَ لَعَلَّكَ
الْعَصِيدُ يَحْتَضِرُ أَحَدَهُمْ يَنْتَابِ
غَيْرُ شَرِيكَ
وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ اللَّهُ غَفِيرٌ وَسَلِيمٌ فَتَمِيزُ
عَيْنِي غَفِيرُهُ الْهُوَ رَحْمَةُ اللَّهِ
أَمَّا وَاحِدُهُ الْبَصَالَةُ فَهُوَ كَلِمَةُ
بِالْبَيْتِ لَمْ يَلَيْسَ لَهُ ثُمَّ قَالَ
يَهْلِكُ فِي سَحَابٍ هَجْدٍ مَوْطِ
يَقْرَعُ فِي مَالِي فِي دَمِغْفَسٍ
يَكْبَلُهُ شَيْءٌ عَلَى أَنْ يَكْبَلَهُ عَيْنِي
وَقَالَ أَحْمَدُ
وَيُفَسِّرُ لِمَعْنَى دِمَاسِمْ بَلَاكُ هَوْنٍ كَمَا هُوَ فِي مِثْلِهِ هَوْنٌ كَمَا هُوَ فِي مِثْلِهِ هَوْنٌ
جود سے زیادہ مجھ سے محبت رکھنے والا ہوگا اور جو میں وہ خوہاں بتائے گا جو
مجھ میں نہ ہو لگن۔ دوسرے وہ جو میرا دشمن ہوگا اور مجھ سے دشمنی اس کو اس امر
پر آمادہ کر دے گی کہ وہ مجھ پر پھانسا یا تم سے ملا احمد

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا ذَا الْحَسَةِ وَعَلَيْ
بَابِي ذَا الْعُزْمَةِ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَالَ رَوَى عَنْهُمْ
هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ غُرَبَاءِ رِبَابِ كَذَا
يُنَادِي عَنِ النَّسَائِيِّ وَكَأَنَّكَ لَعَلَّكَ
الْعَصِيدُ يَحْتَضِرُ أَحَدَهُمْ يَنْتَابِ
غَيْرُ شَرِيكَ
وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ اللَّهُ غَفِيرٌ وَسَلِيمٌ فَتَمِيزُ
عَيْنِي غَفِيرُهُ الْهُوَ رَحْمَةُ اللَّهِ
أَمَّا وَاحِدُهُ الْبَصَالَةُ فَهُوَ كَلِمَةُ
بِالْبَيْتِ لَمْ يَلَيْسَ لَهُ ثُمَّ قَالَ
يَهْلِكُ فِي سَحَابٍ هَجْدٍ مَوْطِ
يَقْرَعُ فِي مَالِي فِي دَمِغْفَسٍ
يَكْبَلُهُ شَيْءٌ عَلَى أَنْ يَكْبَلَهُ عَيْنِي
وَقَالَ أَحْمَدُ
وَيُفَسِّرُ لِمَعْنَى دِمَاسِمْ بَلَاكُ هَوْنٍ كَمَا هُوَ فِي مِثْلِهِ هَوْنٌ كَمَا هُوَ فِي مِثْلِهِ هَوْنٌ
جود سے زیادہ مجھ سے محبت رکھنے والا ہوگا اور جو میں وہ خوہاں بتائے گا جو
مجھ میں نہ ہو لگن۔ دوسرے وہ جو میرا دشمن ہوگا اور مجھ سے دشمنی اس کو اس امر
پر آمادہ کر دے گی کہ وہ مجھ پر پھانسا یا تم سے ملا احمد

عشرہ مبشر کے مناقب

وَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّبِيَّ الَّذِي أَنبَأُكُمْ أَنَّهُ لَكُمْ رَسُولٌ آلِ أَبِي تَالِبٍ
فَآمِنُوا بِهِ وَلَكُمْ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَقْعَدٌ تَجْرُونَ
فَآمِنُوا بِهِ وَاسْمِعُوا بِلَهُ اللَّهِ وَأَطِيعُوا أَمْرَهُ
فَإِنَّكُمْ لَعِندَ رَبِّهِ أَفْوَاجٌ
وَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّبِيَّ الَّذِي أَنبَأُكُمْ أَنَّهُ لَكُمْ رَسُولٌ آلِ أَبِي تَالِبٍ
فَآمِنُوا بِهِ وَلَكُمْ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَقْعَدٌ تَجْرُونَ
فَآمِنُوا بِهِ وَاسْمِعُوا بِلَهُ اللَّهِ وَأَطِيعُوا أَمْرَهُ
فَإِنَّكُمْ لَعِندَ رَبِّهِ أَفْوَاجٌ

وَعَنْ أَبِي قَالٍ سَمِعْتُ أُمَّ بَكْرَةَ
عَنْ أَبِي رَزْوَلٍ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ تَعَالَى وَالْحَمْدُ
جَنَانِي فِي الْجَنَّةِ بِرُؤُوسِ النَّبِيِّينَ
وَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَعَتْ عَيْنِي عَلَى قَالٍ وَابْنِهِ دَوْدَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا قَالٍ
 وَالْحَسْبُ دَاوُدُ بْنُ زُكْرٍ أَحَدُ الْأَنْبِيَاءِ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ دَاوُدُ بْنُ زُكْرٍ
 إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الْحَرْبِ رَوَّاحٌ
 الْبَيْتُ بَيْنَ النَّاسِ

حضرت علیؑ نے اپنے ہم سفر میں کر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مالِ باپ کو کسی
 کے لئے جمع نہیں کیا۔ مگر سعد بن ابی وقاص
 کے لئے چنانچہ محمد کے دو اُن سے فرمایا
 سعد بن ابی وقاصؓ جو میرے مالِ باپ قرآن
 مجاہد اور سعد کے لئے آئے۔ یہ بھی فرمایا

یہ کہنے کے چارے قومی جان. (ترنمذی)

بعض مشہور صحابہؓ کے مناقب

وَعَنْ عِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَضَرْتُ عَلِيًّا يَوْمَ كُتِبَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُمْ مُرَا

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَنْ عَبْدِ رَافِعِ بْنِ
وَأَبْنِ مَاجَةَ

وَعَنْ أَبِي قَالٍ أَسَدٍ عَنْ هَمَّادٍ
عَنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

مِنْهُ نَزَّلَ الْوَحْيَ الْمُبِينُ
الْمُطَيَّبِ رِيقًا الثَّمِينِ
عَنْ أَبِي قَالٍ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ

المقداد وفي رواية وأيامه

قَالَ الْمَقْدَادِيُّ فَقَالَ الطَّبَقُ وَحَقُّ
أَوَارُصَةِ خَالِجٍ فَإِنَّ بِهَا

أَفْطَلْنَا بَعَادِي بِتَأْخِيْنَا حَتَّى
يُنَا إِلَى الرَّفِصَةِ فَإِذَا أَحْصَى

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَخْرَجَهُمْ مِنَ ظُلُمَاتٍ إِلَى نُورٍ بِإِذْنِهِ إِنَّهُمْ لَكَافُونَ

فَعَقَلْنَاهَا فَاَتَيْنَاهُ الشَّيْءَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر

یہ مشورہ کے بعد کسی کو امیر و حاکم بنانا
چاہتا تو میں تمہارا سرور و حاکم ام غیبی کے
مطابق رہنے والی کو بنانا (شرعی و دینی امور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عیساٰ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی

بہارِ طلب کی بجائیے فرمایا اس کو اجازت ہے
ویرانہ پر پاک آدمی کو نہ شجرہ کی ہونڈی سے کھڑکے کو تیرنگی
حق سے عیاں نہ کہتے کہ یہ سب اس کے

مقداد کو (اور ایک روایت میں مقدار کی

بلکہ ابومرشد کا نام آیا ہے، حکم دیا کہ تم
دو ٹہنہ خراج پر جاؤ اور یہ مقام مدینہ کے

ہاں ایک عورت ہے جو اوٹ پر کجاوے
ن سوار ہے اس کے پاس ایک خط ہے

خطم اس سے لے آؤ! پس یہ اپنے گھوڑوں
تیزی سے دوڑا کر چلے یہاں تک کہ دریا

گئی اہم نے اس سے کہا خط لکھ کر ہم کو وہاں

فَكَرِهَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ مِنْ
 حَاطِبِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ إِلَى أَبِي بَرْزَاءِ
 الْعُمَيْرِيِّ بْنِ أَهْلِ مَكَّةَ عَلَيْهِ
 بَعْضُ أَمْرٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ
 مَا هَذَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ
 عَلَيَّ أَمْرٌ كُنْتُ أَمْرًا مُخْلِصًا فِي
 قَرْيَتَيْنِ وَلَمْ أَكُنْ مِنَ الْقَبِيلَةِ
 وَكَانَ مِنْ مَكَّةَ مِنَ الْقَبِيلَةِ
 لَكُمُ كَرَامَةٌ يَجُودُونَ بِهَا أَمْوَالَهُمْ
 وَأَعْلِيَهُمْ مَكَّةَ فَاجْتَبَيْتُ إِذَا كُنْتُ
 ذَلِيلًا مِنَ الْقَبِيلَةِ مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ
 يَدُ الْمُجْرِمِينَ بِهَا الْقَرْيَتَيْنِ وَفَعَلْتُ
 كُفْرًا أَوْلَا أَرْثًا أَوْ عَنِّي دِينِي وَ
 لَمْ يَكُنْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِنَّكَ قَدْ صَدَّقْتَ فَقَالَ عَمِّي فَنَجَى
 يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْلِي رَيْعَتِي هَذَا
 الْعَمَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بِنَا

دیر سے یہ خط میرے ہاتھوں میں نہ دیا
 کے نام لکھا تھا اس عورت نے کہا میرے
 پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا یا تو خط
 کو تو خود نکال دے ورنہ ہم تجھے کشتہ
 اٹائیں گے آخر وہ خط اس نے اپنی چلتی
 نکال کر دیا ہم اس کو لکھ کر بھی کریم رسول اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
 اور دیکھا تو اس میں یہ لکھا حاطب بن علی
 کی طرف سے مشرکین مکہ کے نام اس خط
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق
 کو غیر حق دین میں معلوم کر کے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے حاطب
 یہ کیا بات ہے حاطب نے عرض کیا
 یا رسول اللہ میرے معاملہ میں مجلت سے
 کام نہ لیجئے میں ایک ایسا شخص ہوں
 جو قریش سے پشیمان کیا ہوں یعنی ان کا
 حلیف ہوں لیکن میں ان میں شامل
 نہیں ہوں اور جو لوگ مہاجرین میں سے
 آپ کے ساتھ ہیں مگر دلوں سے ان کی قرابت
 ہے اور مکہ کے مشرک اس قرابت کے
 لحاظ سے ان کے جان و مال کی حفاظت

وَمَا يَنْبَغِي لَكَ لَعَلَّ اللَّهَ طَلَعَ عَلَيْكَ
 أَهْلُ بَدَنٍ فَقَالَ أَهْلُ بَدَنٍ لَمْ يَكُنْ
 فَقَدْ دَجِبْتُ لَكُمُ الْخُفَّةَ وَفِي
 بِرْهَانِي قَدْ غَفَرْتُ لَكُمُ الْفُتُورَ
 اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 لَا تَخْذُوا عَادِي قَوْمِي وَعَدُوَّكُمْ
 أَقْلِيًا قَوْمًا مُتَّفَقًا عَلَيْهِمْ
 کیا ہے کہ اسلام لانے کے بعد میں کفر سے خوش اور راضی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمایا عتبہ نے تم سے بلا شیعہ بات کہہ دی ہے عرض کرے کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا معاملہ بد کے معرکہ میں شریک رہا ہے اور تم حقیقت حال کو جانو گے کہ
 خداوند تعالیٰ نے ہمدردانوں پر نظر رحمت فرمایا ہواوران کی مغفرت کی جو اس لئے
 کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے تم جو چاہو کرو اور تمہارے لئے جنت واجب ہو گئی ہے اور
 ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے تم کو بخش دیا اس کے بعد یہ آیت اتری ہوئی
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَادِي قَوْمِي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ لِمَا كُنْتُمْ
 دُلُورًا مِمَّنْ كَفَرُوا فَتَوَلَّوْا مِمَّنْ كَفَرُوا
 اس آیت سے بے شک وہ کفر سے توبہ کر کے (بخاری مؤمل)

فضائل اہل بیت

وَعَنْ أَبِي الطَّيْفَلِ قَالَ سَمِعْتُ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
الْبَاءِ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ فَقَالَ مَا غَضِبَ إِلَهُي
لَعَنَ قَوْمًا بِمَا اتَّخَذُوا الْأَمَانَةَ
فِي يَدَيْهِمْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا قَالَ
صَحِيحَةً فِيهَا لَعَنَ اللَّهُ مَنْ
ذَبَحَ لِعَدُوِّ اللَّهِ وَلَعَنَ اللَّهُ
مَنْ سَكَرَ مَنَاسِكَ الْأَمْوَئِ
فِي يَوْمِ رَأْسِهِ مِنْ عَيْنِ مَنَاسِكَ
الْأَمْوَئِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ
وَالْبَاءِ لَا تَعْنَى اللَّهُ مَنْ أَوَى
لِحُدُودِ قَوْمٍ وَلَا مَسْلُومٍ

حضرت ابی الطیفل کہتے ہیں کہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حدیث سنی ہے کہ جو شخص
میں سے کسی ایک کے ساتھ مخصوص و ممتاز نہیں کیا گیا
جو لوگوں کو عام طور پر نہ دیکھی جو اہل بیت میں
کیا خاصہ مخصوص و ممتاز کیا گیا ہے جو میری اس
حدیث کے خلاف کے نہ رہے بلکہ یہ حدیث جو میری
خاص طور پر ہو گئی ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتا
کہ اس کے اور جو احکام ہیں وہ لازم طاعت
کیے ہیں یا خاص ہمارے لئے یہ کہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے خلاف میں سے ایک کا نام لیا جائے
میں گستاخا اس شخص پر نبی لڑائی لعنت ہو جو
میں کا نشان چرات یعنی حدود کے خلاف

انواع مطہرات کے

مناقب و فضائل

عَنْ أَبِي قَالٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرٌ
لَنَا قَوْمًا لَمْ يَنْتِ إِعْرَانًا وَخَيْرٌ
لَنَا قَوْمًا لَمْ يَنْتِ خَيْرِيْلًا
مَنْتَقٍ عَلَيْهِ وَفِي بَدَايَةِ خَالٍ
أَبُو كَرِيْبٍ وَأَشَارَ وَجْهَهُ إِلَى
النَّسَاءِ وَالْأَوْثَانِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حدیث سنی ہے کہ میری
بنت عمران ساری امت کی غور تو میں
بہتر نہیں۔ اور عذریہ الکبریٰ بھی میری
زیادہ بہتر ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ کہتے
تھے آسمان زمین کی جانب اشارہ کر کے
فرمایا کہ ان کے رہنے والوں میں سے بہتر ہیں۔

وہماری و مسلم

۱۳۰

حضرت علیؓ بن ابی طالب

ڈاکٹر محمد حمید اللہ

فاضل مقالہ نگار نے یہ تحقیقی مقالہ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ کبائٹے رقم فرمایا تھا ، بعض ادارتی مجبوریوں کے پیش نظر یہ مکمل طور پر شائع نہ ہو سکا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب محترم نے از راہ عنایت فکرونظر میں اشاعت کبائٹے ارسال فرمایا — قارئین کے استفادے کبائٹے پیش خدمت ہے ۔

(ادارہ)

تاریخ اسلام کے کسی شخص کی سوانح عمری لکھنا غالباً اتنا دشوار نہیں جتنا حضرت علیؓ کی ، کیونکہ اس میں تعلق بدقسمتی سے عقائد سے ہو گیا ہے ، اور سنی ، شیعہ ، معتزلی ، اور اباضی (خارجی) مورخ بھی بے شعوری میں جذبات سے اتنے متاثر نظر آتے ہیں کہ آج ساڑھے تیرہ سو سال بعد بھی دامن سمیٹ کر کوئی ایسی چیز لکھنا آسان نہیں جسے سب قبول کر سکیں ۔ اختلافی چیزوں سے سکوت کرنے میں سوانح عمری نامکمل ہو جاتی ہے ، اور تحقیق حق کے نتائج کو بیان نہ کرنا بددیانتی ہوتی ہے ۔ بہر حال ہم امکانی حد تک کوشش کریں گے ۔

یہ ابو طالب بن عبدالمطلب اور ان کی بیوی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے بیٹے ، پیغمبر اسلام کے چچا زاد بھائی اور داماد ، اور سابقین اولین میں سے تھے ۔ ولادت کہتے ہیں اس وقت ہوئی جب حسانہ صاف جوف کعبہ کے اندر تھی (۱) سنی انہیں خلفائے راشدین میں بطور خلیفہ چہارم داخل کرتے ہیں ۔ شیعوں کے ہاں ان کو خلیفہ اول

ہے : میں نے ایک دن دیکھا کہ ایک شخص اٹھک بیشک کر رہا ہے اور اس کے دائیں ایک لڑکا ، اور بیچھے ایک عورت بھی اقتدا کر رہے ہیں ۔ دریافت پر لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ آنحضرتؐ ، ان کا متبئی علیؑ ، اور ان کی بیوی خدیجہ ہیں اور ایک تھے دین پر عمل کرنے لگے ہیں (۳)۔

طبری نے علیؑ کے اسلام لانے کی دو روایتیں بیان کی ہیں ۔ ایک (ص ۱۱۶۳) یہ کہ وہ شروع ہی سے مسلمان ہو گئے تھے اور چہر کر نماز پڑھتے تھے ۔ ایک دن ابو طالب نے دیکھ لیا اور پوچھا : کیا کر رہے ہو ؟ پھر منع نہ کیا بلکہ کہا کہ آنحضرتؐ اچھی بات ہی کا مشورہ دیتے ہیں اس لئے برابر یہی کیا کرو ۔ (۴) دوسری روایت (طبری ۱۱۶۲ تا ۱۱۶۳) کے مطابق ایک دن آنحضرتؐ نے اپنے رشتہ داروں کو جمع کر کے تبلیغ کی اور کہا کہ کون ہے جسو مسلمان ہو ؟ وہ میرا بھائی ، وصی (نافذ کنندہ وصیت) اور تم میں میرا خلیفہ (نائب) ہوگا ۔ — الناسانی فی الخصائص کی روایت میں ، جیسا کہ ازالۃ الخفا ۲ - ۲۵۲ میں نقل ہوا ہے ، الفاظ یہ تھے : میرا بھائی اور صاحب (رفیق) اور تم میں میرا وارث ہوگا ۔ — حضرت علیؑ کہتے ہیں : کسی نے بھی اسے قبول کرنا نہ چاہا ۔ میں اس وقت سب سے کم سن تھا ، میری آنکھوں میں آشوبِ چشم کی وجہ سے (سب سے زیادہ زندگی تھی اور میری پندلیاں سب سے زیادہ نحیف تھیں ۔ میں اٹھا اور بولا : میں ، اے اللہ کے نبی ، اس کام میں آپؐ کا وزیر (پوچھ) اٹھانے میں شریک (رہونگا) ۔ اس پر حضورؐ نے میری گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا : یہ میرا بھائی ، میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے ، اس لئے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت

ہونے کا حقدار سمجھا جاتا ہے ۔ معتزلہ ان کی فضیلت کے بارے میں سنیوں سے اختلاف کرتے ہیں ۔ غالی خارجی ان کو اسلام ہی سے خارج کرتے ہیں ۔

یتیم پیغمبر اسلام نے ابو طالب کے گھر میں پرورش پائی اور سن شعور کو پہنچے تو چچا کو تجارتی کاروبار میں مدد دیتے رہے ۔ حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد چچا کا مکان ترک کیا اور بیوی کی تجارت میں شریک اور کارندہ ہو گئے ۔ یہ تو واضح نہیں کہ پھر چچا کی دکان بھی چلاتے رہے یا نہیں ، لیکن چچا کا مالی بوجھ کم کرنے کے لئے اس کے ایک بیٹے ، علیؑ ، کو اپنی تنہیت میں لے لیا اور سفارش کر کے ایک دوسرے بیٹے ، جعفر کو عباس بن عبدالمطلب کی تنہیت دلا دی ۔ علیؑ سانولے اور پستہ قد تھے ۔ زمانہ خلافت میں کوفہ میں لوگ ان کو دیکھتے تو ، بزرگ اشکب (شکم) آمد ، کا فقرہ کسا کرتے تھے (۱) پڑا سر ، ڈھین اور سورما سیاہی تھی ، روحانی لگاؤ بھی بہت تھا ، اور شیعہ ہی نہیں سنیوں کے ہاں بھی متعدد سلسلہ ہائے طریقت انہیں کے توسط سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہونے ہیں ، جیسے قادریہ ، سہروردیہ ۔

ان کا ہشت نبوی کے وقت علی العموم نابالغ ہونا سمجھا جاتا ہے۔ ابن سعد (طبقات ۱-۲ ، ص ۱۲) کے مطابق ، گیارہ ، دس ، نو ، یا نو سے بھی کم سال کے ، تھے ۔ ممکن ہے ہشت کے وقت تقریباً نو سال کے ہوں ، اور فترت کے بعد جب تبلیغ شروع کی تو گیارہ ساڑھے گیارہ سال کی عمر میں یہ بھی مسلمان ہوئے ہوں ۔ ابن کثیر کے مطابق تو ۸ ، ۹ ، ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۴ یا ۱۶ سال کی عمر میں اسلام لائے تھے ۔ ابتدائی مسلمانوں میں سے ایک کا بیان

جانے لگے تو یہ امانتیں واپس کرنے کا کام حضرت علیؑ ہی کے سپرد کیا اور کہا کہ تین دن بعد یہ مالکوں کو واپس پہنچا کر مدینہ آجاؤ۔ آنحضرتؐ کی یہ امانت داری مخالفین کو بری لگتی ہے چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے جدید ایڈیشن میں مادہ علیؑ میں کوئی وجہ بتاتے بغیر لکھا ہے: ”یہ مختلف وجوہ سے غیر قرین قیاس ہے۔“ ایک عجیب واقعہ نسائی میں بلا تاریخ ہے (۶) اسے ہجرت کی رات ہی کا واقعہ قرار دیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ علیؑ اور رسول اللہؐ رات کو کعبہ گئے اور علیؑ کو آنحضرتؐ نے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور علیؑ نے کعبہ کی چھت پر کئے ایک تانبے کے مضبوط نصب شدہ پت کو اکھاڑ کر نیچے پھینک دیا اور وہ کچھ ٹوٹ بھی گیا، پھر دونوں چپکے سے تیز تیز وہاں سے واپس ہو گئے۔ کعبہ کی چھت پر ہبل نصب تھا، کیا وہی مراد ہے؟

ہجرت کے بعد صفر سنہ ۲ میں انہوں نے رسول اللہؐ کی دختر فاطمہ سے نکاح کیا، رخصتی چند ماہ بعد ہوئی، بلاذری (انساب، مخطوطہ استانیول ۱- ۲۶۵) کے مطابق آپ کا حلیہ ہی بی فاطمہ کو پسند نہ تھا تو آنحضرتؐ نے سفارش کی کہ وہ ”اکثرہم علما و اعظمہم حلما“۔ کئی بچے ہوئے جن میں امام حسن اور امام حسین ممتاز ہیں۔ ایک بیٹی ام کلثوم سے حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں نکاح کیا، ایک بار حضرت علیؑ نے ابو جہل کی نو مسلم بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو آنحضرتؐ نے منع فرمایا کہ فاطمہ کا دل دکھیگا۔ اس لئے ہی بی کی وفات تک وہ صرف ایک بیوی پر اکتفا کرتے رہے۔ شروع میں گھر داماد رہے ہی بی فاطمہ اور حضرت عائشہ کے کمروں کے درمیان صرف ایک دیوار حائل تھی۔ اس میں ایک

کرو۔۔ اس سر حاضرین ہنسنے لگے اور کہا: ابو طالب (مبارک ہو)، محمد کعبہ رہا کہ اب تمہیں بھی اپنے بیٹے کی بات سننی اور مانتی ہوگی۔ اس طنز کی وجہ سے ابو طالب نے اسلام قبول نہ کیا۔۔ اس روایت میں ایک تو الفاظ کو اصطلاحی نہیں بلکہ لغوی معنوں میں لینا چاہئے کہ ابھی اصطلاحیں وجود میں نہ آئی تھیں۔ دوسرے وصی اور موصیؑ نہ ایک نہیں ہوئے: آنحضرتؐ کا موصیؑ نہ کون تھا، معلوم نہیں۔ اور تیسرے علیؑ فوراً خلیفہ بن گئے، یہ نہیں کہ آنحضرتؐ کی وفات پر خلیفہ بنیں۔ اس بنا پر ہم نے ”جانشین“ کی جگہ ”نائب“ ترجمہ کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ خلافت یا نایبیت اس وقت کی کارکردگی کے مطابق ہوگی، اور اس وقت تک سلطنت اور حکومت کا سوال نہ تھا۔ بلکہ روحانی تعلیم تھی، اور روحانی امور کی مملکت میں وہ رسول اللہؐ کے خلیفہ بلا فصل سنیوں کے ہاں بھی ہیں:

مواخات قبل ہجرت میں آنحضرتؐ نے علیؑ کو اپنا بھائی بنایا، جس طرح ابو بکرؓ کو عمرؓ کا۔ ہجرت کے بعد علیؑ کو سہل بن حنیف اوسی انصاری کا بھائی بنایا گیا، اور ان دونوں میں دوستی ہمیشہ برقرار رہی چنانچہ علیؑ جب خلافت کے لئے کوفہ روانہ ہوئے تو سہل ہی کسو مدینہ کا گورنر بنایا، پھر شام کا گورنر نامزد کر کے دمشق پر قبضہ کرنے کا حکم دیا، مسگر معاویہ کی فوجوں نے پس قدمی کی اور ان کو نیوک سے سببا کر دیا (۵۱)۔ پھر جنگ صفین میں یہ علیؑ کی فوج میں نظر آئے ہیں۔

رسول اکرمؐ کے پاس مشرکین مکہ کی جو امانتیں تھیں، وہ مناظر احسن کیلانی کے گمان میں مضاربت کے اصول پر نفع آور تجارتی حصہ داری سے متعلق ہونگی۔ بہر حال جب آپؐ ہجرت کر کے مدینہ

کھڑکی تھی جس سے رسول اکرمؐ اپنی لڑکیوں کو دیکھ- اور ان سے بات چیت کر سکتے تھے۔ ام کلثوم کے حضرت عثمانؓ سے نکاح کے بعد فاطمہ وہاں تنہا رہ گئیں، پھر شوہر علیؓ بھی وہیں رہنے لگے۔ رسول اللہؐ کے مکان کے سارے حجرے کی طرح، حضرت علیؓ کے کمرے کا بھی صرف ایک دروازہ تھا جو اولاً مسجد کے صحن میں کھلتا تھا، پھر تبدیل قبلہ کے بعد مسجد کی اولین صفوں اور مسقف حصے میں کھلنے لگا۔ ان کمرے میں مقابل سمت میں دروازے نہ تھے۔ غسل وغیرہ کے لئے باہر نکلتا چاہتے تو مسجد میں سے گذرنے کے سوا چارہ نہ تھا۔ اسی لئے، تبدیل قبلہ پر لوگوں کے قبلے کی دیوار میں کھلنے والے سارے دروازے بند کرا ئے گئے، اور مسجد میں حلاوت جنابت میں داخلہ ممنوع قرار دیا گیا تو اس سے خود رسول اکرمؐ اور حضرت علیؓ کو مستثنیٰ کرنا ناگزیر تھا (جیسا کہ ترمذی وغیرہ نے صراحت کی ہے)۔ عورتیں اپنے کمرے کے اندر ٹب میں بیٹھ کر نہا لیا کرتیں۔ (حضرت حفصہ کے ٹب میں خود رسول اللہؐ کو مرض موت کے زمانے میں سات مختلف کوٹوں کے پانی سے نہلاتا سب کو معلوم ہے) : بنی قینقاع کے اخراج پر جب ان کے مکان خالی ہوئے تو ان میں سے ایک حضرت علیؓ کو دیا گیا، اور رسول اللہؐ اپنے نواسوں اور ان کے والدین کو دیکھنے وہیں جایا کرتے تھے (۸)۔ تبدیل قبلہ کے بعد یلک کے مسجد میں کھلنے والے جو دروازے بند کرائے گئے، وہ صرف قبلہ رخ دیوار میں معلوم ہوتے ہیں، کیونکہ وفات نبوی سے عین قبل جب لوگوں کے دروازے مکرر بند کرائے گئے (اور ان میں سے حضرت ابو بکرؓ کا دروازہ مستثنیٰ کیا گیا)، تو ان دونوں واقعات میں تطبیق کی بھی صورت ہو سکتی ہے کہ پہلے حکم کو قبلہ رخ

دیوار سے متعلق کیا جائے، اور دوسرے حکم کو باقی مسجد سے ورنہ پہلے حکم کے بعد تھے دروازے کھل نہ سکتے۔

حضرت علیؓ کی سوئی بنی قینقاع میں منتقلی کے بعد ان کا تخلیہ کردہ کمرہ رسول اکرمؐ کے لئے زور یعنی ملاقات گاہ بن گیا، جیسا کہ مسعودی میں ہے۔ یہ حضرت عائشہ کے کمرے سے متصل تھا اور شروع میں وہاں رسول اللہؐ کی لڑکیاں رہتی تھیں۔

سنہ ۲ کے غزوۂ بدر میں انہوں نے سفید صوف کا طرہ لگایا تھا (ابن سعد ۳-۶، ص ۱۶)۔ اس موقع پر اور ہر دیگر جنگ میں بہ کثرت دشمنوں کو تہ تیغ کیا۔ تبوک میں ان کو ساتھ لیتے کی جگہ آنحضرتؐ نے انہیں مدینے میں نائب کی حیثیت سے چھوڑا۔ لوگوں (غالباً منافقوں) نے طنز کیا کہ تم اچھے سپاہی نہیں ہو اس لئے تمہیں عورتوں بچوں میں چھوڑا ہے۔ یہ بھانپے ہوئے جا کر آنحضرتؐ سے کیسے میں گلہ کرتے ہیں تو حضور فرماتے ہیں : کیا تمہیں پسند نہیں کہ میرے پاس تمہارا وہی مرتبہ ہو جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کے پاس تھا؟ بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں (۸) (کہ کوہ طور کے اعتسکاف کے زمانے میں وہ بنی اسرائیل میں نائب بن کر رہے تھے)۔ مگر راز کی وجہ جو آنحضرتؐ ان سے یلک میں بتا نہیں سکتے تھے کچھ اور معلوم ہوتی ہے : مشہور منافق ابن ابی کا برتاؤ ان دنوں بہت مشتبہ ہو گیا تھا، حتیٰ کہ وہ تبوک کی اس مہم میں کچھ دور شریک رہ کر مدینہ واپس آ گیا تھا : جیسا کہ مسعودی نے (التنبیہ والاشراف میں) صراحت کی ہے۔ ان حالات میں پیشبندی کے لئے ضرورت تھی کہ مدینہ میں ایک جبری اور قابل اعتماد فوجی افسر موجود رہے

خانے کے چڑھائے بھی بطور مال غنیمت لا کر آنحضرت کو پیش کئے تھے۔ نہ اس کی ٹھیک تاریخ معلوم ہے اور نہ وجوہ و اسباب۔
سنہ ۹ میں نجران کے عیسائی مدینہ آئے۔ آنحضرتؐ نے انہیں مبالغہ کرنے کو کہا کہ، چھوٹے اور اس کے کتے پر خدا کی لعنت ہو۔ یہ ام المومنین ام سلمہ کے مکان میں ہوا۔ اس میں حضرت علیؑ بھی شریک کئے گئے۔ مگر نجرانی کترا گئے۔

سنہ ۹ میں حج کے موقع پر اس اعلان کا فریضہ حضرت علیؑ کے سپرد کیا گیا تھا کہ اب آئندہ غیر مسلم کعبہ کے حج کے لئے نہ آسکیں گے، اور یہ کہ جن غیر مسلم قبائل سے آنحضرتؐ نے غیر معین مدت کے لئے حلیفی کے معاہدے کئے تھے وہ چار ماہ بعد ختم سمجھے جائیں گے۔ اس سے ان قبائل کو تشویش ہوئی کہ مزید دیر کئے بغیر مسلمان ہو جائیں

رمضان سنہ ۱۰ میں انہیں یمن بھیجا گیا۔ وہاں لوگوں نے جنگ نہ کی اور ان کی تبلیغ سے سارا قبیلہ ایک ہی دن میں مسلمان ہو گیا، اور زکوٰۃ بھی دی (۱) وہاں سے فارغ ہو کر یہ مسکے گئے اور حجة الوداع میں آنحضرتؐ کے ساتھ رہے۔ یمن سے واپسی میں راستے میں انہوں نے ساتھیوں کو ناراض کر دیا تھا (ان ساتھیوں نے زکوٰۃ کے سرکاری کپڑوں کو لے کر حج کا احرام بنایا تھا اور علیؑ نے وہ کپڑے واپس کرنے کا حکم دیا تھا)۔ آنحضرتؐ سے شکایت ہوئی تو حضورؐ نے مدینہ واپسی کے زمانے میں رابع کے قریب غدیر خم کے بڑاؤ کے وقت علیؑ کی تائید کی اور بتایا کہ سرکاری مال میں خیانت نہیں کرتی چاہئے، اور اسی خطبے میں، من کنت مولاء فعلی مولاء کا مشہور جملہ بھی فرمایا تھا (جس کے دستوری مفہوم کے لئے دیکھو میرا مضمون

تیوک سے پہلے غزوۂ خیبر میں انہوں نے ایک مقامی مستحکم قلعہ قصر مرحب کو بھی فتح کیا۔ یہ اب تک معروف اور دشوار گزار پہاڑی کی چوٹی پر ہے، نیچے سے اوپر چڑھنے والوں کو دشمن آسانی سے بٹھراؤ کر سکتا تھا۔ علیؑ نے ایک بڑے دروازے کو چھتری یا سپر بنا کر پیش قدمی جاری رکھی اور کامیاب رہے۔ خیبر کی مدد کے لئے فذک والے آ رہے تھے۔ ان کو روکنے کے لئے بھی علیؑ کو بھیجا گیا لیکن بلاذری (انساب، ط مصر، ف ۹۳) نے جو یہ واقعہ بیان کرتا ہے لکھا ہے کہ غزوۂ خیبر محرم میں ہوا اور فذک کی مہم شعبان میں ہوئی۔۔۔ غالباً یہ وقت شماری کے دو مختلف مروجہ طریقوں کا نتیجہ ہے کہ ایک میں اہل مکہ کے کبیسے کا لحاظ رکھا جاتا تھا اور دوسری خالص قمری تقویم ہوتی تھی۔ اسی زمانے میں ہرقل کو بھیجے ہوئے مکتوب نبوی میں بھی یہی فرق ہے کہ سفیر محرم ۷ میں جانا اور چھ ماہ قبل جمادی الآخرہ سنہ ۶ میں واپس آنا ہے۔ (اس بحث اور تقویمی حل کے لئے دیکھئے میری فرانسیسی سیرت نبوی میں باب مکتوب نبوی بنام ہرقل)۔

فتح مکہ کی تیاری کے زمانے میں حاطب بن ابی بلتعہ نے بھولے من سے اہل مکہ کو اطلاع بھیجی تھی۔ آنحضرتؐ نے نامہ بر عورت کے تعاقب کے لئے حضرت علیؑ کو بھیجا، فتح مکہ کے بعد بنی جسدیمہ میں خالد بن الولید نے غلطی سے کچھ خونریزی کی تو تلافی کے لئے حضرت علیؑ ہی بھیجے گئے۔

قبیلۂ طئی میں بیشہ ور، لثیرے بہت تھے۔ ابن سعد وغیرہ حضرت علیؑ کی سرکردگی میں ایک مہم کا ذکر کرتے ہیں جسو تیوک کے غزوے سے پہلے بھیجی گئی تھی اور جس میں انہوں نے وہاں کے بت

سے آنحضرتؐ کی میراث میں اپنا حصہ اور فدک کی جاگیر مانگی ہیں ۔ یعنی وہ اور عباسؓ اور علیؓ سب حضرت ابو بکرؓ کو جائز خلیفہ اور مختار کل تسلیم کرتے ہیں اور اسی حیثیت میں ان سے اپنے مقدمے کے لئے رجوع کرتے ہیں ۔ (۱۲) طبری اور ابن کثیر کے مطابق بی بی نے ابو بکرؓ سے خواہش یہ کی کہ ان کے شوہر کو فدک کا ناظر بنائیں ۔ ابو الحسین المعنزی نے لکھا ہے : مگر صحیح یہ ہے کہ بی بی نے فدک میراث نہیں بلکہ بطور نحلہ یعنی ہبہ مانگا تھا۔ (۱۳) بخساری نے لکھا ہے کہ بی بی نے ابو بکرؓ سے آنحضرتؐ کے اس مال میں میراث مانگی جسو بطور فی صسرف خاص حضورؐ کے تصرف میں تھا ۔۔۔ یعنی خیر ، فدک اور خود مدینہ کی زمینیں ۔۔۔ جہاں تک مدینہ کی اراضی کا تعلق ہے وہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں علیؓ اور عباسؓ کے مشترکہ تصرف میں دیدیں لیکن خیر و فدک انھوں نے ان کو نہ دیا اور کہا کہ یہ رسول اللہؐ کے صدقہ یعنی سرکاری مصارف کے لئے تھے جو حضورؐ کے وقت بوقت پیش آنے والی اخراجات اور انفاقی مصارف کے لئے تھے اور حضورؐ نے یہ اس شخص کے لئے دئے ہیں جو آپ کے بعد ولی الامر (خلیفہ) بنے ۔ بہرحال ابو بکرؓ کا جواب کہ حضورؐ اپنی زندگی میں آپ لوگوں کو جو دینے تھے میں بے کم و کاست جاری رکھونگا ، بی بی کوناگوار گزرا ۔ چند ماہ بعد جب بی بی کی وفات ہوئی تو علیؓ نے ابو بکرؓ کو خبر کئے بغیر راتوں رات دفن کر دیا ۔

خلافت صدیقی میں علیؓ ، ابو بکرؓ کے ساتھ شروع سے بورا تعاون کرتے رہے ، اور مشوروں میں چاہے سیاسی اور نظم و نسق ہوں یا فقہی اور علمی پورے شریک رہے ۔ مرتدین کے مدینہ پر یورش

شیعہ مکتب خیال اس جملے کو ولی عہدی سمجھتا ہے لیکن خود حضرت علیؓ کا یہ خیال نظر نہیں آتا : نہ صرف خلفائے ثلاثہ کے انتخاب کے وقت بلکہ اس وقت بھی نہیں جب وہ حضرت معاویہؓ سے اپنی خلافت جتانے کے لئے جنگ کر رہے تھے ۔ اس زمانے میں ان کی حضرت معاویہؓ سے جو خط و کتابت ہوئی وہ شیعہ کتاب نہج البلاغۃ للشریف الرضی میں محفوظ ہے ۔ ان خطوط میں حضرت علیؓ اپنی فضیلت اور ترجیح کے سارے استدلال بیان کرتے ہیں بجز اس کے کہ آنحضرتؐ نے آپ کو ولی عہد نامزد کیا ہو ۔

غزوات میں اگر یہ علمبردار ہوتے تو ، اثنائے سفر میں میسرہ العبسی اسے اٹھاتے لے جاتے اور جب معرکہ شروع ہوتا تو اس وقت علیؓ اسے لے لیتے ۔ (۱۰۱) کہتے ہیں کہ ایک دن یہ ایک اہم سرکاری کام میں مشغول تھے اور آفتاب غروب ہونے لگا تو آنحضرتؐ نے دعا فرمائی اور آفتاب رک گیا اور علیؓ کی عصر کی نماز قضا نہ ہوئی ۔

خلافت صدیقی میں

حضرت ابو بکرؓ کے انتخاب کے وقت یہ سقیفہ بنی ساعدہ میں موجود نہیں تھے ۔ آنحضرتؐ کے دفن کے بعد کی بیعت عامہ میں بھی وہ شریک نہ ہوئے ، اور بعد میں وجہ ہتائی کہ قرآن جمع کرنے میں مشغول تھا (۱۱۱) مگر اس کی تفصیل معلوم نہیں ۔ اس میں اختلاف ہے کہ انھوں نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کب کی : بیعت عامہ کے تھوڑی دیر بعد یا چھ ماہ بعد (۱۱۲) لیکن یہ امر قابل ذکر ہے کہ ابو بکرؓ کی بیعت عامہ پر جب بی بی فاطمہؓ اپنے دادا حضرت عباسؓ کے ہمراہ اور یقیناً حضرت علیؓ کی اجازت سے ان کے پاس جسا کر گفتگو کرتی ہیں تو یہ نہیں کہتیں کہ خلافت کا حق میرے شوہر کو ہے ، بلکہ ان

کرنے کا خطرہ پیدا ہوا تو ابوبکر نے علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ اور عبداللہ بن مسعود کو مدینہ کے بیرون شہر سے آنے کے راستوں کی حفاظت کرنے بھیجا تھا (۱۵) ایک مرتد سردار ربیعہ بن بجیر التغلبی کو جب خالد بن الولید نے شکست دی تو اس کی بیٹی کو لونڈی بنا کر مدینہ بھیجا۔ یہ حضرت علیؓ نے خریدی اور اسے ام ولد بنایا (۱۶)

خلافت فاروقی میں

ابن سعد (۱، ۳، ص ۱۹۶) کے مطابق علیؓ اور طلحہؓ نے ابوبکر سے ان کے بستر مرگ پر، گننام شخص کی بطور ولی عہد بیعت لینے پر آکر بوجھا کہ کسے نامزد کیا ہے؟ کہا: عمر کو دونوں نے کہا: خدا کو کیا جواب دو گے؟ کہا: کیا تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو؟ میں اللہ اور عمرؓ کو تم دونوں سے زیادہ جانتا ہوں، اور میں اللہ سے کھونٹا کہ میں نے تیرے سب سے بہتر بندے کو خلیفہ نامزد کیا۔ مگر خلیفہ بننے کے بعد عمرؓ کا پرناؤ ایسا رہا کہ کسی کو شکایت نہ رہی۔ دونوں ایک دوسرے کی انتہائی عزت کرتے تھے، اور علیؓ نے اپنی چھوٹی بیٹی ام کلثوم بھی عسر سے بیاہ دی۔

عمرؓ ان کی رائے کی بہت قدر کرتے تھے اور ایک آدھ بار تو فرط تعریف سے کہا: "علیؓ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا" (۱۷) اسلامی تقویم کو ہجرت سے شروع کرنے کا مشورہ علیؓ ہی نے دیا تھا (۱۸) شراب نوشی کی سزا بڑھا کر اسی دے کرنے میں بھی علیؓ کا مشورہ شریک تھا (۱۹) اہل قومس اور طبرستان وغیرہ نے جوابی حملہ کیا تو عمرؓ کی مشاورت پر علیؓ نے کہا: ساری شامی فوج ادھر بھیجیں تو قبضہ کر دیگا، ساری یمنی فوج بھیجیں تو حبشہ حملہ کر دیگا، اس لئے ہر جگہ سے وہاں کی ایک تہائی فوج بطور کمک

بھیجی جائے، عمرؓ نے کہا: میری بھی یہی رائے تھی اور میں اوروں کا اتفاق چاہتا تھا (۲۰) بنی تغلب کے عیسائیوں سے لی جانے والی رقم کو جزیہ کی جگہ صدقہ کا نام بھی بمشورہ علیؓ دیا گیا (۲۱) مگر اختلاف بھی کرتے تھے۔ حضرت علیؓ دیوان اور خزانوں کے خلاف تھے اور کہتے تھے کہ ہر سال کی آمدنی اسی سال ختم کر دی جائے، حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان کی رائے پسند کر کے دیوان قائم کیا (۲۲) دیوان بننے لگا تو علیؓ نے عمرؓ سے کہا: "آب اپنے سے شروع کریں" مگر عمرؓ نے رسول اللہؐ کے خاندان اور حضرت عباس سے شروع کیا (۲۳)۔

خلافت عمری میں علیؓ مدینہ کے قاضی رہے (۲۴)۔ اسی بیرون عرب سفروں میں عمرؓ نے کئی بار علیؓ کو نائب بنا کر چھوڑا (۲۵) حضرت عمرؓ نے ان کو سبہ سالار بنا کر شام بھیجنا چاہا مگر خود انہوں نے پسند نہ کیا۔ خلافت عثمانی میں

حضرت عمرؓ کو قاتل نے مہلک طور پر زخمی کیا تو انہوں نے اپنے جانشین کو خود معین کرنے کی جگہ ایک شوریٰ (کمپنی) کے سپرد کیا کہ اپنے ہی میں سے کسی کا انتخاب کر لے۔ اس وقت عشرہ مبشرہ میں سے سات زندہ تھے جن میں سے سعید بن زید حضرت عمرؓ کے رشتہ دار تھے اس لئے وفور تقویٰ سے ان کو شوریٰ سے خارج رکھا۔ مابقی چھ رائیں اگر آدھوں آدھ بٹ جائیں تو گنتی دور کرنے کے لئے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو ساتواں رکن اس صراحت سے بنایا کہ وہ صرف گنتی کی صورت میں رائے دیں، اور ان کی رائے بھی معین کر دی کہ اس طرف ہو جدھر عبدالرحمن بن عوف ہوں۔

مگر رائے عامہ کے دباؤ پر کہ کل عمر قتل ہوئے آج ان کے بیٹے کو قتل کیا جا رہا ہے، عثمان نے ان ایرانی مقتولوں کے رشتہ داروں کے اتفاق سے خون بہا پر مسئلہ ختم کیا، اور خون بہا اپنی جیب سے دے دیا۔

خلفہ ہونے ہی حضرت عثمانؓ نے ۱۱ لوگوں کی تنخواہوں میں سالانہ ایک سو درہم اضافہ کرنے کا حکم دیا، اور صوبہ جانی شہروں سے (بیعت کے لئے) مدینہ وفد بلانے اور ان کی ضیافت کی، اور سب سے پہلے انہیں نے اس عمل کا آغاز کیا (۱۸)۔ = ابتدائی پانچ چھ سال ہردلعزیزی کے تھے، وہ خزانہ سے کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے بلکہ داد و دھت ہی کرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ پر اولین اعتراض حج کے زمانے میں منیٰ میں قصر کی جگہ کامل نماز پڑھنے پر ہوا، لوگوں کے کہنے پر حضرت علیؓ نے ان سے گفتگو کی مگر جواب سے وہ مطمئن نہ ہوئے (۱۹)۔ = ممکن ہے انہوں نے سہو اور بے خیالی میں چار رکعتیں پڑھا دی ہوں مگر انہوں نے کہا کہ ان کے اجتہاد میں وہ چار رکعت بڑھ سکتے ہیں۔

پھر حضرت ابوذرؓ کا قصہ شروع ہوا، ان کی رائے تھی کہ ایک رات اور ایک دن سے زیادہ کا غذائی ذخیرہ گھر میں رکھنا حرام ہے، اور سونا اور چاندی بھی گھر میں رکھنا ناجائز ہے۔ مگر یہ لفظی تعمیل تھی کیونکہ تنخواہ ملنے ہی خود ابو ذرؓ دراہم اور دنانیر کو نانہے وغیرہ کے فلوں میں تبدیل کر لیتے تھے اور اس کو گھر میں رکھنے میں حرج نہ سمجھتے تھے۔ جب تک حضرت عمرؓ زندہ تھے، حضرت ابوذرؓ چپ رہے مگر اب اپنی رائے کو شد و مد سے ظاہر کرنے لگے اور لوگوں نے شکایتیں کیں تو مجبوراً ان کو حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ

شوریٰ میں اولاً سوال یہ کیا گیا کہ کون امیدوار نہیں ہے؟ اسے چار شخص نکلتے، اس پر امیدواروں سے کہا گیا کہ کسی ایک غیر امیدوار کو پنج بنا لیں اور فیصلہ اس پر چھوڑ دیں۔ اس کے لئے عبدالرحمن بن عوف چنے گئے اور طبری کے الفاظ میں علیؓ اور عثمانؓ نے حلف لے کر کہا کہ ہم اس شخص کی بیعت کریں گے جس کی تم بیعت کرو حتیٰ کہ اگر تمہارا ایک ہاتھ تمہارے ہی دوسرے ہاتھ کی بیعت کیوں نہ کرے۔ مگر عبدالرحمن نے اس سے کوئی بے جا فائدہ نہ اٹھایا بلکہ کئی دن شہر میں دورہ کیا، مقامی اور مسافر، بوڑھے اور بچے، مرد اور عورت ہر کسی سے رائے پوچھی اور سوائے دو افراد کے سارے لوگوں نے عثمانؓ کو ترجیح دی۔ پھر انہوں نے خلوت میں عثمانؓ اور علیؓ سے بھی اقرار لیا کہ اگر اس کا انتخاب نہ ہو تو وہ فوراً منتخبہ شخص کی بیعت کرلیگا؛ آخر میں مسجد نبویؐ میں مجمع عام میں منبر پر سے علیؓ سے سوچھا: اگر

تمہارا انتخاب کروں تو کیا قرآن و حدیث اور نظائر ابو بکرؓ و عمرؓ پر عمل کروں گے؟ انہوں نے کہا: قرآن و حدیث پر بے شک لیکن ابو بکرؓ اور عمرؓ کے نظائر پر امکان کی حد تک۔ اسی سوال پر عثمانؓ نے غیر مشروط طور پر ہاں کہا، اس پر عبدالرحمن بن عوف نے انہیں کا انتخاب کیا، اور لوگ بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے (۲۰)۔

اس زمانے میں اولین مسئلہ عید اللہ بن عمر کا تھا جنہوں نے اپنے باپ کے قتل کے سلسلے میں قاتل کے بعض حوطلوں (ایرانیوں) کو اس لئے قتل کر دیا تھا کہ ان کے ہتھیار مہیا کرنے اور شریک سازش ہونے کی اطلاع ملی تھی۔ مگر ایسے ایک شخص، جفینہ، کی ایک تنہی بچی کو بھی قتل کر دیا تھا۔ حضرت علیؓ نے قصاص کی رائے دی (۲۱)۔

ایک مرتبہ شاکیوں نے حضرت معاویہؓ کے خلاف الزام لگا کر حضرت علیؓ کو گفتگو کے لئے مامور کیا۔ وہاں بھی بے بنیاد باتیں نہیں (۳۶)۔ ان سازشوں نے علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ اور بی بی عائشہؓ کے نام سے سارے اضلاع میں خط بھیجے کہ عثمانؓ کے خلاف مسلح بغاوت کرو (۴۲) بی بی عائشہ کے متعلق مسروق کی ایسی ہی روایت طبری کے ہاں بھی ہے۔

اب سنہ ۳۵ھ میں سبائہ لوگوں نے خانہ جنگی کی کوشش کی۔ اس کے لئے بصرے کے لوگ طلحہ کے پاس، کوفی لوگ زبیر کے پاس اور مصری لوگ علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ تم عثمانؓ سے بہتر ہو، ہماری بیعت قبول کرو ہم تمہیں خلافت دلاتے ہیں۔ ان تینوں نے ظاہر ہے کہ دعتکار کر ان کو ان کے اپنے اپنے ملک کو واپس جانے کا مشورہ دیا (۳۷)۔ مسلمان مؤرخ اس سے یہ نتیجہ اخذ کر رہے ہیں کہ سبائہ میں بھوت تھی، لیکن ہماری رائے میں ابن سبا کا ماسٹر پلان ہی یہ تھا، اور وہ چاہتا تھا کہ نہ صرف عثمانؓ قتل ہوں بلکہ اس کے بعد طلحہ، زبیرؓ اور علیؓ میں بھی خانہ جنگیاں ہوں۔ مذکورہ پوری، کوفی اور مصری وفد مدینہ سے روانہ تو ہو گئے لیکن تھوڑی دور جا کر پھر واپس آئے اور کہا کہ ہمارے قتل کے احکام سرکاری ڈاکیوں کے پاس سے برآمد ہوئے ہیں (۳۸)۔ حضرت علیؓ سے ان کی خفیہ گفتگو ہوئی تھی، ان کے نام حضرت عثمانؓ کو کب سے معلوم ہو گئے، اور پھر سارے ہی ڈاک لیجانے والے کیسے پکڑے گئے؟

ابن حجر (المطالب العالیہ، نمبر ۴۳۲۸) نے ابن راہویہ کی یہ اہم اور معنی خیز روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے مصری گورنر کو پدلتے پر رضامندی ظاہر کی تو مصری وفد خوش خوش

مصر میں زیدہ نامی مقام پر رہو اور وہاں سے کہیں نہ جاؤ، ان کے ساتھ سے جاتے وقت حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ ان کو مدینہ کے لئے لے کر اپنے مہاجر کی، جو حضرت عثمانؓ کی مخالفت پر معمول کی جا سکتی ہے۔

سنہ ۳۳ میں ابن سبا کی سازش شروع ہوئی: اسی یہودی نے اس زمانے میں اسلام قبول کیا تھا پھر شہر شہر پھر کر کارستانی کی نظم کی ۴۰، جو یہ نہیں ہر شہر سے دوسرے شہر کے ایجنٹ کو خط دیتے کہ ہمارے دار اسلام باقی نہیں، گورنر علیؓ الاعلان بدکاری کرتے ہیں، نماز کوئی نہیں پڑھتا وغیرہ۔ یہ ایجنٹ شہر کی کسی چھوٹی مسجد میں اسے خطوط وقتاً فوقتاً سب کو پڑھ کر سناتا۔ سارے لوگ کہتے: الحمد للہ ہمارے شہر میں ایسا بالکل نہیں ہے، اور خیال کرنے کہ ساری دنیائے اسلام پکڑ گئی ہے، صرف ان کا ایک شہر اچھا ہے اور ہر جگہ ایسا ہی ہوتا۔ رفتہ رفتہ حضرت عثمانؓ تک اضلاع آتی تو انہوں نے صحابہ کے مشورے سے ایک غیر جانبدار کمیشن بھیجا کہ ساری مملکت کا دورہ کر کے تحقیقات کرے۔ اس کا بول تو کھل گیا لیکن کچھ بھولے لوگ کمیشن کو سرکاری کمیشن سمجھ کر اپنی غلط فہمیاں میں غلطان رہے تو حیرت کی جگہ نہیں، خاص کر جب یہ نکتہ ابن سبا کے ایجنٹ ہر وقت یاد دلاتے رہتے، چنانچہ کمیشن کے ایک رکن عمار بن یاسر ابن سبا اور اس کے ساتھیوں کی شہادت کی بنا پر مصر کے گورنر کے متعلق مطمئن نہ ہو سکے۔ مزید برآں کمیشن کا بیان مدینے میں شائع ہوا، یہ ظاہر اضلاع کو اس کی اطلاع نہ بھیجی گئی اور وہاں بدگمانیاں برقرار رہیں۔

واپس ہو گیا ، لیکن جب وہ مصر کے راستے میں تھا تو ایک اونٹ سوار (راکب) ملا جو ان کے قریب سے گزرتا پھر ان کو چھوڑ کر دور ہو جاتا ، پھر مکرر ان کی طرف آتا اور کچھ دیر بعد انہیں چھوڑ کر دور چلا جاتا ، اور مدنیوں کو گالیاں دینا ، مدنیوں نے کہا : تجھے کیا ہو گیا ہے ؟ تجھے کوئی خاص کام ہونا چاہیے ، تیرا کیا حال ہے ؟ کہا : میں امیر المومنین کا خط مصر کے گورنر کے نام لے جا رہا ہوں ، وفد نے اس کی تلاشی لی تو حضرت عثمانؓ کی طرف سے ان کی مہر لگا ہوا ایک خط مصر کے گورنر کے نام برآمد ہوا کہ ان مدنی لوگوں کو سولی چڑھائے ، یا قتل کرے ، یا ان کا مختلف جہتوں کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹے ، یہ وفد مدینہ آ کر حضرت علیؓ کے پاس گیا اور کہا : دیکھا ؟ یہ اللہ کا دشمن (عثمانؓ) ہمارے متعلق فلاں فلاں بات لکھتا ہے ۔ اب اس کا خون حلال ہو گیا ، اٹھئے اور ہمارے ساتھ (اسے قتل کرنے) چلتے ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا : خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ عثمانؓ کے خلاف نہیں چلونگا ، انہوں نے کہا : ایسا ہے تو پھر آپ نے خط لکھ کر ہمیں کیوں بلایا ؟ فرمایا : خدا کی قسم ، میں نے تمہیں کبھی کوئی خط نہیں لکھا ، اب وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ،

مصری گورنر کے خلاف شورش سب سے بڑور تھی ، کہ ابن سبا مصر ہی میں رہتا تھا ۔ سازش سے ناواقف خلیفہ نے خیال کیا کہ عسوام کو ٹھنڈا کرنے میں کوئی حرج نہیں ، اسی لئے شورشیں ہی سے بوجھ کر محمد بن ابوبکر کو (جن کی نامناسب حرکتوں کے باعث ان کی بہن ام المومنین عائشہ انہیں سخت نفرت سے دیکھتی تھیں) مصر کا گورنر بنا کر بھیجا ، انہوں نے ہی راستے میں

اس سرکاری ڈاکے کو بکرا ، اور اس کے پاس سے جو خط برآمد کیا اس میں ان کی مصر آمد پر قتل کا حکم پایا گیا ۳۵۱ھ۔ سیوطی نے تدویر الراوی (ص ۱۵۱) میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں حسروں پر نقطوں کا زیادہ رواج نہ تھا ، اور حسب دستور مصر کے گورنر کو پیشگی آگاہ کیا گیا کہ ایک نیا گورنر آ رہا ہے ، فاذا جاء کم فاقبلوه ، (جب وہ وہاں آئے تو اس کو قبول کرو) ، لیکن نقطے نہ ہونے سے اسے ،فاقبلوه (اسے قتل کر ڈالو) بھی بڑھا جا سکتا تھا۔ اور محمد بن ابوبکر ایسا ہی بڑھ کر مدینہ واپس آئے اور شہر میں حضرت عثمانؓ کو بدنام کر کے ان کے خلاف تن من دھن سے کوشش میں لگ گئے ، طبری نے لکھا ہے کہ سارے مدینہ میں صرف تین شخص حضرت عثمانؓ کے مخالف تھے ، محمد بن ابی بکر ، محمد بن ابی حذیفہ ، اور عمار بن یاسر ، باغی (مصری) انہیں سے سازشیں کرتے رہے ، (محمد بن ابی بکر کی غلط فہمی کی وجہ ہم ابھی اوپر دیکھ چکے ہیں ۔ محمد بن ابی حذیفہ کو یتیم ہونے کے باعث حضرت عثمانؓ نے بڑی محبت سے پرورش کیا تھا۔ جوانی پر اس نے گورنری سنانگی ۔ حضرت عثمانؓ نے ناموزوں یا کر انکار کیا ، اس پر یہ ناشکرا ان کی جان کا دشمن ہو گیا ، عمار بن یاسر جب مصر سے ابن سبا سے متاثر ہو کر آئے تو ایک بار حضرت عثمانؓ کے غلاموں نے ان کو مار پیٹ کی تھی اور اسے وہ کبھی بھول نہ سکے) ، پھر حال مصری باغی اب مدینہ میں گھس آئے اور مسجد نبوی پر قبضہ کر لیا ۳۶۱ھ۔ ایک دن حضرت عثمانؓ جمعہ کا خطبہ دینے لگے تو ان لوگوں نے ان پر پتھراؤ کیا اور غشی کی حالت میں ان کو گھر لیجایا گیا (۳۶۲ھ)۔ قبضہ مسجد کے بیس دن بعد انہوں نے حضرت

علیؑ نے بھی مدد دی، اموی خلافت کے زمانے میں وہ مقام جنت البقیع میں داخل کر دیا گیا۔

خلافت علیؑ

باغیوں نے نویں سالہ اور روزہ دار حضرت عثمان کو تلاوت قرآن کرنے وقت شہید تو کر دیا لیکن وائے عامہ کے رد عمل سے گھبرائے اور چاہا کہ کسی طاقتور شخصیت کے بیچھے اپنے کو چھپائیں۔ سب سے ممتاز حضرت علیؑ تھے۔ پہلے وہ انھیں کے پاس آئے لیکن وہ روپوش ہونے کی کوشش کرتے رہے، یہی حال طلحہؓ اور زبیرؓ کا تھا۔ اس پر وہ سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس پہنچے۔ انھوں نے قطعاً انکار کیا۔ بھر عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے، اور وہاں بھی انکار ہی ملا۔ اس پر وہ گھبرائے کہہ اگر اپنے ہم وطنوں کے پاس ان حالات میں جائیں تو ہماری خیر نہیں، طبری کی روایت میں ہے کہ اس پر سارے بزدلوں کی طرح انھوں نے کمزوروں پر دباؤ ڈالا اور عام اہل مدینہ کو دھمکی دی: ہم تمہیں تین دن کی مہلت دیتے ہیں، اگر کسی موزوں شخص کو خلافت قبول کسرنے پر تم آمادہ نہ کر سکو تو ہم علیؑ، طلحہؓ، زبیرؓ اور یہ کثرت عوام کا قتل عام کرینگے۔ یہ طریقہ کارگر ہوا، اور خود اہل مدینہ حضرت علیؑ سے الحاح و اصرار کرنے لگے، وہ انکار پر ڈٹے رہے تو طلحہؓ بھر زبیرؓ کے پاس گئے اور ان کے انکار پر مکرر حضرت علیؑ ہی کے پاس آ کر رونے لگے: تمہیں اللہ کا ڈر نہیں، تمہیں ہم پر رحم نہیں آتا؟ اہل مدینہ اور باغیوں کی الحاح و زاری پر انھوں نے معذرت پر اصرار کرتے ہوئے کہا: ہم تمہیں معلوم ہونا چاہتے کہ اگر میں تمہاری بات کو مان لوں تو تمہیں اپنی مرضی کے مطابق چلاؤنگا اور کسی کی

مدد نہ مسجد میں آئے اور حرز بڑھانے سے بھی روک دیا اور پھر اس کے سردار غطفانیؓ جو غالباً یہودی النسل ہی تھا، کیونکہ سر پر قرآن مجید کو لات ماری تھی، دیکھ کر نیچے، امامت کرنے لگا۔ ۲۸۔ امام حسن، زید بن ثابت وغیرہ کئی لوگوں نے ان باغیوں سے جنت ثربی شروع کی تو حضرت عثمانؓ نے اپنے مکان کے چھچھے سے اس سے ان کو مسمیٰ دے کر ان کو گھروں کو واپس بھیجا (۳۱) حضرت عثمانؓ کی مدد کو ام المومنین ام حبیبہ آئیں تو قریب تھا کہ ام سر ذاتی حاس۔ بی بی سائے نے اپنے بھائی محمد کو لعنت ملامت کرنے والے کرنا چاہا مگر اس نے نہ مانا۔ حضرت علیؑ بھی آ کر باغیوں کو سبھانے لگے، مگر کسی نے ان کی بات نہ مانی (۳۱) اس وقت حال کر طلحہؓ اور زبیرؓ گھبرا کر خانہ سینہ ہر گئے محمدؐ اور انے پر محسود حضرت عثمانؓ نے (۳۱)۔ چاہا کہ مدینہ کے لوگ حج کے نہ جائیں بلکہ اصرار کر کے اپنے عباسؓ کو امیر الحج بنا کر بہت سے باشندوں اور اہلایات المومنین کے ساتھ مکہ بھیجوا (۳۱) (طبری ص ۱۱-۱۳) حضرت عثمانؓ کا ٹھہر مضبوط و مستحکم تھا، اور اس کا دروازہ بڑا نہ جاسکا تو اسے اور چھچھے کو باغیوں نے اگ لگا کر سبھہ کیا، پھر اندر گھسے۔ حضرت عثمانؓ قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے۔ غطفانی نے قرآن مجید کو لات ماری (۳۲) اور معصوم خلیفہ کو شہید کر دیا گیا۔

قتل کے بعد بھی دشواریاں کم نہ ہوئیں: عثمانؓ کو اسلامی قبرستان جنت البقیع میں دفن کرنے نہ دیا گیا اور کہا کہ ان کو غیرمسلموں کے قبرستان میں دفنایا جائے۔ آخر مشکل سے جنت البقیع کے باہر ایک سادہ زمین میں ان کو دفن کیا جا سکا جس میں حضرت

انتخاب سے خوش نہ تھے) ، اور انہوں نے کہا : ہم اس بات پر بیعت کرتے ہیں کہ کتاب اللہ کو قریب اور بعید ، قوی اور ذلیل سب پر نافذ کیا جائے۔ علیؑ نے ان سے اس پر بیعت کی۔ پھر عوام الناس اٹھے اور بیعت شروع کی ۔۔

بیعت کی رسم ختم ہونے کے بعد ، ابن کثیر (ہدایہ ، ۷ : ۲۲۷ تا ۲۲۹) کے مطابق طلحہ ، زبیر اور دیگر اکابر صحابہ ان کے پاس آئے اور قاتلین عثمانؓ سے قصاص کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا ان (باغیوں) کے پاس بڑی قوت ہے ان کے خلاف فی الوقت فوراً کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر حضرت زبیرؓ نے کہا : مجھے کوفہ کا والی بنناؤ میں وہاں سے فوجیں لے کر آنا ہوں۔ اسی طرح حضرت طلحہؓ نے کہا : مجھے بصرہ کا والی بنناؤ تاکہ وہ وہاں سے فوجیں لا کر ان خواجه (یعنی باغیوں) اور جاہل بدویوں کے مقابلے کے لئے قوت حاصل ہو۔ کہا : میں غور کرونگا۔ ابن عباس نے مشورہ دیا کہ سارے برائے والیوں کو امن قائم ہونے تک ان کی خدمتوں پر بحال رکھا جائے ، خاص کر حضرت معاویہؓ کو شام کے صوبہ پر۔ علیؑ نے کہا میری یہ رائے نہیں ہے۔ خاص کر معاویہ کے متعلق تو قطعاً نہیں۔ پھر شام کی گورنری ابن عباس کو پیش کی مگر انہوں نے انکار کیا۔ پھر سہل بن حنیف کو وہاں نامزد کر کے بھیجا ، مگر معاویہ کی سوارہ فوج کے رسالے نے تبوک ہی سے انہیں واپس کر دیا۔ مصر پر قیس بن سعد کو نامزد کیا ، مگر وہاں والوں نے اسے نہ مانا۔ اہل بصرہ نے بھی نئے گورنر کو قبول نہ کیا۔ عمارہ بن شہاب کو کوفہ بھیجا تو راستے میں طلحہ بن خویلد نے حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کرتے ہوئے اس کو آگے جانے نہ دیا۔ والی کوفہ ابو موسیٰ اشعری نے علیؑ کو

بات یا عتاب کی پروا نہ کرونگا۔ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو تمہارے میں سے ایک کی طرح رہونگا اور جس کو تم امیر بنناؤ اس کا شاید تم سب سے زیادہ ہی مطلع اور بات ماننے والا رہونگا۔ اور میں تمہارے لئے امیر کی جگہ وزیر رہوں تو تمہارے ہی لئے زیادہ بہتر ہے۔ (۳۳) سب نے کہا آپ کی شرطیں منظور ہیں۔ اس پر فرمایا : اچھا تو کل مجمع عام میں بیعت ہو گی۔ باغیوں نے آپس میں سوچا : اگر علیؑ کے ممکنہ رقبوں کو بھی ان کی بیعت پر مجبور کر دیں تو استقامت حاصل ہو جائیگی۔ چنانچہ زبیر کو ان کے کوفی دوست ، اور طلحہ کو ان کے بصری دوست ہلا کر لائے اور علیؑ کی بیعت کرائی۔ دوسرا دن جمعہ کا تھا۔ اطلاع ملنے پر لوگ سویرے ہی سے مسجد میں جمع ہونے لگے ، حضرت علیؑ آ کر منبر پر چڑھے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر پوچھا : لوگو ! میں علیؑ الاعلان کہتا ہوں یہ (خلافت) تمہارا کام ہے ، جس کے سپرد تم کرو اس کے سوا کسی اور کو اس پر حق نہیں۔ کل ایک سمجھوتے پر ہم نے بائیں ختم کی نہیں۔ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں (بیعت کے لئے یہاں) بیٹھتا ہوں ، ورنہ مجھے کسی کے خلاف کچھ رنج نہ ہوگا۔ اس پر بیعت شروع ہوئی ، پہلے طلحہ بہ جبر لائے گئے اور انہوں نے کہا : میں اکراہ کے تحت بیعت کرتا ہوں (بعد میں حضرت علیؑ بھی اسے تسلیم کرینگے) ہم نے ان کو اتحاد پر مجبور کیا ، انتشار پر نہیں)۔ پھر زبیر بھی لائے گئے۔ اس کے بعد ان لوگوں کو لایا گیا جو بیچھے رہ گئے تھا (تخلّفوا) اس سے مراد غالباً عبداللہ بن عمر ، زید بن ثابت ، اسامہ بن زید ، صہیب وغیرہ ہیں جو فتنے کے زمانے میں غیر جانبدار رہنا چاہتے تھے اور باغیوں کی تلواروں کے سامنے میں

حضرت علیؑ بھی عراق پہنچے اور حضرت طلحہ و زبیر و عائشہ بھی۔ جب دونوں فوجوں کا آنا سامنا ہوا تو بہت سے سربرآوردہ مسلمان اس خانہ جنگی کو روکنے کی کوشش کرنے لگے۔ واقعہ یہ ہے کہ بہت سی بدگمانیاں اور غلط فہمیاں تھیں: حضرت علیؑ خیال کر رہے تھے کہ حضرت عائشہ و طلحہ ان کے شخصی مخالف ہیں۔ فریق ثانی کو گمان تھا کہ حضرت علیؑ کا شہادت عثمانی میں ہاتھ ہے جس کی وجہ سے وہ ان قاتلین عثمانؓ کو بھی جسو ان کی اپنی فوج میں ہیں سزا دینا نہیں چاہتے۔ جب غیر جانبدار بیچ میں بڑے تو غلط فہمیاں دور ہو گئیں اور مصالحت مکمل ہو گئی (۳۵) ابن سبیا اور اس کے ساتھی گھبرانے کہ اب ان کی خیر نہیں۔ اس پر بڑی رات گئے اس گروہ نے حضرت عائشہؓ کے بڑاؤ کی طرف سے آکر حضرت علیؑ کی غافل اور مطمئن فوج پر حملہ بول دیا۔ حضرت علیؑ نے فطرۃً گمان کیا کہ حضرت طلحہؓ نے غداری کی ہے۔ جب انہوں نے مدافعت میں جسوای حملہ کیا تو اب حضرت عائشہ اور طلحہ کو بھی مسائل گمان ہوا، اور جلدی ہی دونوں فوجیں کٹھ گئیں۔ حضرت عائشہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر پوری جوانمردی سے معرکہ میں شریک ہوئیں، اور اسی لٹے اس لڑائی کو جنگ جمل کا نام دیا گیا ہے۔ لڑائی دیر تک جاری رہی، اس اتنا میں حضرت علیؑ نے طنحہ و زبیر کو پیام بھیجے، اور یہ دونوں اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ فوج چھوڑ کر صحرا میں پناہ گزین ہونے چلے گئے، لیکن بعض مخالفین نے بظاہر ناواقفیت میں ان کو راستے میں مار ڈالا، ان کے جانے پر فریق ثانی کی فوج کمزور ہو گئی۔ حضرت عائشہ کے ساتھی، غلط فہمی میں، انتہائی بہادری سے لڑے مگر آخر

اہل کوفہ کی بڑی اکثریت کی بیعت بھیجی بلاذری (انساب) کے مطابق خود اہل مکہ نے بھی بیعت سے انکار کیا۔ غرض انتشار پھیل گیا۔

عوام نے حضرت علیؑ سے بڑی توقع کی لیکن دن گذرتے گئے اور قاتلین عثمان کے خلاف کچھ بھی نہ ہونے سے ان کی مقبولیت روز بروز متاثر ہوتی گئی۔

اس پر طلحہ اور زبیرؓ مکہ چلے گئے اور امہات المؤمنین سے جو وہاں سخت ناسف و نام کی حسالت میں تھیں کہا کہ ہم حضرت عثمان کا بدلہ لینے۔ طلحہ کا بصرہ میں بڑا اثر تھا۔ وہاں کا قصد کیا تو سی سی عائشہ نے ساتھ جانے پر رضامندی ظاہر کی۔ سی سی حفصہ بھی آمادہ تھیں لیکن ان کے بھائی عبداللہ بن عمر نے روکا اور کہا میں ساتھ نہ اؤنگا۔ حضرت علیؑ نے ان لوگوں کے بصرہ جانے میں وہاں کے خزانے اور چھاؤنی کی اہمیت کے باعث خانہ جنگی کا خطرہ محسوس کیا، اور مدینہ سے روانہ ہوئے کہ ان سے پہلے خود بصرہ پر قبضہ کر لیں۔ ابن سبیا بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے ہمراہ بصرہ روانہ ہوا۔ حضرت علیؑ نے والی کوفہ ابو موسیٰ اشعری کو کمک بھیجنے کا حکم روانہ کیا۔ صریح احادیث نسیوبہ کی یاد میں وہ خانہ جنگی روکنے کے لئے اپنے علاقے کے رضا کاروں کو باہر نہ جانے کی تاکید کرتے رہے۔ حتیٰ کہ جب امام حسن نے آکر مسجد میں لوگوں کو ساتھ چلنے کا مشورہ دیا تو بھی وہ اسی امن سندی سے باز نہ آئے۔ اس پر حضرت علیؑ نے انہیں فوراً خدمت سے معزول کر دیا، اور اس متقی گورنر نے کوئی مخالفت نہ کی بلکہ خدمت کا خاموشی سے جائزہ دے کر صحرا نشین ہو گئے۔

بلاذری (انساب ، مخطوطہ اسناٹیول ، ۱ ، ۳۳۳) کے مطابق المسور بن مخرمہ الزہری کے ہاتھ حضرت علیؑ نے حضرت معاویہؓ کو یہ خط بھیجا : ، لوگوں نے مشورہ کئے بغیر عثمانؓ کو مار ڈالا ہے ، بھر میری بیعت کی ہے ۔ تم بھی بیعت کر لو ، اللہ تم پر ، توفیق دیتے ہوئے ، رحم کرے گا ، اور میرے پاس شام کے شرفادکا وفد ساتھ لے کر آؤ۔ لیکن معاویہ کے لئے گورنری کا کوئی ذکر نہ کیا ۔ ۔ اولاً معاویہ نے کہلا بھیجا کہ قاتلین عثمانؓ کو ان کے رشتہ داروں کے سپرد کرو ، اور خلافت کو شورئ بناؤ تاکہ لوگ آزادی سے کسی کا انتخاب کر سکیں ۔ ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ نے یہ رد کر دیا ۔ طبری ، نہج البلاغہ وغیرہ میں مندرج خطوط کے بڑھنے سے معلوم ہوتا ہے حضرت علیؑ کا واحد استدلال یہ تھا کہ وہ رسول اکرمؐ کے ہریی رشتہ دار ہیں اور نبوت و خلافت ایک ہی جگہ رہ سکتی ہیں (یعنی وراثت) اور یہ کہ انتخاب کا حق صرف اہل مدینہ کو ہے ، صوبہ جات کو صرف اطاعت کرنی چاہئے ۔ اور کسی خط میں خفیف سے خفیف اشارہ بھی اس طرف نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے انہیں ولی عہد نامزد کیا ہو ۔ (فضائل علیؑ کی حدیثوں سے علیؑ بسند لوگ اب جو استنباط کرتے ہیں کیا وہ بعد کی چیزیں ہیں ؟) ان کا معاویہ کے متعلق قول کہ وہ طلحہ فتح مکہ میں سے ہونے کے باعث خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتے ، وہ بھی بعد والوں کی ایجاد ہے ۔ حضرت ابوسفیانؓ نے فتح مکہ سے قبل رسول اکرمؐ کے بڑاؤ میں اسلام قبول کیا اور حضورؐ نے اعلان کرایا : جو کوئی ابوسفیانؓ کے مکان میں چلا جائے اسے امن رہے گا ۔ معاویہ کے اس سے بھی سال بھر قبل اسلام لاکچھے ہونے کی روایت کو قبول نہ بھی کیا جائے تو ، اس فرمان

مطلوب ہوگئے ۔ (تنبیہ مسعودی کے مطابق اصحاب الجمل میں سے تیرہ ہزار آدمی مارے گئے جن میں سے قبیلہ ازد ہی کے چار ہزار تھے) ۔

حضرت علیؑ نے اسلامی شرافت کا برتاؤ کیا : بھگوڑوں کے تماقب سے روکا ، مجروحین کو قتل کرنے سے منع کیا ، مال غنیمت میں سے سرکاری سامان اور ہتھیار تر ضبط کر لئے لیکن باقی سامان مالکوں یا ان کے وارثوں کو واپس کرنے کا حکم دیا (اور لوگ رفتہ رفتہ عرصہ دراز تک آ کر اپنا سامان پہچان کر لیجائے رہے) ، عورتوں کی عصمت بچائی ۔ یہودی غنڈوں کو یہ اچھا نہ لگا تو حضرت علیؑ نے بگڑ کر ڈانٹا : کون ہے جو ام المومنین عائشہ کو لونڈی بنا کر ان کی عصمت دری کرنے پر آمادہ ہے ؟ بھر حضرت عائشہؓ کو پوری عزت و حرمت سے ان کے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکرؓ اور دیگر معتد علیہ لوگوں کی حفاظت میں مدینہ واپس بھیجنا چاہا ۔ حضرت عائشہ اتنا متاثر نہیں کہ انہوں نے ششکر گذاری میں کہا ، میں تمہارے ساتھ رہ کر اہل شام کے مقابلے کے لئے جانا چاہتی ہوں ۔ مگر حضرت علیؑ نے ان کو اصرار سے مدینہ واپس بھیج ۔

اس پہلی فتح پر حضرت علیؑ کی پوزیشن کافی مستحکم ہو گئی اور حرمین اور عسراق ہی نہیں ، خراسان ، آذربائیجان ، بلاد الجبل ، یمن اور مصر نے بھی بیعت کر لی ۔ لیکن بصرہ کے بیت المال کو بھر حال انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے استعمال کیا اور اس کی ساری رقم اپنی فوج کو انعام میں دیدی ، ہر شخص کو پانچ پانچ سو درہم ملے ۔ اور وعدہ کیا کہ دمشق کا خزانہ بھی ان کو بانٹینگے ۔ اب انہوں نے شام کی طرف توجہ کی اور طویل خط و کتابت ہوتی رہی ۔ (اس کا بڑا حصہ نہج البلاغہ میں محفوظ ہے) ۔

سیاسی نقطہ نظر سے : اس اثنا میں خراسان اور ترکستان کی سرحد بظاہر بر امن رہی ، اور مصر میں بھی بیرونی حملہ کا خطرہ نہ پایا گیا ۔ رومی شہنشاہ قسطنط Constant نے فائدہ اٹھانا چاہا ، اپنی سابق رعایا کو مسلمانوں سے بغاوت پر ورغلا یا ، اور حملہ کرنے کی تیاری شروع کی ۔ شام میں معاویہ کے حسن انتظام سے عیسائی رعایا کو مذہبی منصب بیزنطینی حکومت کا جوّا دوبارہ گلے میں ڈالنے کی کوئی خواہش نہ تھی (اور ایسی مثالیں صدیوں تک ملتی رہیں کہ غیرفرقے کے عیسائیوں کے ماتحت بننے پر یہ لوگ مسلمانوں کی ماتحتی کو ترجیح دیتے رہے ، حتیٰ کہ حروب صلیبیہ کے زمانے میں بھی) ۔ مگر فریس معاویہ کسی پہلو کو نظر انداز نہ کرتے تھے ، انھوں نے ایک طرف قسطنط کو لکھا کہ اگر وہ حملہ کرے تو وہ علیؑ سے صلح کر کے علیؑ کی فوج کے مقدمۃ الجیش میں رہ کر اس کا مقابلہ کریں گے (۳۶) ۔ اور ساتھ ہی اسے پیشکش کی کہ اگر وہ برسکون رہے تو اسے معقول رقم ، غراج = میں دینگے ۔ یہ نرم و گرم جوڑ توڑ کارگر رہا ۔

صفین میں آخر جب لڑائی ہوئی تو آخری دن حضرت علیؑ کو غلبہ ہو گیا اور قریب تھا کہ ان کی فتح پر جنگ ختم ہو جائے ۔ اس وقت فریق ثانی نے مہلت حاصل کرنے کی ایک جھڑپاتی تدبیر کی : قرآن مجید کے کوئی پانچ سو نسخے سپاہیوں نے نیزوں کی نوک پر باندھ کر بلند کئے ، اور دمشق کا حضرت عثمانؓ کا روانہ کردہ مصحف اعظم بھی جو اتنا بڑا تھا کہ پانچ نیزوں پر باندھا گیا اور اسے پانچ سپاہیوں نے اٹھایا ۔ اور مطالبہ کیا کہ فریقین قرآن پر عمل کریں ۔ یہ تدبیر کارگر ہوئی ۔ یہودی تو نہیں ، لیکن خارجی جو

نبوی کے باعث معاویہ نے غلام بنے اور نہ آزاد کئے گئے (ملفئہ کے معنی ہیں : تمس جھوڑ دیا جانا ہے ، مواخذہ نہیں کیا جانا ، یہ نہیں کہ آزاد کیا جانا ہے ، اگر وہ آزاد کردہ غلام بھی ہوتے تو حضرت عمرؓ کے نزدیک سالم مولیٰ ایسی حذیفہ کے خلیفہ بن سکتے کی موزونیت بھی اس استدلال کے خلاف ٹپکی) ۔

جب باتوں سے کام نہ بنا تو آخر العلاج الکئی ، دونوں طرف سے فوجیں آگے بڑھنے لگیں ۔ علیؑ کے ساتھ نوے ہزار ، اور معاویہ کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی ، صفین پہنچ کر ایک سو دس دن تک آمنے سامنے لڑی رہیں اور اس اثنا میں صرف چپقلشیں ہوتیں اور فریقین میں قراء بیچ میں بڑ کر لڑائی سے روکتے رہے : یہ لوگ قرآن لے کر دونوں فوجوں کے مابین بیٹھ جاتے اور کسی کو جسرات نہ ہوسنی کہ قرآن پڑھنے والوں کو روندنے ہونے جائیں ۔

آخری معرکے سے قبل چند ضمنی امور کا ذکر یہ جا نہ ہوگا : معاویہ جیسے فقیہ اور امن سند صحابی نے حضرت علیؑ سے کیوں مخالفت کی ! خود ان کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ نے میری حکمرانی کی پسینگوئی فرمائی اور تاکید کی کہ اگر میں اس نتیجے پر پہنچوں تو درگذری کو اسی عادت پٹاؤں ۔ جب سے میں نے یہ سنا مجھے خلافت کی تمنا رہی (ابو بکر ، عمرؓ اور عثمانؓ کے انتخاب کے وقت کسی چناؤ کا سوال نہ تھا) ۔ ایسی ساری حدیثیں ازالۃ الخفا (۱ - ۱۴۸ ، ۱۵۳ تا ۱۵۴ ، ۱۶۶) میں جمع کر دی گئی ہیں : ترمذی میں ہے : .. اے اللہ تو اس (معاویہ) کو ہادی اور مہدی بنا اور اس کے ذریعے سے ہدایت دے ۔۔۔ ابن سعد اور ابن عساکر میں ہے : ۔ اے اللہ تو اسے کتاب (قرآن) سکھا ، اسے ملک میں متمکن کر ، اور اسے عذاب سے بچا ۔۔۔ وغیرہ ۔

شرائط کے تحت صلح ہوئی ہے (اگرچہ بعض خارجیوں کا اختلاف اسی وقت سے شروع ہو گیا) ۔ معاہدہ تحکیم ہم یہاں کاملاً درج کرتے ہیں (من کے لئے الوثائق السياسية ، نمبر ۲۴۲) ۔ کچھ اختلاف روایات بھی ہے ، لیکن قدیم ترین متن دینوری کی الاخبار الطوال میں ہے ، جو یہ ہے :

(۱) یہ علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور ان کے ہم خیالوں نے ، باہمی قبول کی ہوئی چیزوں کے تحت ، فیصلہ کیا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت نبویہ کے مطابق حکم دیا جانا چاہئے ۔

(۲) علی کے فیصلہ کی موجود و غائب (سارے) اہل عراق پر (پابندی) ہے ، اور معاویہ کے فیصلہ کی موجود و غائب اہل شام پر ۔

(۳) ہم نے باہم رضامندی سے قبول کیا ہے کہ قرآن شروع سے آخر تک جسو حکم دیتا ہے اسی پر توقف (عمل) کیا جائیگا ؛ جسے وہ زندہ کرتا ہے ، ہم زندہ کریں گے ، جسے وہ مار ڈالتا ہے ہم بھی مار ڈالیں گے ۔ اسی (شرط) پر ہم نے باہم فیصلہ کیا اور باہمی رضامندی دی ہے ۔

(۴) علی اور اس کے ہم خیالوں نے عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) کو ناظر اور حکم بنانے پر رضامندی دی ہے ، اور معاویہ اور اس کے ہم خیالوں نے عمرو بن العاص کو ناظر اور حکم بنانے پر ۔

(۵) علی اور معاویہ دونوں نے عبداللہ بن قیس اور عمرو بن العاص سے اللہ کا عہد و ميثاق و ذمہ اور رسول خدا کا ذمہ لیا ہے کہ وہ قرآن کو اپنا امام بنائیں گے اور اس میں جو چیز لکھی ہوئی ملے اس کو چھوڑ کر کسی اور طرف نہ جائیں گے ۔ اور انہیں جو چیز وہاں نہ ملے تو رسول اللہ کی متحد کنندہ سنت کی طرف رجوع کریں گے ۔ اور

حضرت علیؓ کی فوج میں کافی تھے ، قرآن پر وار کر نہیں سکتے تھے جب انہوں نے مقدمہ الجیش کے کمانڈر مالک الاشتر کو روکنے میں کامیابی حاصل نہ کی تو براہ راست حضرت علیؓ کو مجبور کیا ۔ لڑائی میں کچھ یہودی مسارے بھی گئے ہونگے لیکن وہ بہر حال اپنے کو کٹانے کے زیادہ خواہشمند ہو نہیں سکتے تھے ۔ اصل جوش اور خلوص یمن کے قراء اور خوارج میں تھا اور انہیں کی جانیازی سے علیؓ کو فتح حاصل ہو سکی تھی ۔ ان کے اس دیندارانہ مطالبہ کو وہ اب رد کر نہیں سکتے تھے ۔ ان کو سمجھانے کی کوشش میں جب وہ کامیاب نہ ہوئے تو مالک الاشتر کو ہتھیار روکنے اور واپس آنے کا حکم دیدیا ۔

حضرت علیؓ کی کامل فتح میں بھی ابن سبا و شرکا کو دغذغہ تھا ۔ ان لوگوں نے فوراً دونوں فریقوں میں ایجنٹ بھیلائے اور دونوں کی مہربانیاں حاصل کرنے کی کوشش کی ۔ چنانچہ ایک یہودی تھا اشعث بن قیس کسندی (۳۴۱) ، سات پشت کا غدار ابن غدار ، کچھ عرصہ بعد اسی کی بیٹی سے امام حسن نے نکاح کیا مگر اس نے انہیں زہر دیدیا ۔ غرض اسی اشعث بن قیس نے دوا دوی کر کے اور بیچ میں بڑ کر فریقین میں صلح ۔ کرائی تاکہ جنگ کبھی ختم نہ ہوئے پائے ۔ وہ مصالحت پہ تھی فریقین ایک ایک حکم نامزد کریں ، اور دونوں حکم باہم گفتگو کر کے قرآنی احکام کے مطابق فیصلہ سنائیں ۔ عہدنامہ لکھا گیا تو فریقین کے ممتاز لوگوں نے اس پر دستخط کئے ، اشعث نے بھی علیؓ کی طرف سے دستخط کرنے کی عزت حاصل کی ، پھر اس کا نسخہ لے کر دستہ بہ دستہ گھومتا رہا تاکہ لوگوں کو اپنی کارگزاری بتائے کہ کتنی اچھی اور دیندارانہ

اس کی عمدہ ہرگز نہ خلاف ورزی کرینگے اور نہ اس میں کوئی مشتبہ چیز تلاش کرینگے۔

۹) عبداللہ بن قیس اور عمر و بن العاص نے علیؑ اور معاویہ سے اللہ کا عہد و ميثاق لیا ہے کہ یہ دونوں کتاب اللہ و سنت نبویہ میں (موجود چیز) کے ذریعہ سے جو حکم دینگے اس کو وہ قبول کرینگے اور انہیں یہ حق نہ ہو گا کہ اس (فیصلہ تحکیم) کو توڑیں اور اس کے خلاف کسی اور چیز کی طرف جاتیں۔

۱۰) ان دونوں کو تحکیم کے بارے میں جان و مال و مال و پوست اور اہل اولاد کے متعلق امن دھیکا۔ یہ دونوں حق بات سے تجاوز نہ کرینگے چاہے وہ کسی کو پسند آئے یا ناگوار گذرے۔ ساری امت ان دونوں کی، ان کے کتاب اللہ (میں مندرج اور اس) کے مطابق کئے ہوئے فیصلہ کے متعلق، مددگار ہوگی۔

۱۱) اگر دونوں حکموں میں سے کوئی تحکیم کے طے ہونے سے قبل فوت ہو جائے تو اسی کی پارٹی اور اسی کے مددگار اس کی جگہ کسی اور صاحب عدل و صلاح شخص کا انتخاب کرینگے۔ اور اس پر بھی اسی عہد و ميثاق کی پابندی ہو گی جیسا کہ اس (متوفی) رفیق پر تھی۔

۱۲) اور اگر اس عہدنامہ تحکیم میں بیان کردہ مدت کے اندر دونوں امیروں (علیؑ و معاویہ) میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسی کے ہم خیال اس کی جگہ اس شخص کو والی بنائینگے جس کی عدالت پر وہ رضامند ہوں۔

۱۳) فریقین پر یہ فیصلہ، اور گفت و شنید، اور ہتھیار روکنا نافذ ہوتا ہے۔

۱۴) اس فیصلہ نے وہ چیز واجب کر دی ہے جس کا اس تحریر میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ دونوں امیروں، دونوں حکموں، اور دونوں فریقوں پر کیا شرط عائد ہوگی۔ اللہ سب سے زیادہ قریبی گواہ ہے اور اسی کی گواہی کافی ہے۔ اگر دونوں (حکیم) اس کے خلاف کام کریں اور تعدی کریں تو ساری امت ان کے حکم سے اپنے کو بری قرار دیتی ہے پھر ان کے لئے نہ (حفاظت) کا عہد برقرار دھیکا نہ ذمہ۔

۱۵) سارے لوگوں کو مدت کے ختم ہونے تک جان، مال، اولاد اور اہل کے بارے میں امن دھیکا۔ ہتھیار ڈال دئے جائینگے۔ راستے پر امن دھینگے۔ فریقین کے غائب (غیر موجود) لوگوں کو بھی وہی (حق) حاصل ہوگا جو حاضر لوگوں کو ہے۔

۱۶) دونوں حکموں کو حق ہوگا کہ اس مقام پر قیام کریں جو اہل عراق اور اہل شام کے مابین متوسط اور مساوی فاصلے پر ہو۔

۱۷) ان کے پاس سوائے اس کے کوئی جانہ سکے گا جس کو وہ سند کریں اور راضی ہوں۔

۱۸) مدت ماہ رمضان کے ختم ہونے تک ہے۔ اگر دونوں حکم تحکیم کو اس سے قبل ہی کرنے کی رائے رکھیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ اور وہ مدت کے آخر تک تاخیر کرنا چاہیں تو تاخیر بھی کر سکتے ہیں۔

(یہ آخری جملہ بلاذری اور جاحظ کے ہاں: „مدت کے آخر تک“ کی جگہ علی الترتیب یوں ہے: تاخیر کرنا چاہیں تو تاخیر بھی کر سکتے ہیں۔ اور „تاخیر کرنا چاہیں تو دونوں حکم باہمی رضامندی سے تاخیر بھی کر سکتے ہیں۔“ یہ ظاہر یہی صحیح ہے کیونکہ تحکیم کو کوئی ڈیڑھ سال لگا۔)

دونوں کا ذکر آتا ہے۔ اس کی وجہ بلاذری نے بنا دی ہے : ،،دونوں حکم پہلے تدمر میں ایک مہینہ رہے۔ باہم بحث بھی ہوئی اور ہر ایک حکم اپنے امیر کو لکھ کر جوابات بھی حاصل کرتا رہا۔ پھر تدمر سے دومة الجندل جا کر وہاں مہینہ بھر رہے۔ پھر وہاں سے اذرح چلے گئے۔“ (۳۸)

مروج الذهب (مسعودی) کے ہاں بعض تفصیلیں ہیں جو محض افسانہ معلوم ہوتی ہیں، مثلاً یہ قصہ کہ حکم نامزد ہونے کے بعد جب شامی فوج واپس ہوئی تو عمرو بن العاص نے معاویہ کے ہاں آنا جانا ترک کر دیا (کہ میں اب مختار کل ہوں، چاہے معاویہ کو رکھوں یا معزول کروں، غرض انہیں مجھ سے ہے مجھے ان سے نہیں)۔ اس پر معاویہ ایک دن عمرو بن العاص کے گھر گئے اور بلطائف الحیل ملاقات کے کمرے کو عمرو کے آدمیوں سے بالکلیہ خالی کراچی اپنے سپاہیوں سے بھر دیا اور کمرہ اندر سے بند کر کے کہا : میری بیعت کر ورنہ ابھی قتل کرا دیتا ہوں۔ عمرو نے مصر کی گورنری مانگی، جو معاویہ نے بخش دی۔ پھر عمرو کی بیعت لے کر گھر واپس گئے۔

بلاذری وغیرہ کے ہاں صراحت ملتی ہے کہ حکموں نے کبار صحابہ مثلاً عبداللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص وغیرہ سے درخواست کی کہ وہ زحمت کر کے ان سے ملنے آئیں اور مشورے دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ حکموں کی اولین ملاقات کے بعد ہی طے ہوا ہوگا، اور اس میں وقت بھی لگا ہو گا کہ دعوت نامہ جانے اور یہ لوگ (غالباً) مسکے یا مسدینہ سے (عرب کے شمال میں پہنچ سکیں۔

مروج الذهب (مسعودی) کے ہاں بعض دیگر تفصیلیں بھی ہیں

(۱۶) اگر مدت کے آخر تک بھی یہ دونوں حکم کتاب اللہ اور سنت نبویہ کے مندرجات کے مطابق تحکیم نہ کر سکیں تو فریقین ایسی سابقہ حالت پر عود کسر آئیگی۔

(۱۷) ساری امت پر اس بارے میں اللہ کا عہد و میثاق ہے کہ وہ ہر اس شخص کے، جس اس بارے میں الحاد، ظلم اور بھوت چاہے، خلاف ہو کر ایک ہاتھ بن کر مقابلہ کریں گے۔ (تت)

من میں تاریخ نہیں ہے، جو ۶۷۰ صفر سنہ ۲۷ھ کہی جاتی ہے۔ حضرت علیؑ نے چاہا تھا کہ ان کا نمائندہ ان کے سیاست دان چچا زاد بھائی عبداللہ بن عباس یا کمانڈر مالک الاشتر ہوں لیکن امن بستہ قرآن نے کہا کہ ابن عباس غیر جانبدار نہ رہیں گے اور مالک الاشتر ہی فساد کی جڑ ہے اور مجبور کیا کہ ابو موسیٰ اشعری جیسے خدا ترس متقی کو، جو خانہ جنگی کو روکنے کی ناکام کوشش کر بھی چکے تھے، معین کیا جائے۔ حضرت علیؑ کو ماننا پڑا۔

ظاہر ہے کہ قرآن مجید کوئی پیشینگوئیوں کی کتاب نہیں کہ اس میں حضرت علیؑ یا ان کے مخالفین کے متعلق کوئی صراحت اس خانہ جنگی کے متعلق ملے۔ مقتول کے وارثوں کو قاتل کے قتل کر سکتے کا حق ضرور بیان ہوا ہے، لیکن جھگڑا اس پر نہ تھا کہ قاتلین عثمانؓ کے متعلق کیا برتاؤ کیا جائے۔ دونوں قصاص پر متفق تھے۔ بلکہ یہ کہ خلافت کے مستحق اس زمانہ میں علیؑ ہیں یا معاویہ؟ اب قرآن و حدیث کی جگہ بعض اجتہاد اور صوابدید کا مسئلہ تھا کہ جائز خلیفہ حضرت عثمانؓ نے چونکہ کسی کو ولی عہد نامزد نہیں کیا تھا اس لئے تھے خلیفہ کا انتخاب کس طرح ہو؟

حکموں کے مجتمع ہونے کے مقام کے متعلق اذرح اور دومة الجندل

دیکھی جائے (جسے ابن العربی نے العواصم، ص ۱۲۸ - ۱۲۹ میں نقل کیا ہے) کہ اس کی بھینک حضرت معاویہ کے کانوں پر بھی ٹرگئی تھی اور دونوں میں کچھ تھت بھی ہوگئی تھی -

بلاذری (انساب ، مخطوطہ) کے مطابق عمرو بن العاص نے عبداللہ بن عمر سے کہا : میں تمہیں خلیفہ بنائوں تو کیا مجھے مصر کا والی بنائوں گے ؟ انہوں نے کہا : نہیں - بلاذری ہی نے ابو خشیہ کے حوالے سے ایک اس سے بھی زیادہ غیر قرین قیاس قصہ لکھا ہے : عمرو بن العاص نے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ ہم دونوں حکم اس پر متفق ہو چکے ہیں کہ تمہیں خلیفہ بنائیں ؛ کیا تم کچھ رقم لے کر اس شخص کے حسق میں دستبردار نہ ہو جاؤ گے جو اس کا خواہشمند ہے ؟ ظاہر ہے کہ ابن عمر نے خفگی اور حقارت سے اسے رد کیا اور کہا کہ میں خلافت اس وقت تک قبول نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ متفق نہ ہو ، اور اگر دو آدمی بھی مخالف ہوں تو پھر میں اسے قبول نہ کرونگا -

بہر حال اس طرح دونوں حکموں میں مہینوں پیچیدہ سیاسی رسہ کشی ہوتی رہی - تاریخوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابو موسیٰ اور عمرو بن العاص اس پر راضی ہو گئے کہ معاویہ اور علیؓ دونوں کو معزول کر کے کسی کا آزادانہ انتخاب ہو - یہ ممکن ہے لیکن اس سے سیاسی خلا پیدا ہو جاتا ، اور فریقین کی فوج کی موجودگی میں ، جب کہ علیؓ اور معاویہ اپنی اپنی خلافتوں کو منانے پر تلے ہوئے ہوں ، آزادانہ انتخاب کی فضا پیدا نہیں ہو سکتی تھی - واحد حل یہ تھا کہ دونوں حکم کسی ایک نام پر متفق ہوں ، اور یہ ہو نہیں رہا تھا - عمرو بن العاص نے یہ بھی محسوس کیا ہوگا کہ اگر ان کا اپنا

جو اوروں کے ہاں نہیں ہیں ، اور یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ کس حد تک صحیح ہیں - خلاصہ یہ کہ جب پہلی بار دونوں حکم ملے تو ابو موسیٰ نے ایک طویل تقریر کی ، اور اسلام کی مصیبت کا ذکر کرتے ہوئے کہا : اے عمرو ، آؤ ، ایسا کام کریں جس کے باعث اللہ مسلمانوں میں الفت پیدا کرے اور جھگڑوں کو دور کرے - عمرو بن العاص نے جواب دیا : یہ ٹھیک ہے لیکن بھول نہ جانے کے لئے مناسب ہے کہ ہم میں طے شدہ ہر چیز لکھ لی جائے - پھر اپنے کاتب کو بلا کر کہا : تجھ سے جو چیز کہی جائے اگر اسے ہم دونوں حکم منظور کریں تو لکھنا ورنہ نہیں - پھر ایک عبارت لکھوائی شروع کی کہ یہ ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص کا متفقہ فیصلہ ہے - شروع میں حمد و صلاح ، پھر ابو بکرؓ و عمرؓ کے برحق اور اچھے خلفاء ہونے کا ذکر آیا - بعد ازاں یہ کہ عثمانؓ اجماع امت اور شورائے اصحاب رسول اللہؐ سے خلیفہ بنے ، وہ دیندار مومن تھے ، مظلوم قتل کئے گئے ، اور ان کا خون ان کے ولی - اور قریب ترین ولی معاویہ ہیں طلب کر سکتے ہیں -

اس کے بعد ابو موسیٰ نے کہا کہ علیؓ کو شامی ، اور معاویہ کو عراقی پسند نہیں کرتے - اس لئے دونوں کو معزول کر کے کسی موزوں شخص کو خلیفہ نامزد کیا جائے ، ابو موسیٰ نے عبداللہ بن عمر کا نام پیش کیا - عمرو بن العاص نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرو بن العاص کا - ابو موسیٰ نے کہا : عبداللہ بن عمرو بھی موزوں نہیں لیکن تمہیں نے ان کو جنگ میں گھسیٹ کر داغدار کر دیا ہے - (غالباً اس کے بعد عبداللہ بن عمر وغیرہ مشاورت کے لئے بلاتے گئے کہ علیؓ و معاویہ کی جگہ کسے چنیں) اس بارے میں دارقطنی کی روایت بھی

پابندی عائد ہوگی۔ وہ متفق علیہ نہ ہو سکی اس لئے ردی کا کاغذ اور ناقابل نفاذ تھی۔ اور جیسا کہ معاہدہ کی دفعہ ۱۶ میں صراحت ہے، علیؑ کا کوئی نقصان نہ ہوا اور حالت سابقہ عود کر آئی۔

ہر وکیل اپنے موکل کے لئے سارے جتن کرنے کا غفلت اور قانوناً مجاز ہے۔ عدالت اسے رد کرنے کی مقتدر ہے لیکن وہ کسی وکیل کو محض اس کی بحث کی وجہ سے نہ کوئی سزا دیتی ہے اور نہ اس کی نیت پر حملہ کرتی ہے (کہ جانبدارانہ بحث وکیل کے فرائض میں داخل ہے) بلکہ صرف یہ کہنے پر اکتفا کرتی ہے کہ تمہاری دلیلیں ہمیں معقول نہیں معلوم ہوتیں۔ اس چودہ سو سال پہلے کے واقعہ میں ہم خواندگان بھی عدالت کی طرح سنجیدہ اور جذبات سے خالی فیصلہ سنائیں اور بس۔

اعلان تحکیم کے بعد ظاہر ہے کہ ابو موسیٰ سیاست سے کنارہ کش ہو کر گوشہ گزین ہو گئے۔ معاویہ کی یوزیشن کئی طرح سے بہتر ہو گئی: تحکیم سے ان کو اخلاقی تقویت ہوئی ہو یا نہیں، صفین کے بعد کی مہلت میں ان کی فوجی حالت ضرور بہتر ہو گئی۔ حضرت علیؑ کے ہاں اسی زمانے میں بیہوش بڑ گئی: خوارج نے اس نازک وقت اتحاد و تعاون کی جگہ ایسے مباحث چھیڑے جسو جو نہ علمی حیثیت سے اور نہ ہی سیاسی نقطہ نظر سے معقول تھے۔ میدان صفین سے تحکیم نامہ سنتے ہی چند لوگ کہنے لگے، لا حکم الا للہ، اور اس کے خلاف کرنے والا کافر ہے۔ پھر یہ لوگ علیؑ کی فوج سے نکل کر ہر جگہ دغا بہ (پرویگنڈا) کرنے لگے۔ ان کے بعض گروہ حضرت علیؑ نے منتشر کئے تو آخر وہ نہروان میں جمع ہونے لگے۔ (کیا اس میں بھی یہودی ہی ان کو شہ دیتے رہے؟ کوئی صراحت تو

بیٹا خلیفہ نہیں بنتا ہے تو محض معاویہ کی معزولی اور سیاسی خلا کے پیدا کرنے کے بعد وہ نہ گھر کے رہینگر نہ گھاٹ کے۔ اس لئے اگر انہوں نے شروع میں ابو موسیٰ کی تجویز منظور بھی کی ہو تو غور مکرر کے بعد رائے بدل دی ہو گی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ابو موسیٰ کو غلط فہمی ہوئی ہو۔ ان حالات میں اوپر بیان شدہ حکموں میں یادداشت کا لکھا جانا ایک افسانہ بن جاتا ہے کیونکہ جب حکموں نے فیصلہ سنایا اور ان میں اتفاق نہ پایا گیا تو ابو موسیٰ نے کیوں نہ کہا کہ یہ ہمارے نوشتہ معاہدہ کے خلاف ہے؟ جو بھی ہو، تحکیمی فیصلہ سنانے کے لئے رفیقین کے نمائندے جمع ہوئے۔ پہلے ابو موسیٰ نے اٹھکر کہا کہ امت میں دوبارہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے بہتر ہے کہ موجودہ دونوں امیدواروں کو معزول کر کے کسی تیسرے کا انتخاب کیا جائے۔ اس کے بعد عمرو بن العاص نے کہا کہ ابو موسیٰ کو صرف اپنے موکل کو معزول کرنے کا حق ہے اور میں اسے ٹوٹ کرتا ہوں۔ رہا میں، میں اپنے موکل کو معزول نہیں کرتا بلکہ انہیں برقرار رکھتا ہوں۔

فرقہ واری بحث میں اس پر گالی گلوچ بلکہ تکفیر تک کی ٹوٹ آ گئی ہے۔ ہم ٹھنڈے دل سے کچھ غور کریں:

بخاری وغیرہ میں ایک مشہور حدیث امام حسن کے فضائل میں ہے: میرا یہ بچہ ایک سردار ہے اور ایک دن آئیکا کہ اللہ اس کے باعث، مسلمانوں کے دو گروہوں میں، صلح کرائیگا۔ جب رسول اللہؐ معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو مسلمان قرار دیتے ہیں تو پھر کسی مسلمان کو ان کی تکفیر بہر حال نہ کرنی چاہئے۔

علیؑ اور معاویہ میں معاہدہ یہ ہوا تھا کہ تحکیم منفقہ ہو تو ان پر

حملہ کر کے ان کا قتل عام کیا ، چنانچہ کوئی دس ہزار میں سے صرف دس زندہ بچ سکے ۔ مسگر سارے خوارج نہروان میں نہ تھے ۔ ان سرفروشنوں نے صدیوں مسلمان خلفاء کی نیند حرام کٹی رکھی ۔ نہروان کے بعد حضرت علیؑ نے شام جانا چاہا تو اشعث کندی نے رکوا یا کہ ہتھیار وغیرہ دسٹ کرنا ہیں ۔ ٹھہرے تو فوج کے لوگ کھسکتے لگے ، اور جلدی ہی بمشکل ایک ہزار آدمی باقی رہ گئے ۔ اس وقت اطلاع آئی کہ معاویہ نے شہر انبار پر حملہ کر کے چھاؤنی کے لوگوں کو قتل کیا ۔ اس پر حضرت علیؑ نے فوجی رضاکار مانگے ۔ لوگ بھر بھی نہ آئے ۔ اس پر جبراً فوج میں بھرتی کرنا شروع کیا ۔ ظاہر ہے کہ ایسی فوج کس کام کی ہوتی ۔ اس مایوسی کے زمانے میں وہ بعض وقت بے اختیار کہا کرتے تھے : ، وہ بڑا شقی آخر کیا انتظار کر رہا ہے ؟ (۵۱) رسول اللہؐ کی پیشینگوئی تھی حضرت علیؑ کو ایک بڑا شقی قتل کریگا) ۔ اس سے بھی زیادہ حیرت مروج الذهب کی اس روایت پر ہوتی ہے کہ العاص بن راشد نامی ایک شخص تین سو ساتھیوں کے ساتھ ان کی فوج سے نکل کر چلا گیا اور یہ سب نصرانی بن گئے ۔

طبری ، سنہ ۴۰ ابن الجوزی (المنتظم ۳ - ۲۹) ابن کثیر (البداية ۳۲۲) اور العواصم من القواصم لابن العربی ، ص ۱۵۲ ، کے مطابق معجم الصحابة للبیہقی ، سب ہی صراحت کرتے ہیں کہ ، علیؑ اور معاویہ میں طویل لفظ و کتابت کے بعد سنہ ۳۰ھ میں ایک مہادتہ (معاہدہ جنگ بندی) ہو گیا کہ دونوں میں جنگ رک جائے ، علیؑ کو عراق ، اور معاویہ کو شام (کی حکومت) حاصل ہو ، ان دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی دوسرے کے علاقے میں فوج لے کر نہ

نہیں ملتی لیکن مروج الذهب میں بیان ہوا ہے کہ ان کو سمجھانے کے لئے حضرت علیؑ نے ایک یہودی کو سفیر بنا کر بھیجا ۔ یہ خوارج جو عام مسلمان ہی نہیں سارے غیر مسلموں کو بھی گردن زدنی سمجھتے تھے ، ان تک ایک یہودی کا پر امن طور سے آنا جانا کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے ۔ (

علیؑ کے ہاں نظم و ضبط کے خراب ہونے کا اندازہ اس سے کریں کہ ان کے گورنر بصرہ نے بیت المال سے ، بروایت بلاذری ساتھ لاکھ درہم ، جبراً لے لئے ۔ خازن کی شکایت اور حضرت علیؑ کی جواب طلبی پر انہوں نے جواب لکھا : کسی اور کو گورنر بنا کر بھیج دو ، اور رقم لے کر وہاں سے چلے گئے ۔ اس سے بڑھ کر ذہبی کی روایت ہے : ، حسن بن علیؑ اور جعفر نے معاویہ کو خط لکھ کر کچھ پیسہ مانگا ۔ معاویہ نے ان دونوں کو ایک لاکھ (دینار) بھیج دئے ۔ علیؑ کو اطلاع ملی تو ان دونوں سے کہا : تمہیں شرم نہیں آتی ؟ جس شخص پر ہم صبح شام طعن و تشنیع کرتے رہتے ہیں اسی سے تم پیسہ مانگتے ہو ۔ دونوں نے جواب دیا : آپ نے ہمیں محروم رکھا ہے ، اور انہوں نے جود و سخا دکھائی ہے ۔ (۳۹)

ان حالات میں حضرت علیؑ معاویہؓ سے فوراً جنگ نہ کر سکے ۔ عراق ہی میں خوارج کی پیدا کردہ پدامنی دور کرتی تھی یہ لوگ غیر خوارج مسلمانوں کے دودھ پیتے بچوں کو بھی قتل کرنے سے باز نہ رکھتے تھے ، اور ان کے فقہیہ نجدۃ الحرووی کا استدلال تھا کہ قرآن کے مطابق حضرت موسیٰؑ کے معلم خضرؑ نے ایک مستقبل کے بڑے بچے کو پیشگی ہی قتل کر دیا تھا (۵۰) ۔ یہ لوگ بے عقل لیکن انتہائی مخلص اور دیندار مسلمان تھے ۔ حضرت علیؑ نے نہروان میں ان پر

سے نکالا ، اور لوگ نطف اور لکڑی کا برادہ لائے کہ اس کی لاش کو جلا ڈالیں (۵۴) پھر اس کا ایک ایک عضو کاٹا جانے لگا مگر اس نے اٹھ نہ کیا ۔ جب اس کی زبان کاٹنے کا حکم دیا تو وہ رونے لگا ۔ وجہ پوچھی گئی تو کہا : مجھے مرنے کا کوئی ڈر نہیں لیکن میں چاہتا تھا کہ آخری سانس تک اللہ کا ذکر کرتا رہوں زبان کے کٹ جانے پر یہ ممکن نہ ہو سکیگا ۔ ایسے کرداروں پر آدمی کو دم بخود مہسوت ہو جانا پڑتا ہے اور وہ سمجھ نہیں سکتا کہ کیا راتے دے ۔ ایک اور معاصر خارجی کو سزائے موت دینے کے بعد اس کے خادم خاص سے پوچھا گیا کہ وہ زندگی میں کیسا تھا ؟ کہا : مجھے کبھی دن میں غذا حاضر کرنے کی ، اور رات میں بستر بنانے کی ضرورت نہ پڑی (کہ وہ قائم اللیل صائم الدھر تھا) ۔

زخمی حضرت علی نے پورے سکون سے جان دی ۔ بیٹے امام حسن کو ایک وصیت کی (جو جائداد اور خاندان کے افراد کے باہمی برتاؤ کے متعلق ہے ، ولی عہدی یا سیاسیات کا اس میں کوئی ذکر نہیں) (ابن کثیر ، مقاتل الطالبین للاصحابی ، طبری ، ابن الاثیر) بعض لوگوں نے ان سے کہا بھی تو ولی عہد نامزد کرنے سے انکار کیا (۵۵)۔ بعض اور نے پوچھا : کیا آپ کے بعد ہم حسن کی بیعت کر لیں ؟ تو کہا : نہ تمہیں حکم دیتا ہوں ، نہ منع کرتا ہوں ۔ پھر وہ جنت کو سدھارے ۔

چار سال تو ماہ کی حکمرانی کے بعد ۱۷ رمضان ۳۰ ھ کو چودہ لڑکے اور انیس لڑکیاں چھوڑ کر فوت ہوئے ۔ ابن کثیر کے مطابق چار بیویاں اور انیس لونڈیاں گھر میں چھوڑیں ، نیز چودہ بیٹے اور سترہ بیٹیاں ۔ ابن حجر کے مطابق ۲۱ بیٹے اور ۱۸ بیٹیاں ۔

جائے اور نہ لوٹ مار غارت گری کرے ۔ ابن اسحاق کے مطابق جب دونوں میں سے کسی نے دوسرے کی اطاعت (بیعت) منظور نہ کی تو معاویہ نے علی کو لکھا : اگر اس سے تم کو انکار ہے تو عراق تمہارا ، اور شام میرا ۔ اور اس تلوار کو اس امت سے روکو ، اور مسلمانوں کا خون نہ پہاڑ ۔ علیؑ نے اسے قبول کیا اور سب اس پر راضی ہو گئے ۔ ایک طرف یہ ، اور دوسری طرف ایسی روایتیں بھی ہیں کہ شام پر حملہ کرنے کے لئے وہ فوج جمع کر رہے تھے اور جب ہزاروں لوگ مرنے مارنے کی بیعت کر چکے تھے تو ان کو ایک خارجی نے شہید کر دیا ۔

خارجی اپنی انتہا پسند تشف کی تحریک میں سب سے بڑی رکاوٹ تین شخصوں کو سمجھتے تھے : علی ، معاویہ اور عمرو بن العاص ، اور علی سے نہروان کے قتل عام کا انتقام بھی چاہتے تھے ۔ چنانچہ چند سرفروش نکلے کہ ان تینوں کو ایک ہی معین دن فجر کی نماز کے وقت مسجد میں قتل کر دیں ۔ عمرو بن العاص اتفاق سے اس دن مصر میں نماز کی امامت کے لئے نہ آئے ۔ معاویہ اور علی دونوں زخمی ہو گئے ۔ مگر معاویہ کا زخم کاری نہ تھا ۔ (ان کے کردار کا اندازہ اس سے کیا جائے کہ جب قاتل نے گرفتار ہو جانے پر معاویہ سے کہا : اے اللہ کے دشمن ، کیا میں نے تجھے قتل کر دیا ہے ؟ تو انہوں نے جواب دیا : ہر گز نہیں اے میرے بھائی (۵۶)۔ علیؑ کے قاتل ابن ملجم کو بھی گرفتار کسر لیا گیا ، اور علیؑ نے کہا : اسے قید رکھو لیکن اذیت نہ دو ۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ گناہوں کا معاف کروں یا کوئی سزا دوں ؛ اور اگر مر جاؤں تو اس سے قصاص لے لیتا ۔ پھر جب حضرت علیؑ دار فانی سے روانہ ہو گئے تو امام حسن نے اسے محبس

ان کے خاندان میں ایک سندھی لڑکی بھی آئی اور اسی سے زید بن علی پیدا ہوئے تھے (۱۵۶)

روحانی زندگی

سارے کبار صحابہ کی طرح ، یہ بھی عابد و زاہد تھے ، اور قرآنی حکم ، فی الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة ، کی تعمیل میں انہوں نے نہ دنیا کو ترک کیا (حصول خلافت کی کوشش کی) اور نہ آخرت کو۔ آنحضرت کی روحانی تعلیم کو جن صحابہ نے بطور خاص پھیلایا ، ان میں یہ بہت ممتاز ہیں۔ اور آج تک نہ صرف شیعہ بلکہ سنی (قادری ، چشتی ، سہروردی وغیرہ) سلسلے انہیں کے توسط سے رسول اللہ کے فیض سے مکتبہ ہوتے ہیں ۔ مسلمانوں میں انسانی چیزوں کو عیسائیوں کی طرح دینی اور دنیوی میں نہیں بلکہ ظاہری اور باطنی میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حکمرانی کے ساتھ ساتھ ظاہری امور دین یعنی نماز ، روزہ ، حج اور زکوٰۃ بھی خلیفہ سیاسی سے متعلق ہوتے ، اور باطنی امور خلیفہ طریقت سے ۔ خلافت سیاسی کو بعض انصار نے متعدد امیروں میں بانٹنا چاہا تھا (مثلاً امیر و منکم امیر) ، لیکن امت نے اسے پسند نہ کیا ، لیکن خلافت باطنی میں ایک سے زائد صحابی رسول اللہ کے خلیفہ بلا فصل بنے ، علی بھی ، ابو بکر بھی (شاہ ولی اللہ بحوالہ ازالہ الخفا ۱: ۱۸۵) کے مطابق حضرت عمرؓ کا سلسلہ فاروقیہ بھی برقرار رہا ہے ۔ نیز متعدد دیگر صحابہ سے بھی ۔ حضرت علی رسول اکرم کے سیاسی خلیفہ بلا فصل نہ بنے (اور دنیا ایک سایہ ہے ، آئی گئی چیز) ، لیکن ابدی زندگی کے سلسلے میں وہ بھی رسول اللہ کے

خلیفہ بلا فصل ہیں ، اور اس میں سنی شیعہ سب متفق ہیں ۔ اب لے دے کے دونوں فرقوں میں فرق یہ رہ جاتا ہے کہ حضرت علیؓ کو سیاسی زندگی میں بھی خلیفہ بلا فصل اور خلیفہ اول بننے کا حق تھا یا نہیں ؟ اب ان کی وفات کے ساڑھے تیرہ سو سال بعد اس مسئلے کی عملی اہمیت کچھ بھی نہیں ، اس لئے اس کا فیصلہ خدا پر چھوڑا جا سکتا ہے ۔

غالی فرقے بھی پیدا ہوئے ، سب سے پہلے ابن سبا نے یہ خیال پھیلایا کہ حضرت علیؓ میں خدا نے حلول کیا ہے اور وہ رسول اللہ کے وصی اور آخر الاوصیاء ہیں (طبری) ۔ حضرت نے اسے قید بھی کیا ، جلاوطن بھی کیا مگر معلوم ہوتا ہے بڑا چرب زبان بھی تھا ، عمار بن یاسرؓ بھی مصر گئے تو اس سے متاثر ہو گئے (طبری) ۔ علوی ، فاطمی وغیرہ بھی ان کے احترام میں مبالغہ کرتے ہیں ۔ امامیہ شیعوں میں حضرت علیؓ ہی نہیں ان کے جانشین بارہ پشت کے امام بھی معصوم ہیں ۔

اداری نظام

ان کا زمانہ خانہ جنگی کا تھا ، اس لئے بیرونی فتوح بالکل بند ہو گئیں ۔ کہتے ہیں کہ صرف سندھ کی سمت ان کے والی نے کچھ عملیت جاری رکھی ۔

کشوری نظم و نسق میں جو ابو بکرؓ کے زمانے سے جلا آ رہا تھا ، کوئی خاص فرق خلافت علی میں نظر نہیں آتا ۔ دستور بھی برقرار رہا کہ خلیفہ منتخب تو ہو مگر تاحیات ۔ خلیفہ دستوری حکمران یعنی آئین پسند ہی رہا اور وہ قانون کو بدلنے کا مجاز نہ تھا بلکہ قرآن و حدیث کا کاملاً تابع تھا ، اور اپنے اعمال کے لئے عوام کے

کو دھوئیں سے سزا دی (دخن) ، چوری میں پہنچنے کی جگہ صرف انگلیاں کاٹیں ، لواطت میں مجرمین پر دیوار گرا کر ملنے میں زندہ دفن کیا ۔

غیر مسلموں کی عدالتیں بھی حسب سابق جدا ہی رہیں ۔ ان سے سلوک اچھا رہا ، انہیں سفیر تک بنایا ۔ جزیرے میں رقم کی طرح ہم قیمت مصنوعات بھی قبول کئے جا سکتے تھے ۔ (۵۴)

ان کے زمانے میں قانون بین الممالک کی قسم ، قانون بین المسلمین ، نے خانہ جنگی کے باعث نظائر کے ذریعے سے ترقی کی ۔ حضرت علیؑ کا طرز عمل اب فقہ کی کتابوں میں ، کتاب البغاة ، میں عام طور پر درج ملیگا ۔ اسلحہ کے سوا مسلمان باغی کی دیگر گرفتار شدہ جائداد کو وہ مال غنیمت نہیں بناتے تھے ، بلکہ بھگڑوں کا تعاقب تک نہ کرنے کا حکم دیا تھا ۔ اس پر تو بعد میں کم عمل ہوا لیکن مسلمان باغی کو غلام نہ بنا سکتا ایسا فیصلہ تھا جو ذہنوں میں راسخ ہو گیا ہے ۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ جنگ جمل کے فریقین کے مقتولوں پر انھوں نے نماز جنازہ پڑھی ۔ سنن سعید بن منصور (حدیث ۲۹۶۶) میں ہے : ان سے کسی نے پوچھا تو کہا ہمارے اور ان کے مقتولوں میں سے جو شخص بھی وجہ اللہ اور دار آخرت چاہئے ہوئے لا کر مارا گیا وہ جنت میں جائیگا ۔

نماز فجر کی دعائیہ قنوت میں وہ آخری زمانے میں معاویہ ، عمرو بن العاص وغیرہ پر لعنت کرنے لگے تو اطلاع ملنے پر معاویہ نے بھی مماثل طرز عمل اختیار کیا (۵۸) یہ نامناسب بدعت حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ختم کرائی ۔

ان کی سرکاری مہر پر ، اللہ الملک ، درج تھا ۔ کبھی کبھی

سامنے ہر وقت جوابدہ ۔ مرکزی حکومت میں سارے امور خلیفہ سے متعلق رہے ۔ مشورہ تو ہوتا ہے لیکن انہیں سے جن کو خلیفہ پسند کرے ، عوام کے منتخب نمائندوں ، اور شعبہ وار خود مختار وزیروں کا ابھی سوال نہ تھا ۔ سب سے اہم چیز شاید یہ تھی کہ مدینہ منورہ کی جگہ کوفہ دارالخلافہ بنایا گیا ۔ ابن عمر کے اعتراض پر کہا : وہاں مال اور آدمی (سپاہی) ہیں ۔

صوبوں میں حسب سابق گورنر تھے ۔ اور ان میں بہت سے بنی ہاشم کے تھے فوج اور سرکاری خزانہ گورنر ہی کے ماتحت ہوتا تھا ۔ خود مختار قضاوی ایک ایسا ادارہ ہے جس پر اسلام فخر کر سکتا ہے کہ وہ اپنے ہی مامور کنندہ خلیفہ کی بھی سماعت کر سکتا تھا ۔ ابو بکر کی طرح علیؑ کو بھی ان کے زمانہ خلافت میں قاضی کے ہاں رجوع ہونا پڑتا تھا ۔ ایک مرتبہ علیؑ نے ایک یہودی کے خلاف قاضی کے ہاں رجوع کیا ، اور ثبوت کے لئے اپنے بیٹے اور غلام کو بطور گواہ پیش کیا ۔ قاضی شریح نے شہادت رد کر دی کہ بیٹا باپ کے حق میں شہادت نہیں دے سکتا ۔ فوری خفگی میں حضرت علیؑ نے قاضی کو برطرف کر دیا لیکن دوسرے ہی دن اضافہ تنخواہ کے ساتھ مکرر مامور کر کے اپنی حق پسندی کا ثبوت دیا ۔ ان کے زمانے کی ایک اہم اور اچھی اصلاح یہ تھی کہ ایک گواہ دوسرے گواہ کا بیان نہ سنے ، ورنہ سابق میں سب حاضر رہتے اور گواہ نانی گواہ اول کے بیانات سے معلومات حاصل کرتا اور امکان ہوتا کہ جھوٹا گواہ بھی اس طرح تفصیل سے واقف ہو جائے ۔ یعقوبی عام طور پر ناقابل اعتماد مؤرخ پایا گیا ہے ۔ بہر حال وہ لکھتا ہے : حضرت علیؑ نے عجیب عجیب احکام دئے حتیٰ کہ بعض لوگوں کو زندہ جلایا ، بعض

، محمد رسول اللہؐ عبارت والی مہر بھی استعمال کرتے تھے، جیسا کہ تحکیم نامہ صفین میں کیا تھا چونکہ رسول اکرمؐ کی ایسی عبارت والی مہر بعد میں ایو بکرؒ اور عمرؒ نے استعمال کی تھی، اس لئے اس کے سیاسی مضمرات واضح ہیں۔

ان کے ذہانت آمیز فتنے اور فیصلے رسول اللہؐ کی بھی تعریف حاصل کر چکے ہیں، اور خلیفہ حضرت عمرؓ کی بھی۔ خود ان کے زمانہ خلافت میں بھی اس کی دلچسپ مثالیں ملتی ہیں: دو شخص کھانے پر مل کر بیٹھے تھے، ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ اتفاق سے ایک شخص یاس سے گذرا تو اسے بھی کھانے کی دعوت دی۔ اس نے چلتے ہوئے شکر گزاری میں اُٹھ۔ درہم بیش کئے۔ ان کے ہوا سے میں جھگڑا ہوا۔ پانچ روٹیوں والے نے تین روٹیوں والے رفیق سے کہا: پانچ درہم مجھے، تین تجھے ملنا چاہئے۔ دوسرے نے اصرار کیا کہ رقم مساوی بننی چاہئے۔ حضرت علیؓ کے پاس مقدمہ کیا تو انھوں نے تین روٹیوں والے جھگڑا کو سے کہا: تیرا دوست جو دے رہا ہے لے لے۔ وہ اپنے اصرار پر قائم رہ کر عدالتی فیصلہ چاہنے لگا۔ حضرت علیؓ نے کہا: تجھے اُٹھ میں سے صرف ایک درہم ملیگا، اور سات درہم تیرے رفیق کو۔ وہ بوکھلایا تو کہا: اُٹھ روٹیوں کو تین شخص نے کھایا، ان روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے کرنے نہیں تاکہ ہر ایک اُٹھ ٹکڑے کھا سکے۔ یہ فرض کرنا چاہئے کہ تینوں نے مساوی مقدار میں کھانا کھایا۔ تیرے رفیق کے پاس کی پانچ روٹیوں کے بندرہ ٹکڑے بنے، اور تیری تین روٹیوں کے تو۔ ان تو میں سے اُٹھ خود تو نے کھائے اور صرف ایک ٹکڑا مہمان کو دیا اور تیرے رفیق کے بندرہ ٹکڑوں میں سے اس نے اُٹھ کھائے اور سات

مہمان کو دئے۔ لہذا مہمان کے دئے ہوئے اُٹھ درہم میں سے ایک تجھے اور سات اسے ملیں گے (۵۹۱)

حضرت علیؓ کے فتوؤں کی دھوم تھی اس لئے بعد میں بعض جا، برست مؤلفوں نے اصلی نقلی چیزوں کے مجموعے تیار کئے تھے۔ ایک اس طرح کا مجموعہ فتاویٰ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو دکھایا گیا تو انھوں نے اس کی بہت سی چیزوں کو مٹا دیا اور کہا کہ یہ حضرت علیؓ پر افترا ہے۔

انہیں حدیث نبوی سے بھی بڑی واقفیت تھی۔ ان کی روایتیں یکجا بھی مل سکتی ہیں، مثلاً مسند احمد بن حنبل، المعجم الکبیر للطبرانی، المستدرک للحاکم، وغیرہ میں انھوں نے حدیثیں لکھائیں بھی۔ ایک دن مسجد کوفہ میں کہا: کون ہے جو میرا علم ایک درہم میں حاصل کرنا چاہتا ہے؟ الحارث الاعور دوڑ کر بازار گیا اور ایک درہم کا کاغذ خرید لایا اور اس نے بہت سی چیزیں (علما کثیرا) لکھیں۔ حر بن عدی کے پاس بھی حضرت علیؓ کی لکھائی ہوئی چیزوں کا ایک پورا رسالہ (صحیفہ) تھا ان کے پاس چونکہ رسول اکرمؐ کی ذاتی تلوار آ گئی تھی اس لئے اس پر جو دستاویزیں رسول اللہؐ نے لپیٹ رکھی تھیں وہ بھی ان کے پاس تھیں اور وہ ان کو بڑھ کر سناتے اور کہا کرتے قرآن اور ان دستاویزوں کے سوا میرے پاس کوئی اور لکھی ہوئی چیز نہیں ہے (۶۰) ایسا معلوم ہوتا کہ ان میں شہری مملکت مدینہ کا دستور، اور تخطیط حدود حرم مدینہ، نیز نصاب زکوٰۃ کی تفصیلیں شامل تھیں۔

دائرة المعارف اسلامیہ (فرنگی) کی طبع دوم کی مقالہ نگار مادہ "علی" نے اپنی رائے یوں دی ہے: "ان کا نظام العمل غیر معین تو

نہیں لیکن خواب و خیال کی دنیا کا utopian تھا مگر جب اقتدار
ہانہ آیا تو غالباً انہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ وہ نظام العمل تحقق
پذیر ہونے کے ناقابل ہے ۔

حواشی

- ۱۔ شاہ ولی اللہ - ازالۃ الغلاء - ۲ = ۲۵۱
- ۲۔ احمد بن یحییٰ اللاتری - اسباب الاشراف ط مصر ج ۱ ، ف ۲۲۰ =
- ۳۔ محمد ابن جریر طبری ، تاریخ الامم والملوک ص ۱۱۶۱ =
- ۴۔ احمد بن یحییٰ اللاتری ، اسباب الاشراف ف ۲۱۸
- ۵۔ ابن کثیر منشی ، البدایہ و النہایہ ۴ = ۲۱۸
- ۶۔ شاہ ولی اللہ - ازالۃ الغلاء ۲ = ۲۵۱
- ۷۔ محمد بن اسماعیل البخاری - الصحيح - ۳۳ = ۴۹ = ۵ وغیرہ
- ۸۔ ایضاً ۶۳ = ۷۸ = ۵
- ۹۔ احمد بن یحییٰ اللاتری ، اسباب الاشراف ج ۱ ف ۸۲۶
- ۱۰۔ ایضاً مسطورۃ اسمائیل ۱ = ۲۷۱
- ۱۱۔ ایضاً ف ۱۱۸۳ ، ۱۱۸۷
- ۱۲۔ ایضاً ف ۱۱۸۳ ، ۱۱۸۶
- ۱۳۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۱۸۱۵
- ۱۴۔ ابو العسین النعمانی ، کتاب المعتمد مطبع بیروت ۲ = ۳۶۶
- ۱۵۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۱۸۷۳
- ۱۶۔ ایضاً ص ۱۹۶۷ ، ۲ = ۷۲
- ۱۷۔ ابن عبداللہ ، الاستیعاب لیسر ۲۰۶۵
- ۱۸۔ دیکھئے میرا مضمون the Nasir علیہ خستاریکل مرساٹیل آف پاکستان جلد ۱۶ شماره اول و
چہارم ، ۱۹۶۸ نیز المملک ریویو جلد ۵۷ شماره ۲ ، ۱۹۹۹
- ۱۹۔ ازالۃ الغلاء ۱ = ۲۷۷
- ۲۰۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۲۱۱۴
- ۲۱۔ ایضاً ص ۲۵۱۰
- ۲۲۔ ایضاً ص ۲۷۵۰
- ۲۳۔ ایضاً ص ۲۳۱۲
- ۲۴۔ ایضاً ص ۲۴۱۲
- ۲۵۔ ایضاً ص ۲۵۲۲

- ۲۶۔ البدایہ و النہایہ ۷ = ۱۳۱
- ۲۷۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۲۷۱۶
- ۲۸۔ ایضاً ص ۲۷۸۱
- ۲۹۔ ایضاً ص ۲۸۳۲ ، ۲۸۳۵
- ۳۰۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۲۹۳۲
- ۳۱۔ ایضاً ص ۲۹۳۷
- ۳۲۔ (ابن سعد ۲ = ۱ ص ۵۷ ابن کثیر ۷ = ۱۷۵) ص ۱۱ عاشرہ سے متعلق مسرود کی ایسی ہی
روایت طبری کے حوالہ سے ہے =
- ۳۳۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۲۹۸۵
- ۳۴۔ ایضاً ص ۲۹۵۸
- ۳۵۔ ایضاً ص ۲۹۶۳
- ۳۶۔ ایضاً ص ۲۹۶۰
- ۳۷۔ ایضاً ص ۲۹۶۱
- ۳۸۔ ایضاً ص ۲۹۶۲
- ۳۹۔ ایضاً ص ۲۸۶۱
- ۴۰۔ ایضاً ص ۳۰۶۰
- ۴۱۔ ایضاً ص ۳۰۶۱
- ۴۲۔ ایضاً ص ۳۰۶۱
- ۴۳۔ ایضاً ص ۳۰۶۷ تا ۳۰۶۸
- ۴۴۔ شریف رضی ، تنبیح البلاء ۱ = ۱ ، ۱۸۲ = ۱۸۲
- ۴۵۔ ابن کثیر ، التکامل و التاریخ ۷ = ۲۲۷
- ۴۶۔ محمد حیدر اللہ ، الوثائق السیاسیہ لیسر ۲۷۳
- ۴۷۔ ابو جعفر محمد ابن حبیب ، کتاب المعتمد ص ۲۳۵
- ۴۸۔ اسباب مسطورۃ اسمائیل ۱ = ۲۸۳
- ۴۹۔ تاریخ الاسلام ۲ = ۲۲۴
- ۵۰۔ محمد بن احمد ابن سہیل سرخسی ، البیہود ۱۰ = ۲۹
- ۵۱۔ ابن عبداللہ ، الاستیعاب زیر ، طبری (ترتیب احمدی)
- ۵۲۔ ابو حنیفہ احمد بن وہب الدینوری ، کتاب الاخبار الطوال ص ۲۹۹
- ۵۳۔ ابن سعد ، الطبقات الکبریٰ ۳ = ۱۱ = ۲۶
- ۵۴۔ الاخبار الطوال ص ۲۹۹
- ۵۵۔ ابن سعد ، الطبقات الکبریٰ ۳ = ۱ = ۲۱
- ۵۶۔ اسباب الاشراف ۱ = ۲۲۰
- ۵۷۔ الاستیعاب - جامع - طبری

١٠٦

- ٥٨ - التكميل والتاريخ = ٤ - ١٨٢ =
- ٥٩ - الاستعداد = حركات ٢٦
- ٦٠ - بخاري ، الصحيح = ٥٨ - ٩٠ ، ٩١ ، ٩٦ والمجموع

مجلس ادارت

ڈاکٹر افتخار امین فضلی - صدر مجلس

ڈاکٹر عابد حسین مدنی - ڈائریکٹر ادارتی

ڈاکٹر محمد امجدی - ڈائریکٹر تعلیمی

ڈاکٹر محمد شکیل - ڈاکٹر محمد امجدی

ڈاکٹر محمد شکیل - ڈاکٹر محمد امجدی

ڈاکٹر محمد شکیل - ڈاکٹر محمد امجدی

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے، ان کے نظریاتی حوالہ کے لئے

فہرست

۳ رسالہ دنیا کے مسلم سائنس دان

نور محمد

۲۵ کتب خانہ خیریت اسلام آباد کے مجلس تحفظات

مدللہ لکھنؤ

۴۵ حضرت علی اور علوم نبوی

محمد امجدی

۳ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نقوی اور جیلے

ڈاکٹر محمد امجدی

۱۰۹ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کتابیں اور عقائد

نور محمد

عقائد و تفسیر کتب

۷ اسلامی نظام حکومت - نظریہ اور عمل

انور محمد

۱۳۱ مطالعہ اسلامی قانون کی روشنی

ڈاکٹر محمد امجدی

۱۳۵ علمی و تحقیقی برائے اسلامی علوم و نظام تعلیمات

محمد امجدی

نور محمد

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فتاویٰ اور فیصلے

ڈاکٹر محمد امجد علی

سیدنا حضرت علیؑ "سید البشر" افضل الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم دور اور تربیت یافتہ، تحصیل علم اور کسب کمال کی فطری صلاحیت سے مالا مال تھے، کاتب نبوت سے ہم فیض انہوں نے پایادہ بہت کم لوگوں کا حصہ بن سکا۔

زبان نبوت نے خود اس بات کی گواہی دی اور فرمایا: تم میں سب سے بہتر فیصلے کرنے والے علی ہیں۔ دو فریقوں کے درمیان نزاعات اور مقدمات کا صحیح فیصلہ کرنا اور واقعہ کی تہ تک پہنچا بہت مشکل کام ہے۔ اس وصف میں چاری جماعت صحابہ میں کوئی آپ کا ہم سر نہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے مواقع پر قضائی کامت آپ کے سپرد فرماتے۔ یمن کے وکٹ جب اسلام لائے تو آپؑ نے حضرت علیؑ کو وہاں کا قاضی بن کر بھیجا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ "جن پر اللہ خلقی کا دار ہے اور انھیں ملو سے خیر امت کے نسب سے نوازا" وہ حضرت علیؑ ہی کے فیض یافتہ تھے۔

تم قرآن اور اس کے نصوص سے احکام و مسائل کے استنباط کا خاص ملکہ رکھتے تھے۔ اکابر صحابہ مجمل و مشکل آیت قرآن کی تفسیر و تخریج اور فقہی مسائل میں آپ سے رجوع کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو بذات خود مجتہد اور امام تھے لیکن اس کے باوجود بہت سے اہم فقہی مسائل اور بعض پیچیدہ مقدمات میں حضرت علیؑ سے رجوع کرتے تھے۔

اپنے دور خلافت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: جب مسجد میں پانسی مجلس میں علی موجود ہوں تو خیر اور نہ کوئی نقص فتویٰ دے اور نہ کسی جھڑپ کا فیصلہ

☆ صدر شہید طہم القزاقی والدینہ "اور، تحقیقات اسلامی" اسلام آباد

فوت۔

ابن چندہ قصیدی کلمات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چند تاریخ ساز لفظی اور قیضے پر یہ قارئین ہیں:
ذخیرہ اندوزی کرنے والے کی سزا:

ایمانی ضرر وار میں ہوا جس میں ذخیرہ اندوزی کرنے والے کے لئے کوئی خاص سزا مقرر کی گئی ہو۔ اس لئے ایسے شخص کو تنبیہی سزا دی جائے گی یعنی قاضی (عدالت) ایسی سزا مقرر کرے گا جو اسے اور دوسروں کو اس فتنے حرکت سے روک دینے والی ہو۔

حضرت علیؑ: ذخیرہ اندوزی کے سخت خلاف تھے جو آپ کے اس قول سے کہ "احتکار کرنے والا احتکار اور ملعون ہے" عوامی طرح واضح ہے۔ اس لئے آپ ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کو سخت ترین سزائیں دیتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو احتکار علی کرناں تاجر نے ایک لاکھ درہم خرچ کر کے اشیاء خوردنی کا ذخیرہ کر لیا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ پورے ذخیرہ کو آگ لگا دی جائے۔

عبد الرحمن بن قیس سے روایت ہے: "میشل نے مجھے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوار کوفہ میں میرے سکھانوں کو تنگ لگا دی تھی جن میں سے ایک کا ذخیرہ کیا تھا" اس کا کہا تھا کہ اگر یہ سکھانیں بچ جاتے تو اسے اس قدر منافع ہوتا جس قدر اہل کوفہ کو بیت المال سے عطیات ملتے تھے۔ (۱)

خبر زمین کی آباد کاری

خریب۔

موات سے مراد ایسی اراضی ہیں جن سے کسی قسم کا بھی کوئی فائدہ نہ اٹھایا جا رہا ہو۔ اور ایسا سے مراد ایسی اراضی کو ظاہر ہونے سے نکال کر کار آمد بنانا ہے۔

کسی قسم کی خبر اراضی کی آباد کاری جائز ہے؟

جس شخص کو کوئی خبر زمین پتا آئے تو اس کے لئے اسے آباد کرنا جائز ہے۔ ایسی زمین

کی دو حالتوں میں سے ایک حالت ہوگی:

(الف) یہ کسی شخص کی ملکیت نہیں ہوگی۔ ایسی صورت میں اسے آباد کرنے والا اس کا مالک ہو جائے گا اور اس کے معاملے میں کچھ دینا نہیں پڑے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ صریح و درود میں قلعہ فرمایا کرتے تھے "جو کوئی جس نے کوئی خبر زمین آباد کی وہ اس کی ملکیت ہو" (۱)۔

(ب) یہ کسی کی شخص کی ملکیت تو ہو لیکن مالک کی عدم توفیق سے غیر آباد ہو گئی ہو۔ ایسی صورت میں اسلامی مملکت کے کسی بھی شہری کے لئے اسے آباد کرنا جائز ہوگا۔ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: "میں ایک خبردار غیر آباد زمین پر گیا ہوں۔ وہ اب اس کی آباد کاری کی اہلیت سے عاجز تھے میں نے اس زمین کو یہ اب کرنے والی نہیں بنا سکی اور فعل پر دی۔" یہ سن کر آپ نے فرمایا: "اس کی پیادہ کو مزہ سے محروم نہ کرنا" اس نے کہا کہ اس طرح کی ہے۔ خدا میں چھایا ہے" تم نے قبیلہ کی یہ تخریب نہیں کی۔" حضرت علیؑ نے قون باری تعالیٰ کو دلیل بتایا ہے: "ان الارض لله یونہا من یشاء من عہدہ والاعراف۔" (۱۳۸) ساری زمین اللہ کی ملکیت ہے" اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے" امام باقر کا قول ہے: "ہم نے حضرت علیؑ کے خط میں مندرجہ بالا "بیت قرآنی کا تخریض حصہ" دیکھا: "المؤمنین" اور انہم کی بھائی ان لوگوں کے لئے ہے جو پختہ ہیں، بھی صاف ہو" یہ "اس میں یہ بھی درج ہے: "اگر کوئی شخص زمین کو چھوڑ کر اسے نقصان پہنچائے اور اس کے بعد کوئی اور مصلحت اسے لے کر آباد یا درست کرے تو وہ اس زمین کا اس شخص سے جدا کر حقا ہوگا جو اسے چھوڑا تھا۔" (۲)

افتکاس: ایک لینا

تقریب۔

کسی شخص کو ذرا ناخال پاکر اس کی کسی چیز کو حکم کھا اپن کر لے بھانسا افتکاس فرماتا ہے۔

اس کی سزا:

افتکاس چوری نہیں ہے اس لئے اس فعل کے مرتکب کا پتہ نہیں لگایا جائے گا۔ حضرت

حرف لوت آئیں۔ (۱۵)۔

اس طرح خوارج کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آیا وہ کافر ہو گئے؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا: "میں بلکہ وہ نکرتے ہوئے ہیں۔ پھر سوال ہوا کہ یہ منافق ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا: "منافقین اللہ کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں۔" (جب کہ خوارج ذکر اللہ کثرت سے کرتے ہیں) پھر پوچھا گیا کہ آخر یہ لوگ ہیں کیا؟ آپؑ نے جواب دیا یہ ایک گروہ ہے جو جتنے میں جتا ہو اگر وہ باہر سے بن گیا ہے اور ہمارے خلاف بغاوت کر کے ہم سے برسرِ کار ہو گیا پھر ہمیں بھی اس سے لڑنا پڑا۔ (۱۶)۔

بانیوں کے خلاف جنگ:

امام المسلمین پر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کو برقرار رکھنے اور ان کی صفوں کو اشتقاق سے بچانے کی خاطر بانیوں سے جنگ کرے تاکہ کوئی طاعن آزاد اللہ کے حکم سے خائن اور فاضل خور پر جائز تحران کو اس کے عدسے سے ہٹانے کے لئے میدان میں نہ کود پڑے۔ اس لئے اگر امیر المؤمنین سے ان کے خلاف جنگ نہ کی تو وہ گنہگار ہو گا۔ جنگ مبین کے دن جو شب الہی نے حضرت علیؑ کو پکار کر کہا: "اے ابو طالب کے بیٹے! ہمارے بیچا چموزہ اور واپس چلے جاؤ۔ ہم تمہیں اپنے اور ہمارے خون کے حقد کے لئے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں۔ ہم عراق سے ہمارے لئے دست بردار ہوتے ہیں اور تم شام سے ہمارے حق میں دست بردار ہو۔" اس طرح ہم سب مل کر مسلمانوں کے خون کو کرنے سے بچائیں گے۔ حضرت علیؑ نے جواب میں فرمایا: "اے ام مسلم کے بیٹے! تم نے بڑی دور کی بات کی بلکہ اگر مجھے معلوم ہو تاکہ میرے لئے اللہ کے دین کے معاملے میں ہدایت کی گنجائش ہے تو میں ضرور ایسا کر لیتا اور اس وقت میرے کندھے پر جو بوجھ ہے اس سے یہ کام چلا ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ قرآن و احادیث سے واضح اور خاموشی پر خوش نہیں ہوتا جب کہ اس کے احکام کی نافرمانی ہو رہی ہو۔" تمام بانیوں سے قتال کے لئے وہ شرمیں ہیں۔

اگر ان بانی حبیبار افاضیوں اور لوگوں کا خون بہانا شروع کر دیں، پھر بھی اگر وہ قانونی طور پر جائز امام پر صرف تنقید یا اس کی تنقید کریں تو ان سے جنگ جائز نہیں ہوں اگر وہ حبشیانہ ہو کر میدان میں آجائیں اور خون بہانا شروع کر دیں تو ایسی صورت میں ان سے جنگ جائز

علی رضی اللہ عنہ سے بھینا مار کوئی چیز لے بھاگنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: "یہ حکم کلامِ نبی اور نصاب ہے۔ اس میں قطع یہ نہیں ہے۔ ایک شخص نے کسی کا کپڑا ایک لیا اسے پکار کر حضرت علیؑ کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا میں تو اس کے ساتھ ذائقہ کر رہا ہوں۔" حضرت علیؑ نے اس سے پوچھا کہ "تو اسے کپڑے کے بانک کو؟" ہوتا ہے؟ اس نے اذیت میں جواب دیا جس پر آپؑ نے اسے چھوڑ دیا۔ غلامؑ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ بھینا مار کر چیز لے بھاگنے میں قطع یہ کاسم نہیں دیتے تھے۔ لیکن خلیفہ طور پر کوئی چیز چالینے پر ہاتھ کاٹ دیتے تھے۔ (۱۷)۔

نفی: بغاوت سرکشی

حریف

مسلمانوں کے ایک گروہ کا جو طاقت و قوت والا ہو، امام (امیر المؤمنین) کے خلاف اس عدسے سے اس کی طعنہ دہی کا مطالبہ کرے کہ اس مطالبے میں اپنے آپ کو حق بجانب تصور کرتے ہوئے اللہ کو برا بھلا کہتا ہے۔ اگر اس گروہ کے پاس (الفرقہ اور اسلحہ کی صورت میں) طاقت اور قوت نہ ہو تو یہ باقی نہیں کھائے گا بلکہ معمول کے مجرموں کا گروہ ہو گا۔ ابنِ مسلم نے حضرت علیؑ کو زخمی کر دیا تھا تو آپؑ نے اپنے بیٹے حسنؑ سے کہا تھا: "اگر میرے زخم ٹھیک ہو گئے اور میں بچ گیا تو پھر اس کے متعلق خود فیصلہ کروں گا اور اگر میری وفات ہو گئی تو اسے بھی حکم کی ایک شرب لگا جا جس طرح اس نے مجھے لگائی تھی۔" حضرت علیؑ نے ابنِ مسلم کے ساتھ غازی معمول کے مجرم کا سلوک کیا تھا۔ (۱۸)۔

مسلمان باقی

شریعت میں یہ طے شدہ امر ہے کہ مسلمان باقی امام وقت کے خلاف بغاوت کرنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتے اس لئے کہ ان کی بغاوت کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ ہونا ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ احکام شریعت کی پابندی مقصود نہیں ہوتی۔ ایک شخص حضرت علیؑ سے آکر کہنے لگا کہ کیا جنگ حمل جنگ مبین اور جنگ ضوان میں آپؑ کے نائبین کافر ہوئے تھے؟ آپؑ نے نفی میں جواب دیتے ہوئے فرمایا: "وہ ہمارے بھائی تھے اور ہمارے خلاف اللہ کھڑے ہوئے تھے۔" ہم نے ان سے اس لئے جنگ کی کہ وہ اللہ کے حکم کی

ہوں۔ اسی طرح پانفیوں کے زقیوں پر ہاتھ اٹھانے کی اہانت نہیں ہے۔ حضرت علیؑ نے جنگ جمل کے دن منادی کرا دی تھی کہ کسی بھانگے والے کا تعاقب نہ کیا جائے اور کسی زنی کو بازگ نہ کیا جائے اگر کسی نے ان میں سے کسی کو کوئی نقصان پہنچا تو امام اس کی اہانت مسلمانوں سے بیت اللہ سے ادا کرے۔ جب حضرت علیؑ نے جنگ جمل کے موقع پر کچھ لوگوں کی اہانت بیت اللہ سے ادا کی تھی جو بھانگے ہوئے مارے گئے تھے (۸)

(۸) پانفیوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے امام کی نیت پانفیوں کا خون بہانا نہ ہو بلکہ انہیں بھارت سے باز رکھنا اور دوبارہ مسلمانوں کے صف میں شامل کرنا ہو۔ امور بن بنار ملتکری نے اہانت جمل کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے حضرت علیؑ سے عمرو کی طرف کوئی کرنے کی غرض و غایت نہ تھی تھی تو آپ نے فرمایا تھا: حالات کا جائزہ لینا اور بھارت کی تک فرا کرنا تاکہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہو جائیں اور اہانت کی پرکندگی دور ہو جائے (۹)

(۹) امیر کے لئے پانفیوں کے مکانات ختم کرنا یا ان کی فصلیں تہہ کرنا یا ان کے درخت کاٹ دینا جائز نہیں کیونکہ اس سے مسلمانوں کے حقوق کو نقصان پہنچے گا۔ پانفیوں سے چھیننا ہوا مال۔

(الف) اہانت کے عہدے پر قانونی طور پر متعین امام اور اس کے لشکر کے لئے پانفیوں کے مال و اسباب میں سے صرف وہی مال لینا حلال ہے جو وہ میدان جنگ میں لے کر آئے ہوں۔ رہا ان کا وہ حقوق یا غیر حقوق مال و اسباب جو وہ میدان جنگ سے باہر چھوڑ آئے ہوں تو اس میں سے کوئی بھی چیز لینا امام کے لئے جائز نہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تھا: "ان پانفیوں کے گھروں میں جو مال و اسباب پڑا ہے وہ ان کا ہے اور جو کچھ وہ اپنے ساتھ ہتھیارے خلاف جنگ کے لئے لے کر آئے ہیں وہ ہتھیارے لئے مال قیمت ہے۔" (۱۰)

اسی بنا پر آپ نے اہل نبھوان اور اہل بھرہ کی لشکر گاہوں کے مال و اسباب کو بطور مال قیمت تقسیم کر دیا تھا اور اس کے سامان کسی چیز سے قرض نہیں کیا تھا۔ (۱۱) ایک شخص ایک قیدی کو چکڑا کر آپ کے پاس لایا تو آپ نے اس سے فرمایا: "تم اس کا مال و سہان لے لو۔" (۱۲)

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بھرہ کے گھروں میں دیکھتے ہوئے مال و اسباب سے قطعاً کوئی قرض نہیں کرتے اور انہیں ان کے

ہے۔

عبدالرزاق نے اپنی معص میں ابن جریر سے روایت کی ہے: "وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبدالکریم نے بتایا: "مناجیوں نے پہلے حضرت علیؑ سے بھڑکایا پھر ان سے صلح ہو گئی اور ان پر شرک کا الزام لگایا۔ حضرت علیؑ نے انہیں کچھ نہیں کہہ پھیرا۔ لوگ مقام حدراء پہنچ گئے۔ حضرت علیؑ کو اطلاع ملی کہ یہ لوگ کوفہ کو متفرق بنا کر جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں حضرت علیؑ نے سن کر فرمایا: "انہیں نہ چھیڑا۔ پھر یہ لوگ وہاں سے نکل کر شہوان پہنچ گئے اور وہاں ایک ماہ ٹھہرے رہے۔ لوگوں نے حضرت علیؑ سے ان کے خلاف قدم اٹھانے کے لئے کہا آپ نے جواب میں فرمایا: "اس وقت تک نہیں جب تک وہ لوگوں کے خون سے اپنے ہاتھ نہ دھوئیں مسافروں کو نہ لوٹیں اور امن کے لئے غزوہ نہ بن جائیں۔ آپ نے انہیں اس وقت تک کچھ نہیں کہا جب تک وہ قتل و غارتگری سے باز رہے۔ لیکن جب انہوں نے قتل و غارت شروع کر دی تو آپ نے ان کے خلاف جہاد کر کے ان کا خاتمہ کر دیا۔" (۱۳)

(ب) دوم: انہیں ترک بھارت کی دعوت دی جائے امام ابو یوسفؒ نے کتاب اقربان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل قبلہ یعنی مسلمانوں کے کسی خلاف کردہ سے اس وقت تک جنگ نہیں کی جب تک انہیں مخالفت ترک کرنے کی دعوت نہیں دی آپ نے جنگ جمل سے پہلے اہل بھرہ سے صلح و اکتاہٹ کی اور غزوان کی طرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ جا کر انہیں سمجھائیں اور انہیں پھر سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اطاعت کی طرف لوٹنے کی دعوت دیں کیونکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی قانونی طور پر امیر المومنین تھے۔

(ج) امام کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ پانفیوں کے خلاف جنگ میں کسی کافر سے مدد لے کیونکہ ارشاد باری ہے: "وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا" (انشاء - ۱۳۱) (اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر کافروں کے ظفر کے لئے ہرگز کوئی راہ نہیں نکالے گا)۔

(د) امام یا اس کے لشکر کے کسی سپاہی کے لئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ پانفیوں سے تعلق رکھنے والے ایسے افراد سے جنگ کرے جو جنگ میں حصہ نہ لے رہے ہوں چاہے وہ میدان جنگ سے فرار ہو رہے ہوں یا اپنے گھر بیٹھ رہے ہوں یا انہوں نے اپنے گھروں کے دروازے بند کر لئے

اسی طرح ہانیوں کے ہاتھ آیا ہوا بھی تھا ان سے مشتکی ہے۔ کیونکہ ان پر تھان والے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں امیر کی اطاعت کی طرف لوٹنے سے خطرہ کر دیا جائے یعنی وجہ ہے کہ جب حضرت علیؑ نے بصرہ کو ہانیوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا تو آپؑ نے ان سے خراج وغیرہ کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا جس پر ان ہانیوں نے پہلے قبضہ کر لیا تھا۔ (۱۲)

مقتول ہانیوں کی نماز جنازہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ اہل حق کے خلاف جنگ میں قتل ہونے والے ہانیوں کی نماز جنازہ امام المسلمین پر جائز ہے۔ جنگ میں کے دن طریقین کے مقتولین کی نماز جنازہ آپؑ نے پڑھائی تھی۔ (۱۴)

کوڑے لگانا

کوڑے لگانے والا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کوڑے مارنے کے لئے ایسا آدمی منتخب کرتے تھے جو نہ بہت طاقتور نہ ہوتا اور نہ ہی کمزور جسم کا حامل انسان، کہ اس کی ضرب درمیانے درجہ کی ہو۔

آپ درمیانے درجہ کا کوڑا منتخب کرتے تھے جو نہ بہت ہی سخت ہوتا اور نہ بہت ہی نرم۔ ایک شراپی آپ کے پاس لایا گیا، آپ نے اس کے لئے تین کوڑوں میں سے درمیانے درجہ کا کوڑا منکولایا۔ اس میں پھل لگے ہوئے تھے۔ آپ نے اس سے پھل اڑوا کر اسے دو چھوٹوں کے درمیان زور زور سے مارا پھر اسے ایک شخص کے حوالے کر کے اسے کوڑے لگانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جسم کے ہر عضو کو اس کا حصہ ملنا چاہئے۔

کوڑے مارنے کی کیفیت:

الف) حذوف (زنا کا الزام لگانے والا) کے سوا کسی کوڑے کھانے والے کے جسم سے کپڑے اٹارتے نہیں جابائیں گے اور نہ ہی ذمہ جہاد اگرچہ وہ روٹی دار کیوں نہ ہو۔ اور حضرت علیؑ نے فرمایا: اختلاف سے چادر نہیں اٹاری جائے گی۔ آپ نے ایک شخص کو کسی حد میں بٹھا کر کوڑے لگائے اور اس کے جسم پر قلعان کی بنی ہوئی چادر تھی، ایک لونڈی کو بدکاری کی بنا پر کوڑے

مالکوں کے قبضے میں دینے دیتے ہیں۔ صرف خراج کی وہ رقم جو بصرہ کے بیت المال میں تھی اسے لے کر سرکاری خزانے میں داخل کر دیتے ہیں جہاں تک فوج کا معاملہ تھا تو اسے پوری طرح قابو میں رکھنا بہت مشکل تھا کیونکہ فوج کے بہت سے سپاہی ایسے تھے جو امیر کی حکم برداری کرتے ہوئے اپنی من مانی کرتے تھے۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہانیوں پر قابو پانے کے بعد یہ اعلان کر دیتے تھے کہ جو شخص بھی اپنی کوئی چیز امام کی فوج کے کسی شخص کے ہاتھ میں دیکھے وہ اس سے لے لے۔ جنگ میں کے بعد یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ ایک شخص نے اپنی ہانڈی حضرت علیؑ کی فوج کے ایک سپاہی کے ہاتھ میں دیکھی جو اسے اس شخص کے گھر سے لے کر آئے اور اسے کھانکھانے کی غرض سے لے آیا تھا۔ مالک نے اپنی ہانڈی کی شناخت کر کے اس شخص سے واپسی لے لی (۱۳)

نہوان کی جنگ کے بعد حضرت علیؑ نے اہل نہوان کے گھروں سے حاصل کردہ تمام چیزوں کی بقاعدہ تحسیر کرائی پانچ سو تمام لوگوں نے اپنی اپنی چیزیں واپس لے لیں۔ صرف ایک ہندیا روٹی جس کا کوئی مالک تحسیر کے بارے میں پتہ نہ ہوا۔ اگر ملایا جاتا جس کا مالک مارا جا چکا ہوتا تو آپؑ وہاں اس کے درخت کو دے دیتے۔ ابن حزمؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ کسی مقتول کے مال کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ (۱۴)

ب) ہانیوں کے قیدی مرد اور عورتیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ وجہ ہانیوں کے کسی گرفتار شدہ قیدی کو قتل کر دینا یا اسے غلام یا لونڈی بنالینا حلال نہیں سمجھتے تھے۔

۱۳ اسی طرح ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ جنگ میں کے بعد عورتوں اور بچوں کی گرفتاری کے مسئلے میں لوگوں نے آپؑ پر اعتراض کیا اور کہا: یہ کیا بات ہوئی کہ ان کا خون بہانا تو حلال ہے لیکن ان کا دل و اسباب لے لینا حلال نہیں ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس اعتراض کی خبر ملی تو آپؑ نے لوگوں سے فرمایا: تم میں سے کون یہ پسند کرتے ہو کہ ہم ام المؤمنین عائشہؓ اس کے حصے میں آئیں؟ یہ سن کر تمام لوگ خاموش ہو گئے۔ (۱۵)

ہانیوں کے ہاتھوں تکف ہونے والی اشیاء کا تھوان:

جنگ کے دوران ہانیوں کے ہاتھوں جو چائی یا مال نقصان ہوا ہو اس کا کوئی تھوان نہیں۔

آزاد کو پوری حد تک لکائی جائے گی لیکن غلام کے لئے کوڑوں کی سزا تو بھی ہوگی مکتب کو حد میں اسی حساب سے کوڑے لگائے جائیں گے جس قدر اس نے تکلیت کی رقم ادا کر دی ہوگی۔ اگر اس نے تکلیت کی تو بھی رقم ادا کر دی ہوگی تو اسے آزاد کے آؤتے اور غلام کے آؤتے کوڑے لگائیں گے۔ (۸)

اور کتاب جرم کا حکم دیتا ہے۔ اس کی سزا:

ہمیں اس مسئلے میں کہ آیا ارتکاب قتل پر مجبور کرنے والے پر بھی قصاص لازم آئے گا یا صرف ارتکاب کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا، حضرت علی کی رائے کسی روایت سے معلوم نہیں ہو سکی تاہم ہم حضرت علیؑ کے اس فیصلے سے آنکھیں بند کر دیں کہ آپ نے ایسے شخص کے متعلق قتل کیا تھا جس نے اپنے غلام کو ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور غلام نے اسے قتل بھی کر دیا تھا، آپ نے فرمایا: "غلام اپنے آقا کی تحویل اور کوڑے کی طرح ہے۔" یعنی آقا اپنی مرضی سے جو کام بھی چاہے اس سے لے سکتا ہے، آپ نے آقا کی گردن اڑانے اور غلام کو قید میں ڈال دینے کا حکم دیا تھا۔ (۹)

معالجے کے ہاتھوں مریض کی موت واقع ہوئی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ غلیب کی غلطی کی ذمہ داری اس پر ڈالتے تھے، اگر کوئی مریض غلیب کی غلطی کی وجہ سے مر جاتا تو آپ غلیب پر اس کی دیت کی ادائیگی لازم کر دیتے۔ ایک دن آپ نے خلیفہ دینے ہوئے فرمایا اسے پیہر اسے حیوانات کا علاج کرنے والو اور اسے پیشہ طبابت اختیار کرنے والو۔ تم میں سے جو بھی کسی انسان یا جانور کا علاج کرے وہ اپنی جان کے چھٹکارے کا راستہ بھی رکھے۔ اگر اس نے کسی کا علاج کیا اور اپنے چھٹکارے کی کوئی تکلیف نہ رکھی اور مریض یا جانور ہلاک ہو گیا تو اسے اس کا توبہ دینا پڑے گا۔ (۱۰)

سربراہ حکومت یا حاکم کی بدعت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سلطان یا حاکم کو انسانوں میں سے ایک انسان سمجھتے تھے جو اپنے جرم کی پاداش کا اسی طرح سزاوار ہو گا جیسے دوسرے لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ غلام و عہدہ اپنی اس غلطی کا بھی ذمہ دار ہو گا جس کے اثرات لوگوں تک پہنچتے ہیں۔ یہ اصول حضرت عمرؓ کے اس واقعے میں پوری طرح ظاہر ہوتا ہے جس میں آپ نے ایک عورت کو جس کی شہرت

لگائے، اس کے کپڑوں کے پیچھے لپٹے کی زد تھی جو اس کے رشتہ داروں نے پھانسی رکھی تھی۔ پھر اسے بھڑکی طرف جلا وطن کر دیا۔ حد تکلف کے بارے میں آپ فرمایا کرتے تھے: "تکلف کو اس کے کپڑوں میں کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کے جسم سے روٹی دار اور چمڑے دار کپڑے اتار لئے جائیں گے۔"

(اب) اصولی طور پر مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کر کوڑے لگائے جائیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: "عورت کو بٹھا کر اور مرد کو کھڑا کر کے کوڑے لگائے جائیں گے۔ لیکن اگر مرد کو بٹھا کر کوڑے لگائے جائیں تو یہ بھی درست ہے۔" حضرت علیؑ نے ایک شخص کو بٹھا کر کوڑے لگائے تھے۔

(ج) اس کے ہاتھ باندھے نہیں جائیں گے بلکہ کھینچے چھوڑ دئے جائیں گے تاکہ کوڑوں کی ضرب سے اپنا پھلوا کر سکے۔ ایک شخص کو شراب پینے پر پکڑ کے حضرت علیؑ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے جلاڑ سے کہا: "اسے کوڑے لگاؤ تاہم اس کے ہاتھ چھوڑ دو تاکہ یہ ان کے ذریعہ اپنا پھلوا کر سکے۔"

(د) کوڑوں کی ضربات کو اس کے پورے جسم پر پھیر دیا جائے گا لیکن چہرہ اور نازک اعضا مثلاً شرمگاہ وغیرہ ان ضربات سے محفوظ رکھے جائیں گے۔ ایک شخص کو حضرت علیؑ کے پاس لایا گیا جسے کسی حد میں کوڑے لگائے تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ ہر عضو کو اس کا حصہ دیا جائے لیکن چہرہ اور شرمگاہ پر کوڑے نہ لگائے جائیں گے کسی حد میں لگئے والے کوڑوں کی کیفیت تھی، لیکن اگر تصویر میں کوڑے لگتے ہوں تو اس کا دار و مدار قاضی یا عدالت کی رائے پر ہے کہ وہ کس طرح کوڑے لگوائے گا جس کے نتیجے میں مجرم کو جرم سے باز رکھا جاسکے۔

۳۔ وہ جرائم جن پر کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے۔

مندرجہ ذیل جرائم پر کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

شراب نوشی، "تکلف" غیر مصلحت کا ارتکاب، "ذنا" ایسے جرائم پر بھی کوڑوں کی سزا دی جائے گی جن کے متعلق شریعت میں کوئی نص موجود نہ ہو لیکن قاضی یا عدالت کی رائے میں کوڑوں کی یہ سزا مجرم کو جرم سے باز رکھ سکتی ہو۔ جسے کوڑے لگائے جائیں۔

قصاص جاری کرنے کی شرمیم:

بہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قصاص پر عمل درآمد کی جو شرائط دراصلوں سے ملی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

جرم یعنی قاتل بالغ اور صاحب اختیار ہو

جس کے خلاف قتل کا جرم ہوا ہو وہ معصوم قدم ہو (یعنی اس کا خون بہانا حرام ہو) اس لئے اس شخص پر قصاص نہیں ہوگا جس کا خون حلال ہو مثلاً بیگوت کرنے والے اور نہ ہی اس پر قصاص ہوگا جس نے کسی سزائے موت پانے والے کو قتل کر دیا ہو۔

قاتل اور مقتول میں اترازی میں یکسانیت ہو اس لئے اگر آزاد نے غلام یا مکتوب کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص نہیں اسی طرح دین میں برابری ہو جیسا کہ حضرت علیؑ سے ایک روایت ہے اس لئے کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

ارکتاب قتل کا یہ جرم عموماً "حضرت علیؑ کا قول ہے: جان بوجھ کر ارکتاب قتل کی سزا ہر صورت میں قصاص ہے۔" اس لئے اگر کسی شخص نے کسی کی آنکھ جان بوجھ کر پھونڈ دی ہو تو اس میں قصاص واجب ہے۔ عجم بن حبیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو طمانچہ رسید کیا جس سے اس کی چٹائی جانی رہی لیکن آنکھ کی پتلی اپنی جگہ قائم رہی۔ اس سے قصاص لینے کا ارادہ ہوا لیکن قصاص لینے والوں کو اس کا طریقہ معلوم نہیں تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں طرقت بتایا "اس کے چہرے پر روٹی یا ادنی گدی رکھ دی گئی اور اس کا رخ سورج کی طرف کر دیا پھر اس کی آنکھوں کے پاس آئینہ لاکر اس کے ذریعے سورج کا عکس اس کی آنکھوں میں ڈالا کیلئے سورج کی چمک سے اس کی آنکھیں چند صیحاں کیں چٹائی جانی رہی اور آنکھوں کی پتلیاں اپنی جگہ قائم رہیں۔"

جس زیادتی ہوئی ہے وہ یا اس کے رشتہ دار معاف نہ کریں۔

جس پر زیادتی ہوئی ہے وہ حملہ آور نہ ہو کہ اس کے حملے سے پہلو کی صرف ایک صورت ہو کہ اس پر ہوائی حملہ کیا جائے یہ جرم کسی ایسے عضو پر نہ ہوا ہو جو پہلے ہی ٹھکرا ہو چکا ہو مثلاً منقوت ہاتھ

ابھی نہیں تھی اور اس کے ہاں لوگوں کا اتنا جانا رہتا تھا جو آپ کو پسند نہ تھا اپنے پاس بلایا لوگوں نے اسے حضرت عمرؓ کے پاس جانے کے لئے کہا وہ گھبرا کر سوچنے لگی کہ خدا خیر کرے "عمرؓ کے ہاں کیوں طلبی ہوئی ہے؟ پھر وہ چل پڑی۔ ابھی راستے میں تھی کہ ڈرگئی اور اس کا اسقاط ہو گیا" چپے نے وہ جینیں ماریں اور مر گیا حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ بعض نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ آپؓ حضرت عمرؓ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کیونکہ ظنہ کی حیثیت سے آپؓ کسی کی بھی تادیب کر سکتے ہیں۔ حضرت علیؑ خاموش رہے۔ حضرت عمرؓ نے آپؓ سے بھی رائے پوچھی تو آپؓ نے فرمایا: "اگر ان لوگوں نے اپنی رائے ظاہر کی ہے تو ان کی یہ رائے غلط ہے" اور اگر آپؓ کی چند داری کرتے ہوئے یہ رائے دی ہے تو انہوں نے آپؓ کی غیر خوافی نہیں کی میری رائے یہ ہے کہ چپے کی دیت آپؓ کے ذمہ ہے کیونکہ آپؓ نے ہی اسے اپنے پاس "منے کا پیغام بھیج کر فخر فرما دیا تھا اس لئے اس کا اسقاط آپؓ کی وجہ سے ہوا لہذا اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کی بات تسلیم کرتے ہوئے انہیں اس چپے کی دیت قبول کرنا حضرت عمرؓ کے بعدی رشتہ داروں سے وصول کرنے کی ہدایت کی۔ (۴۱) اس لئے کہ ان حضرت عمرؓ اسے غلطی سزا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اسقاط ہوا۔

قصاص لینے کا حق:

۱) قصاص لینے کا حق کسے حاصل ہے؟ قصاص اس شخص کا حق ہے جس پر زیادتی کی گئی ہو اگر جرم جان لیوا نہ ہو بلکہ اس سے کم ہو "اگر جرم جان لیوا ہو تو یہ حق اس کے نہیں اور یہی رشتہ داروں کا ہے جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ اگر قصاص کے حق دار معاف کر دیں تو معافی درست ہوگی اور قصاص منقطع ہو جائے گا۔ ایک ذی ایک مسلمان کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا اور ثبوت بھی مل گیا تھا "حضرت علیؑ نے قاتل کو قتل کر دینے کا حکم بھی دے دیا تھا کہ مقتول کا بھائی آیا اور کہنے لگا کہ میں نے قاتل کو معاف کر دیا ہے۔ حضرت علیؑ نے اس سے پوچھا کہ قاتل کے رشتہ داروں نے حشمت ڈرا یا دھمکا تو نہیں ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا اور کہا کہ قاتل کے قتل ہو جانے سے میرا بھائی تو دواں نہیں آسکتا ان لوگوں نے مجھے معاوضہ دے کر راضی کر لیا ہے۔ اس پر حضرت علیؑ نے معافی کی توثیق کر دی۔ (۴۲)

قدام نے بھی حضرت علیؑ سے یہی روایت کی ہے کہ مرتد عورت کو قیدی بنا لیا جائے گا اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

(د) مرتد کو کس طرح قتل کیا جائے: مرتد کے قتل پر اہل علم کے باوجود اس کے قتل کی کیفیت کی تحدید نہیں کی گئی ہے، لیکن معلوم یوں ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ کی رائے میں مرتد کو اس طرح قتل کیا جائے کہ وہ دوسروں کے لئے جہت بن جائے اور کسی کو ایسا قدم اٹھانے کی جرأت نہ رہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بھی تو کھوار سے گردن اڑا دینے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے محمد بن ابی بکرؓ کو کھوار مرتدین کی گردنیں اڑا دی جائیں اور کبھی قدموں تلے روندنے اور لات مار مار کر مار ڈالنے کا حکم دیتے ہیں۔ ابو عمرو شیبانی سے مروی ہے کہ ابو جحان کا ایک شخص عیسائی ہو گیا، عیسیٰ ابن فرقد مسلمی نے حضرت علیؑ کو لکھ بھجوا دیا آپ نے کھوار سے میرے پاس بھیج دو، یہ شخص گئے پاؤں والا تھا اور اولیٰ کپڑے پہن رکھے تھے جب اسے زنجیروں میں بکڑ کر آپ کے سامنے لا کر ڈال دیا گیا تو آپ نے اس سے طویل گفتگو کی اور وہ چپ رہا، آخر میں اس نے کہا: مجھے آپ کی باتوں کی کچھ نہیں آتی میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ مجھی (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں، اس کا یہ کہنا تھا کہ حضرت علیؑ اپنے جگہ سے اٹھے اور اسے پاؤں سے روند ڈالا۔ لوگ بھی یہ دیکھ کر آگے بڑھے اور اسے اپنے قدموں تلے کچل دیا، ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ نے اس کی بات سن کر اسے پاؤں سے ٹھوکر لگائی، لوگ بھی شرع ہو گئے یہاں تک کہ وہ شرم ہو گیا۔

حواشی و حوالہ جات

- ۱۔ ابن ابی شیبہ: ابو بکر محمد بن محمد۔ المصنف (مطبوعہ دارالافتاء والاعلام الاسلامیہ کراچی)۔ ۱/۲۷۷
- ۲۔ قدوسی: محمد عباس۔ نقد حضرت علیؑ (دارالافتاء دارالعلوم صوابیہ لاہور ۱۳۸۷ھ)۔ ص ۳۳-۳۴
- ۳۔ علی المصطفیٰ: عطاء اللہ دین۔ کنز العمال (مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت)۔
- ۴۔ ابن قدام: ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن محمد بن محمد۔ المغنی (مطبوعہ قاہرہ مصر ۱۳۶۷ھ)۔ ۱/۸۴

قصص میں مماثلت ممکن ہو، اگر مماثلت نامکن ہو تو پھر قصص میں لیا جائے گا، اسی بنا پر دماغ کی جملی تک پہنچنے والا زخم اور اسی طرح کے دوسرے زخموں مثلاً دماغ کو بچاؤ دینے والا زخم اور انتہوں تک پہنچنے والے زخم کا کوئی قصص نہیں کیونکہ ان میں مماثلت ممکن نہیں، لیکن طراپے کے قصص کے بارے میں حضرت علیؑ سے صحیح روایت موجود ہے۔ (۲۳) یہ جرم نہیں ہے اور اس وقت نہ ہوا ہو جب وہ بھی ماں کے پیٹ میں ہو۔

اور تداوی کی سزا:

(الف) اس پر سب کا اہتمام ہے کہ ارتداد کی سزا قتل ہے، اس کے حقیقی حضرت علیؑ سے قولاً عملاً ہی استیصال میں منقول ہیں۔

(ب) قتل کی یہ سزا تمام مرتدین پر جاری کی جائے گی، چاہے وہ افراد ہوں یا گروہ۔ حضرت علیؑ نے عقل مسلمی کو کوئی ناچیز کی طرف روانہ کیا۔ عقل نے انہیں تین گروہوں میں بنا دیا: ایک گروہ وہ تھا جو پہلے عیسائی تھا پھر مسلم بن ہو گیا، دوسرا گروہ عیسائیت پر قائم رہا، اور تیسرا گروہ مسلمان ہونے کے بعد عیسائیت کی طرف لوٹ گیا تھا۔ عقل نے اپنے ساتھیوں کے لئے ایک نشانی مقرر کر دی اور حکم دیا کہ جب تم یہ نشانی دیکھو تو تیسرے گروہ کے لوگوں کو تلواریں پر رکھ دو، جب عقل نے وہ نشانی دیکھی کہ تو اس کے ساتھیوں نے انہیں تلواریں پر رکھ لیا۔ ان کے لڑنے والے مرد قتل ہو گئے، عورتیں اور بچے گرفتار ہو گئے۔ عقل نے ان گرفتار شدہ عورتوں اور بچوں کو مستند کے ہاتھوں ایک لاکھ میں فروخت کر دیا، مستند نے پچاس ہزار نقد ادا کر دیئے اور پچاس ہزار اوصار کر لئے۔ حضرت علیؑ نے اس کی توثیق کر دی۔ پھر مستند بھاگ کر حضرت معاویہ کے پاس چلا گیا۔ حضرت معاویہ نے ان عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا جس کی حضرت علیؑ نے بھی توثیق کر دی۔ عقل مستند کے گھر کے وہاں ہر طرف پر اندک کی تھی۔ اس کے بعد بھاگے ہوئے لوگ بھی واپس عقل کے پاس آ گئے۔ عقل نے ان سے کہا کہ تمہارا آدمی (مستند) تمہارے دشمن (حضرت معاویہ) کے پاس بھاگ گیا ہے۔ اگر تم اسے پکڑ کر میرے پاس لے آؤ تو میں جیساں تمہارا حق دلا دوں گا۔

(ج) اس واقعہ سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ حضرت علیؑ کے نزدیک مرتد عورت کا قتل جائز نہیں تھا، اس لئے کہ آپ نے عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا اور انہیں قتل نہیں کیا۔ لیکن

- ۵- نقد حضرت علی ص: ۳۰
- ۶- المصنفی - ۸ / ۱۰۶
- ۷- تاریخ الخلفاء ابن کثیر ص: ۱۰۰، صیحة ابن کثیر، التذکار المصنف (طبع: مطبع محمدیہ تہجدیہ قاہرہ، مصر) ص: ۵۸
- ۸- ایضاً ص: ۶۰، المصنفی - ۸ / ۱۰۶
- ۹- ابن کثیر، تہذیب التہذیب ص: ۱۰۰، ایضاً ص: ۱۰۰، التذکار المصنف (طبع: مطبع المطارد قاہرہ، مصر ۱۳۵۵ھ) - ۷ / ۲۳۹
- ۱۰- محمد الرزاقی ص: ۸۸ - المصنف (طبع: دارالعلم ۱۳۹۵ھ) - ۱۱ / ۳۳
- ۱۱- نقد حضرت علی -
- ۱۲- مصنف محمد الرزاقی - ۱۲ / ۳۳
- ۱۳- المصنفی - ۸ / ۱۰۵
- ۱۴- مصنف محمد الرزاقی - ۱۲ / ۳۳
- ۱۵- ایضاً ص: ۱۰۵، التذکار المصنف - ۷ / ۲۳۹
- ۱۶- المصنفی - ۸ / ۱۰۵
- ۱۷- ایضاً ص: ۱۰۵، التذکار المصنف - ۷ / ۲۳۹
- ۱۸- مصنف محمد الرزاقی - ۷ / ۲۳۹، ۱۲ / ۳۳، ۱۳ / ۳۳
- ۱۹- المصنفی - ۸ / ۱۰۵، ۱۲ / ۳۳
- ۲۰- مصنف محمد الرزاقی - ۱۲ / ۳۳
- ۲۱- ایضاً - ۱۲ / ۳۳، المصنفی - ۷ / ۲۳۹
- ۲۲- نقد حضرت علی -
- ۲۳- مصنف محمد الرزاقی - ۱۲ / ۳۳، المصنفی - ۷ / ۲۳۹، ۱۲ / ۳۳

طوبیٰ ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفرنامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com